وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ
اور جس وقت تمام رسول وقت مقررہ پر لائے جائینگے

تحقیق جدید

در بارہ

موعودِ اقوامِ عالم

جس میں تمام قوموں کے

رشیوں، منیوں، اوتاروں، گوروؤں، پیشواؤں اور نبیوں کی آج سے ہزاروں برس قبل کی بیان کردہ سینکڑوں پیشگوئیوں کا آنیوالے موعود کے حالات، نشانات، زمانہ اور علامات کے متعلق پورا ہونا دکھلایا گیا ہے

مرتبہ

عبد الرحمن مبشر مولوی فاضل
رکن مجلس انصار سلطان القلم قادیان

بار اول ۲ ہزار

کتاب ھٰذا

کے مرتب کرنے میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا :-

کتب یہود و نصاریٰ

نام کتاب	شایع کنندہ و مصنفہ	کیفیت
بائیبل اردو	برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور	مطبوعہ سنہ ۱۹۲۲ء
بائیبل عربی	جمیعة التوراة البريطانيه والاجنبية	" سنہ ۱۹۲۱ء
خزینۃ الاسرار تفسیر متی	مصنفہ پادری عمادالدین صاحب	
The Apponted Time	جے بی ڈنبل بی	مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء
طالمود ۔ انگریزی	بائی مسٹر جوزف بارکلے	" " سنہ ۱۸۷۸ء
The unvailing of the Daughters of an aged mother.	بائی ٹامس وٹس	" " سنہ ۱۹۰۰ء
تیمور ۔ مصنفہ ہیرلڈ لیمب	مترجمہ محمد عنایت اللہ صاحب	مطبوعہ اعظم گڈھ

کتب بُدھ ازم

کلبان دہرم	ملفوظات حضرت بُدھؑ	مترجمہ شوبرٹ لال ورمن ایم اے

کتب پارسی مذہب

سفرنگ دساتیر	ملفوظات حضرت زرتشت	سنہ ۱۲۸۰ھ

کتب ہندو ازم

اتھرو وید	سنسکرت	

عرضِ مؤلف

اس کتاب کی ضرورت اور اہمیت کا موٹا اندازہ لگانے کیلئے ذیل کی فہرستِ ابواب ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ یہ تمام ابواب خدا کے مقدسوں اور پیاروں کی آج سے سینکڑوں اور ہزاروں سال پیشتر کی بیان کردہ پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں جو ایک دو چار نہیں، دس بیس نہیں، بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں ایک لشکرِ جرار کیطرح آنیوالے موعود کی تائید و تکریم میں کمربستہ کھڑی ہیں۔

فہرستِ ابواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بنی نوع انسان پر تکالیف اور مصائب کے ایام

اور ہمارا فرض

دُنیا کے تمام انسان خواہ کہیں بستے ہیں، کسی مذہب کے ماننے والے ہیں، یا کسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں، کالی رنگت والے ہیں، خواہ گوری۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک ہی باپ (آدمؑ) اور ایک ہی ماں (حوّاؑ) کی اولاد ہیں۔ اس لئے ایک کی تکلیف دوسرے کی تکلیف ہے۔ ایک کا دُکھ دوسرے کا دُکھ ہے۔ خواہ کوئی مانے نہ مانے یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ پس ہم سب کو ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہونا اور آپس میں ہمدرد بننا چاہیئے۔ مَیں نے یہ چند اوراق اسی جذبۂ اخوّت و ہمدردی کے ماتحت لکھے ہیں۔ ہر ایک مسلم و غیر مسلم بھائی سے درخواست ہے کہ وہ بھی اِن اوراق کو اسی مقدس جذبہ کے ماتحت دیکھے، پڑھے اور غور کرے۔ اِس میں میری طرف سے جو غلطی یا بھول ہو مجھے اس سے آگاہ کرکے اپنی ہمدردی کا ثبوت دے۔

پیارے بھائیو! اِس وقت دُنیا کا بہت سا حصہ اپنا چین، سُکھ اور امن کھو کر فتنہ و فساد، ہلاکت و بربادی، قحط و بیماری سے دو چار ہے۔ اگر فضاء آسمانی سے بموں کی بوچھاڑیں اُسکی عزیز زندگی اور قیمتی اشیاء پر تباہی لا رہی ہیں، تو زمین پر

سے آتشیں ٹینکوں اور آہنی گاڑیوں کے ریلے پر ریلے روندتے ہوئے اس کے گھر بار سمیت اس پر بربادی لا رہے ہیں۔ اِن آفتوں سے اگر کوئی بچ نکلا، تو قحط اور بیماریوں کے خوفناک دیو چاروں طرف سے مُنہ پھاڑے اسے نگلنے پر تیار نظر آتے ہیں۔ جیساکہ لکھوکھا انسان بنگال میں قحط و بیماری سے مر چکے ہیں۔

آہ! صد آہ!! ہزاروں پُر رونق بازار، عالیشان محلات، قصرِ بریں، بے نظیر عمارتیں، مضبوط قلعے، اُونچے مینار پیوندِ خاک ہو چکے۔ لکھوکھا انسانی جانیں فنا کے گھاٹ اُتر چکیں۔ ہزاروں عورتیں اپنا سُہاگ لُٹا چکیں۔ اور لاکھوں ہی بچے سایۂ پدری سے محروم ہو چکے ہیں۔ مگر ابھی اِس مصیبت کا خاتمہ جلد نظر نہیں آتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ خدا تعالیٰ اپنے جلال میں ہے، فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے۔ اور در و دیوار لرزہ میں ہیں۔ اس کا غضب اب پھر اہلِ زمین پر بھڑک اُٹھا ہے، مگر پہلے سے زیادہ زور کیساتھ۔

پیارے بھائیو! سوچو! سوچو!! اور پھر سوچو!!! کیا وہ خدا جو باپ سے زیادہ شفیق اور ماں سے زیادہ مہربان ہے، وہ اپنا غضب بلا وجہ اور بلا اطلاع اپنے بندوں پر نازل کر رہا ہے؟ نہیں! نہیں!! اور ہرگز نہیں!!!

اس کا سبب اور کارن انسانوں کی اپنی ہی بد اعمالی اور بُرے افعال ہیں، اور اپنے بزرگوں کی تعلیم کو پس پشت ڈالدینا ہے۔ اگر تمام مذاہب والے اپنے بزرگوں، رشیوں، اوتاروں، اور نبیوں کی اُن باتوں پر جو آج سے سینکڑوں سال پہلے انہوں نے

کہی تھیں، غور کرتے اور عمل پیرا ہوتے، تو آج اِن مصائب کا شکار نہ ہوتے۔

کیا کوئی ہے! جو سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہے، کہ جس قدر وہ اپنے بزرگ، رشی یا اوتار کی تصویر، بُت یا قبر کی عزت اور پرستش کرتا ہے، اُس کا دسواں حصہ بھی اُن کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ ہرگز نہیں!

ذیل میں بطور نمونہ اُن تمام برگزیدہ بندوں کی بعض باتیں درج کی جاتی ہیں، جو مختلف ممالک اور مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جو حرف بحرف پُوری ہو چکی ہیں۔ اب اِن باتوں پر عمل کرکے ہی دُنیا تمام دُکھوں سے نجات پا کر سُکھ حاصل کر سکتی ہے۔

پیارے بھائیو! جو باتیں آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائینگے، وہ آج سے سینکڑوں برس پہلے کی بیان شدہ ہیں۔ جنکو پڑھکر ہر شخص جہاں اپنے گورووں، رشیوں، بزرگوں اور نبیوں سے عقیدت اور محبت میں بڑھیگا وہاں اُسے خدا کی ذات پر بھی پختہ یقین اور وشواش پیدا ہوگا۔ کہ جیسے وہ پہلے موجود تھا، اب بھی موجود ہے۔ اور جس طرح وہ پہلے اپنے بندوں سے بولتا تھا، اب بھی بولتا ہے۔ اور یہی چیز ہے، جو انسان کو شک و شُبہ کی دلدل سے نکالکر یقین اور ایمان کی بلند چٹان پر کھڑا کر دیتی ہے۔ اور جس سے دہریت اور بے دینی کی ظلمت دُور ہو کر خدا پرستی اور دینداری کا نُور حاصل ہوتا ہے۔ خدا کرے، کہ ایسا ہی ہو۔ آمین +

باب اوّل

موجودہ زمانہ کے حالات مختلف مذاہب کی رو سے

۱۔ ہندو مذہب کے مقدس رشیوں کے آج سے کئی ہزار برس قبل بیان کردہ حالات جو حرف بحرف پُورے ہوئے۔

۲۔ عیسائی مذہب کے پیشواؤں کے آج سے قریباً دو ہزار برس کی بیان کردہ علامات جن کا پورا ہونا ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں۔

۳۔ مذہب اسلام کے مقدس بزرگوں کے قریباً تیرہ سو برس سے پہلے کے بیان کردہ نشانات جو ایک اور ایک دو کی طرح پُورے ہو چکے ہیں۔

۴۔ سِکھ مذہب کے واجب الاحترام گوروؤں کے آج سے قریباً سینکڑوں برس پہلے کی بیان کردہ نشانیاں جن کا پُورا ہونا روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے، کہ دُنیا میں ایک ایسا وقت آنیوالا ہے۔ کہ لوگوں کا چال چلن بگڑ جائیگا۔ دینداری کی رُوح ماری جائے گی۔ بیدینی کا دور دورہ ہوگا عالم و جاہل ایک برابر ہونگے۔ بُرے کام بر سرِ عام ہونگے۔ اور اُنکو فخریہ بیان کیا جائیگا۔ غرضیکہ دُنیا کی ہوا ہی پلٹ جائیگی۔ تفصیل کے لئے اگلے صفحات ملاحظہ فرمائیں ؞

(۱)

ہندو مذہب بتاتا ہے :-

۱ "ہے راجہ! کہ کلجگ[۱] میں لوگ سچائی اور دھرم
چھوڑنے کی وجہ سے کمزور ہوں گے اور عمر کم ہوگی۔
۲-۳ اور کرم[۲] دھرم سب چھوٹ جائیں گے۔ اور بادشاہ[۳] پرجا
سے لگان وغیرہ لیں گے، اور دُکھ دیا کریں گے۔ اور
۴ بارش[۴] کم ہوگی، جس کی وجہ سے اناج گراں رہے گا...
۵ ....اور کلجگ کے اخیر میں[۵] بیس بائیس سال
کی عمر سے کوئی نہیں بڑھے گا۔ کیونکہ پاپ زیادہ ہو
۶ جائینگے.......اور لوگ تھوڑی[۶] عمر ہونے پر بھی
۷ آپس میں فساد اور جھگڑا کرینگے۔ اور اپنا دھرم[۷] چھوڑ کر
جھوٹی سگند (قسم) اور جھوٹی گواہی پیسے کی خاطر دینگے۔
۸ اور پاپ[۸] اور پُن کا خیال اور نیک و بد کی پہچان جاتی
۹/۱۰ رہیگی۔ چوری[۹] وغیرہ جاری کرینگے....... براہمنوں[۱۰]
کے لئے نشانی نہ رہے گی۔ کہ جس سے کوئی پہچان سکے،
۱۱ کہ فلاں برہمن ہے۔ اور دھن[۱۱] والے کی خاطر لوگ
۱۲ جان دینگے، اور[۱۲] اونچ نیچ کا کوئی خیال نہ رہے گا۔ اور
۱۳-۱۴ بیوپار[۱۳] میں دھوکا اور استری[۱۴] کی کوئی ذات خیال نہ رکھ
۱۵ کر بھوگ بلاس کیا کرینگے۔ اور برہمنوں[۱۵] کا دھرم کرم
۱۶ چھوٹ جائیگا.......اور لوگ[۱۶] اپنے سر پر جٹیں
۱۷ بڑھا کر اپنے آپکو برہم چاری کہلائیں گے۔ اور بات[۱۷] پر

١٨ سُست ہونگے۔ اور کنگال آدمی پیسے والے کو اونچی
١٩ ذات کا سمجھینگے۔ اور جھوٹ بولنے والا سچّا اور عقلمند
٢٠ کہلائے گا۔ اور ہر ایک ذات تپ جپ اور کرم دھرم
چھوڑکر اشنان کرنے کے بعد کھانا کھا لیا کریں گے۔
٢١ اور نہانے کو اوتم کہیں گے۔ اور اپنے لیش اور بڑھائی
٢٢ کی باتیں کیا کرینگے۔ اور اپنے آپکو خوبصورت بنانے کی
٢٣ خاطر سر پر بڑے بڑے بال رکھینگے۔ اور پرلوک سدھار
٢٤ کوئی نہ ہوگا۔ اور مُلک میں چور ڈاکو زیادہ ہو ہو کر
٢٥ لوگوں کو تنگ کرینگے۔ اور تکلیف پہنچائینگے۔ اور بادشاہ
چوروں سے ملکر رعیت کا مال و زر چھین لیا کریں گے۔
٢٦ اور چھوٹی چھوٹی عُمر میں شادی کیا کرینگے۔ جس سے دس
سال کی عمر میں لڑکے لڑکی کے بالک ہوا کرینگے۔ اچھی
٢٧ ذات یعنی کلین استریاں (عورتیں) دوسروں کی خواہش
کیا کرینگی۔ جو کوئی کھانے کو دیگا اُسے اچھا سمجھا کرینگی۔
٢٨ اور اپنے اپنے پیٹ کی ہر ایک کو لو رہیگی۔ بہت سے
پُرش اناج اور کپڑے سے تنگ رہیں گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
٢٩ ۔ ۔ ۔ چاروں ورن ایک قوم ہو کر استریاں پُرشوں پر
٣٠ راج کرینگی۔ اور لڑکے ماں باپ کی سیوا چھوڑکر سُسرال
کے آدمیوں کی سیوا کرکے بہت خوش ہونگے۔ اپنے
٣١ نزدیک کے تیرتھوں کو چھوڑکر دُور کے تیرتھ اچھے سمجھینگے
٣٢ اور وہاں جایا کرینگے۔ تیرتھوں کے پھل کا کوئی پکّا یقین

٣٣ نہ ہوگا۔ اور ہون[٣٣] یگ بہت کم ہوں گے۔"

(شری مید بھاگوت بارھواں اسکند صٓ ٦٢٢ و صٓ ٦٢٣)

آگے لکھا ہے:۔

٣٤ "اور کلجگ میں تین[٣٤] حصہ پاپ اور ایک حصہ پُن
رہ جاتا ہے۔ اِس لئے دھرم کے تین پاؤں ٹوٹ جاتے
ہیں۔ اور ایک پاؤں رہ جاتا ہے۔ اِس لئے کلجگ
میں تھوڑا سا دان اور سچائی رہ جاتی ہے۔ مگر اخیر
میں وہ بھی چھوڑ دینگے۔ اس لئے کلجگ کے وقت
٣٥ میں بہت سے لوگ کرودھی[٣٥] اور بدصورت اور بُرے
بھاگوں والے پیدا ہو کر ایک ایک پیسہ کی خاطر منش
٣٦ (آدمی) کو جان سے مار ڈالا کرینگے۔ اور[٣٦] اچھے اچھے کل
کی عورتیں اپنے خاوند سے محبت چھوڑ کر دوسروں سے
٣٧ کرینگی اور[٣٧] اِستریاں پیسے کی ہونگی۔ اور غریبی کی حالت
میں اپنے پتی کو چھوڑ کر دوسرے کے گھر چلی جاوینگی۔
٣٨ اور ہر ایک[٣٨] خوبصورت عورت کے پیچھے پیچھے پھرے گا۔
٣٩ اور عُمدہ کھانے کی خواہش کرینگے۔ اور سنیاس[٣٩] سب
٤٠ چھوٹ جائیگا۔ اور[٤٠] جو نوکر ہونگے، دُکھ کے وقت اپنے
مالک کی سہائتا نہ کرتے ہونگے۔ دوسری جگہ جا نوکر
٤١ ہوا کرینگے۔ اور بہت[٤١] سے لوگ اولاد کے خواہشمند ہونگے
اور جسکے نہ ہونے سے بھوت پریت کی پُوجا کیا کرینگے۔
٤٢ اور مایہ[٤٢] کی خاطر ماں پُتر اور بھائی بھائی آپس میں دُکھ

دینگے اور کم اناج ہونے[۴۳] پر لوگ اپنی بیٹی بیٹا کھانے کیخاطر ۴۳
بیچ ڈالینگے ۔ ۔ ۔ اسی طرح انیک پاپ[۴۴] ہو کر پرماتما کی ۴۴
بھگتی کم ہو جائے گی ۔"

(شریمد بھاگوت بارہواں اسکند صفحہ ۶۲۳)

یہ علامات سب کی سب موجودہ زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں ۔ عیاں را چہ بیاں ؛

(۲)

عیسائی مذہب بتاتا ہے :۔

"(آیندہ زمانہ کی برگشتگی)" لیکن روح صاف کہتا
ہے ، کہ آیندہ[۴۵] زمانوں میں بعض لوگ گمراہ کرنیوالی ۴۵
روحوں اور شیاطین کی تعلیموں کی طرف متوجہ ہوکر
ایمان سے برگشتہ ہو جائینگے ۔ یہ اُن جھوٹے آدمیوں کی
ریاکاری کے باعث ہوگا ، جن کا دل گویا گرم لوہے سے
داغا گیا ہے ۔ یہ لوگ بیاہ کرنے[۴۶] سے منع کرینگے اور اُن ۴۶
کھانوں[۴۷] سے پرہیز کرنے کا حکم دینگے ، جنہیں خدا نے ۴۷
اسلئے پیدا کیا ہے ، کہ ایماندار اور حق کے پہچاننے والے
انہیں شکر گذاری کے ساتھ کھائیں ۔"

(تمتھیس ۔ باب ۴ ۔ آیت ۱ ۔ ۲ ۔ ۳)

پھر لکھا ہے :۔

"لیکن یہ جان رکھ ، کہ اخیر زمانہ میں بُرے دن
آئیں گے ۔ کیونکہ آدمی خود غرض ، زر دوست ، شیخی باز ، ۴۸ ۵۰

٥١ تا ٥٦ مغرور، بدگو، ماں باپ کے نافرمان، ناشکر، ناپاک، طبعی محبت
٥٧ تا ٦٠ سے خالی، سنگدل، تہمت لگانیوالے، بے ضبط، تند مزاج
٦١ تا ٦٥ نیکی کے دشمن، دغاباز، ڈھیٹ، گھمنڈ کرنیوالے، خدا کی
نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہونگے۔
٦٦ وہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے، مگر اسکے اثر کو
قبول نہ کریں گے۔" (تمتھیس نمبر ٢ - باب ٣ - آیت ١ تا ٥)

ایک اور جگہ لکھا ہے:-

٦٧ "کیونکہ ایسا وقت آئے گا - کہ لوگ صحیح تعلیم کی
برداشت نہ کرینگے، بلکہ کانوں کی کھجلی کے باعث اپنی
اپنی خواہشوں کے موافق بہت سے استاد کرینگے، اور
اپنے کانوں کو حق کی طرف سے پھیر کر کہانیوں پر متوجہ
ہوں گے۔" (تمتھیس نمبر ٢ - باب ٤ - آیت ٢ - ٣ - ٤)

چنانچہ یہ سب باتیں بھی موجودہ زمانہ میں پوری
ہو چکی ہیں۔

(٣)

مذہب اسلام بتاتا ہے:-

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ
٦٨/٦٩ آنیوالا ہے، کہ اسلام صرف نام کا رہ جائیگا۔ اور قرآن مجید
٧٠ صرف رسم کے طور پر پڑھا جائے گا۔ مسجدیں ان کی بظاہر آباد
٧١ ہونگی، مگر ہدایت سے خالی ہونگی۔ ان کے علماء بدترین خلائق

ہونگے۔ اُنہی میں سے فتنے نکلیں گے، اور اُنہی میں لَوٹ کر ۴۲
جائیں گے۔ (ترجمہ عربی عبارت مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۳)

"آخر زمانے میں عابد جاہل ہونگے۔ قاری لوگ فاسق ۴۳/۴۴
ہونگے۔۔۔ میاں بی بی کی اطاعت کرے۔ ماں کی نافرمانی ۴۵/۴۶
کرے۔ یار کو پاس بٹھائے۔ باپ کو بھگائے۔ مسجدوں ۴۷/۷۹ تا
میں شور ہو۔۔۔ گانے والیاں ظاہر ہوں۔ باجے بجیں۔ ۸۰/۸۱
پچھلی اُمت اگلی اُمت پر لعنت کرے (جیسے شیعہ، اصحاب ۸۲/۸۳
کرامؓ کے بارے میں کرتے ہیں)۔۔۔ نہ بڑے کی توقیر
ہوگی، نہ چھوٹے پر رحم آوے گا۔ حرامزادے بہت ہونگے۔ ۸۴/۸۵
مرد عورت سے برسرِراہ زنا کریگا۔۔۔ عالم اس لئے علم
سیکھینگے، کہ روپیہ پیسا پیدا کریں۔ قرآن کو تجارت ۸۶
ٹھہرادیں گے۔۔۔ لوگ رستوں میں جُفتی کرینگے جسطرح ۸۷
بہائم کرتے ہیں۔۔۔ اغلام پر غیرت کریں، جس طرح ۸۸
عورت پر غیرت کرتے ہیں۔۔۔ لوگ مسجدوں میں بیٹھکر ۸۹
دُنیا کی باتیں کرینگے۔۔۔ ہمت لوگوں کی یہی پیٹ ہونگے۔ ۹۰
اُن کی پُونجی اُن کا شر ہوگا۔ اُن کا قبلہ اُن کی عورتیں ۹۱/۹۲
ہونگی۔ اُن کا دین یہی اُن کا روپیہ پیسا ہوگا۔۔ خطباء ۹۳/۹۴
بہت ہونگے، امر بمعروف کم ہوگا۔ قرآن کو محلّی (آراستہ) ۹۵/۹۶
کرینگے۔ مسجدوں میں نقش و نگار بنادیں گے۔ ممبروں کو ۹۷/۹۸
لمبا تیار کرینگے۔ دل ویران ہونگے۔ شراب پی جائے گی۔ ۹۹/۱۰۰
عورت شوہر کی تجارت میں شریک ہوگی۔ مرد عورتوں کی ۱۰۱/۱۰۲

۱۰۳/۱۰۴ شکل بنائینگے۔ عورتیں مرد کی ہمشکل بنیں گی۔ غیر اللہ کی قسم
۱۰۵/۱۰۶ کھاوینگے۔ مرد بے طلب گواہی دینگے۔ سلام جان پہچان
۱۰۷/۱۰۸ سے ہوگا۔ فقہ غیر اللہ کے لئے سیکھیں گے۔ دنیا کو عمل
۱۰۹ آخرت سے طلب کرینگے۔ غنیمت کو دولت امانت کو غنیمت
۱۱۰/۱۱۱ زکوٰۃ کو تاوان سمجھینگے۔ . . . باپ کی نافرمانی کرینگے۔ یار
۱۱۲ کے ساتھ بھلائی کرینگے۔ جورو کی اطاعت ہوگی۔ . . .
۱۱۳ تا ۱۱۵ گانے والیوں کو، باجوں کو اختیار کرینگے۔ راہوں میں
۱۱۶/۱۱۷ شراب پئیں گے۔ ظلم کو فخر جانینگے۔ حکم کو بیچیں گے، یعنی
۱۱۸/۱۱۹ رشوت لیں گے۔ . . . جوا کھیلیں گے۔ طبلے، باجے، مزامیر
۱۲۰/۱۲۱ بجاویں گے۔ محتاجوں کو زکوٰۃ نہ دینگے۔ بیگناہ کو قتل
کرینگے" فقط (اقتراب الساعۃ صفحہ ۳۵ تا صفحہ ۵۴۔ بحوالہ ابو نعیم۔ ترمذی
طبرانی۔ احمد۔ ابن ابی الدنیا۔ ابن عساکر۔ الدیلمی۔ البیہقی۔ السلمی۔
ابن ابی حاتم)

پھر اس کتاب کے صفحہ ۵۴ پر یہ سب نشانیاں درج کرنے کے بعد لکھا ہے :-

"اشاعہ میں ہے۔ کُلُّهَا مَوْجُوْدَةٌ وَهِيَ فِي التَّزَايُدِ يَوْمًا فَيَوْمًا وَقَدْ كَادَتْ اَنْ تَبْلُغَ الْغَايَةَ اَوْ قَدْ بَلَغَتْ (سب کی سب موجود ہیں۔ بلکہ دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ پوری ہونے کے قریب ہیں، یا پوری ہو رہی ہیں) یہ بات تو ۱۰۷۶ھ میں کہی تھی۔ اب سن ۱۳۰۱ھ میں رہی سہی نشانیاں بھی ظاہر ہوگئیں۔"

شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب بحار الانوار میں حضرت علی
رضی اللہ عنہ کی زبانی موجودہ زمانہ کی علامات مندرجہ ذیل
بیان ہوئی ہیں :-

۱۲۲/۱۲۳ "جب لوگ نمازیں[1] چھوڑ دینگے۔ امانت[2] میں خیانت
۱۲۴/۱۲۵ کرینگے۔ جھوٹ[3] بولنا جائز سمجھیں گے۔ سود[4] کھائیں گے۔
۱۲۶ تا ۱۲۸ رشوتیں[5] لینگے۔ پکی عمارتیں[6] بنائیں گے۔ اور[7] دنیا کے بدلے
۱۲۹ دین بیچینگے۔ کمینوں[8]، بیوقوفوں کو کارندے بنائیں گے۔
۱۳۰ تا ۱۳۳ عورتوں[9] سے مشورے کرینگے۔ قطع[10] رحمی کرینگے۔ خواہشات[11]
۱۳۴ کی پیروی کرینگے۔ خون[12] کرنا معمولی بات خیال کرینگے۔
۱۳۵/۱۳۶ عاجزی[13]، فروتنی کمزوری سمجھی جائیگی۔ ظلم[14] پر فخر کرینگے۔
۱۳۷ تا ۱۳۹ حاکم فاسق[15] و فاجر ہونگے۔ وزرا[16] ظالم ہوں گے۔ نمبردار[17]
۱۴۰/۱۴۱ خائن ہونگے۔ قاری[18] فاسق ہونگے۔ جھوٹی گواہیاں[19]
۱۴۲/۱۴۳ کثرت سے دینگے۔ علانیہ[20] برائی کرینگے۔ بہتان[21]، گناہ
۱۴۴ اور سرکشی ظاہر ہوگی۔ قرآن[22] مجید کو مزین کریں گے۔
۱۴۵ تا ۱۴۷ مساجد[23] کو سجائینگے۔ مینار[24] بلند بنائے جائینگے۔ شریروں[25]
۱۴۸ کی عزت کی جائے گی اور لوگ[26] زیادہ اکٹھے ہونگے،
۱۴۹ مگر اُن کی خواہشات میں اختلاف ہوگا۔ عہد[27] و پیمان
۱۵۰ توڑے جائینگے۔ . . عورتیں[28] اپنے خاوندوں سے دُنیا کی
حرص کے باعث اُن کی تجارت میں شریک ہوں گی۔
۱۵۱ فاسقوں[29] کی آوازیں بلند ہونگی، اور اُنہیں غور سے
۱۵۲ سُنا جائیگا۔ قوم کا سردار[30] اخلاق کے لحاظ سے اُنیں

۱۵۳ رذیل ترین ہوگا۔ بدکار سے اُسکی شرارت کے سبب سے
۱۵۴ لوگ زیادہ سے زیادہ ڈریں گے۔ جھوٹے کی بات کو سچا
۱۵۵ سمجھا جائیگا... گانے بجانے کے سامان حاصل کئے جائینگے
۱۵۶ اِس اُمت کا پچھلا حصہ پہلے حصہ پر لعنت کریگا...
۱۵۷ عورتیں کاٹھیوں پر سوار ہونگی"

(خلاصہ ترجمہ عربی عبارت بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳)

(۴)

سِکھ گورو صاحبان فرماتے ہیں:۔

۱۵۸/۱۵۹ "دھندو کار جو وَرتسی نہ ہندو نہ مسلمان ‖ رام رحیم نہ جانسن نہ کو کرے کلام
۱۶۰ گورمکھ کوئے نہ جانسی نہ کو لئے اُپدیش ‖ اِکو وَرتن وَرتئے نہ کو کرے اُدیس
۱۶۱/۱۶۲ بید کتیب نہ جانسن نہ دوارہ نہ مسیت ‖ روزہ بانگ نہ وَرت نہ نیم نہ کو کڈھے حدیث
۱۶۳ کوئے نہ کس کی جانسی نہ کو کرے سلام ‖ نانک شبد وَرتدا اِس کوئی ٹڈھی جان"

یعنی ایسا ظلم وستم کا زمانہ آنیوالا ہے۔ کہ ہندو مسلمان سب اپنے دین دھرم کو چھوڑ دینگے۔ گورُوؤں کی عزت نہیں کرینگے، اور نہ نصیحت حاصل کرینگے۔ سب ایک ہی رنگ میں رنگین ہونگے۔ اور اپنی اپنی کتابیں، وید، قرآن، اور عبادات کی جگہوں یعنی مندروں اور مسجدوں کو بُھلا دینگے۔ روزہ، اذان، نیکی کی سب تعلیم چھوڑ دیں گے۔ اخلاق بھی بگڑ جائینگے۔ کوئی کسی کی پرواہ نہیں کریگا۔ اور نہ کِسی کو سلام کریگا۔ یعنی ایک دوسرے کی جان کا پیاسا ہوگا۔ نانکؑ یہ سب خدا کی باتیں ہیں، جو پُوری ہو کر رہیں گی۔

(جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی صفحہ ۶۵۹ و صفحہ ۶۵۸)

باب دوم

تمام مذاہب کی رُو سے موجودہ حالات میں ایک اصلاح کرنے والے کی آمد کا وعدہ

۱- ہندو مذہب کی رُو سے شری کرشن جی مہاراج "کلنکی اوتار" نیکوں کی حفاظت، گنہگاروں کی سرکوبی اور دہرم کی امامت کے لئے دھارن کریں گے۔

۲- یہودی مذہب کی رُو سے ایک "عہد کا رسول" آئیگا۔

۳- عیسائی مذہب کی رُو سے حضرت یسوع مسیح ؑ نئی پیدائش میں آئینگے۔

۴- مذہب اسلام کی رُو سے اُمتِ محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعودؑ اور امام مہدی معہود تشریف لائینگے۔

۵- پارسی مذہب کی رُو سے ایک فارسی الاصل شخص پیغمبر بنایا جائے گا۔

۶- سکھ ازم کی رُو سے مسلمانی جامہ میں کرشن جیؑ قاضی بنکر آئیں گے۔

۷- بُدھ مذہب کی رُو سے ایک بُدھ کا آنا مقدر ہے۔ جس کا نام میتریہ ہوگا۔

تفصیلات اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)

ہندو مذہب کا فرمان:۔

۱۶۴ "سو ہے راجہ جب کلجگ کے اخیر میں بہت
سے پاپ ہوتے رہیں گے، تو نارائن جی خود دھرم
کی رکھشا کی خاطر سنبھل دیش میں کلنکی اوتار دھارن
کرینگے۔" (شریمد بھاگوت بارہواں اسکند صد ۹۲۳)

۱۶۵ "جب کبھی دھرم کا ناش ہونے لگتا ہے اور
ادھرم کی زیادتی ہونے لگتی ہے۔ تب میں اوتار
دھارن کیا کرتا ہوں۔ نیکیوں کی حفاظت، گنہگاروں
کی سرکوبی اور دھرم کی امامت کے لئے میں اوتار
لیا کرتا ہوں۔" (شریمد بھاگوت گیتا صد ۳ ۔ ادھیائے ۴)

(۲)

یہودی اور عیسائی مذہب کا فرمان

۱۶۶ "اور میں ان کیلئے ایک چوپان مقرر کرونگا، اور وہ انکو چرائیگا یعنی میرا بندہ
داؤد انکو چرائیگا۔ اور وہی انکا چوپان ہوگا۔ اور میں خداوند انکا خدا ہونگا اور میرا
بندہ داؤد انکے درمیان سردار ہوگا۔ مجھ خداوند نے یوں کہا ہے۔ اور میں انکے
ساتھ صلح کا عہد باندھونگا۔ اور سارے برے درندوں کو زمین پر سے نابود کرونگا اور
وہ بیابان میں سلامتی سے رہا کرینگے اور جنگلوں میں سوئینگے۔" (حزقیل باب ۳۴ آیت ۲۰ تا ۲۶)

۱۶۷ "تم نے اپنی باتوں سے خداوند کو بیزار کر دیا ہے۔
... دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے

آگے میری راہ کو درست کریگا - اور وہ خداوند جسکی تلاش میں ہو - ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو، وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آئیگا - دیکھو وہ یقیناً آئیگا - ربُّ الافواج فرماتا ہے "

(ملاکی نبی کی کتاب باب ۲/۱۷ - باب ۳/۱،۲)

۱۶۸ "دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے - کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں، کہ اب سے مجھے پھر نہ دیکھوگے - جب تک نہ کہوگے - کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے " (متی باب ۲۳ - آیت ۳۸، ۳۹)

۱۶۹ "اور یہ پہلے جان لو، کہ اخیر دنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھا کرنیوالے آئینگے، جو اپنی خواہشوں کے موافق چلینگے - اور کہیں گے، کہ اُس کے آنے کا وعدہ کہاں . . .

اے عزیزو! یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے، کہ خداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے - اور ہزار برس ایک دن کے برابر - خداوند اپنے وعدے میں دیر نہیں کرتا - جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں - بلکہ تمہارے بارےمیں تحمل کرتا ہے - اس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا، بلکہ یہ چاہتا ہے، کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے - لیکن خداوند کا دن چور کیطرح آجائیگا . . . لیکن اس کے وعدے کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظام کرتے ہیں جنمیں راستبازی بسی رہیگی " ؎

؎ پطرس ۲ - باب ۳ - آیت ۲ تا ۱۳ ؎

پہلے دو حوالوں میں ایک "داؤد" کے آنیکا وعدہ ہے۔ جسے "عہد کا رسول" بھی کہا گیا ہے۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی آنیوالے موعود سے تعلق رکھتی ہے۔ جو یہود و نصاریٰ کی اصلاح کیلئے آخری زمانہ میں آنیوالا ہے۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے بارہ میں یہ پیشگوئی نہیں۔ کیونکہ انکا یہ دعویٰ ہی نہیں کہ وہ داؤد ہیں۔ بلکہ انہیں تو "ابن داؤد" کہتے ہیں۔

نیز دوسرے دو حوالوں میں بھی حضرت مسیحؑ کی دوبارہ آمد کو انکے ایک "مثیل" کے ذریعہ آنے اور اُسے پورے کی سی آمد قرار دیا ہے یعنی کسی اور بھیس میں۔ اور پھر اُسے متی باب ۱۹ آیت ۲۸ میں "جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا" "نئی پیدائش" سے تعبیر کیا ہے۔ پس یہ عہد کا رسول حضرت مسیح ناصریؑ سے مختلف ہے۔ گو اُن کا مثیل ہے +

(۴)

مذہب اسلام کا فرمان :-

"اللہ تعالیٰ تم کو اے مومنو! اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں، جس میں تم اب ہو۔ یہانتک کہ پاک اور پلید (کھرے اور کھوٹے) میں تمیز نہ کر دے۔ اور تم میں سے ہر ایک کو اللہ تعالےٰ اس پوشیدہ بات کی اطلاع نہیں دیگا۔ ہاں اپنا کوئی رسول منتخب کر کے بھیجے گا (جو کھرے اور کھوٹے، پاک اور پلید میں آکر تمیز کر دیگا۔) پس تم خدا اور اُسکے رسولوں کو مانو اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو، تو تمہارے لئے بہت بڑا ثواب ہے۔" (ترجمہ آیت قرآنیہ مَا كَانَ اللّٰه

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ الخ آل عمران ع ۱۸)

۱۷۱ "اے مسلمانو! تمہارا کیا حال ہوگا، جب تم میں
مسیح ابن مریمؑ (مسیح موعود) نازل ہونگے ۔ صلیب
توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے ۔ (ترجمہ حدیث بخاری)

۱۷۲ "وہی ذات ہے، جس نے اپنا رسول بھیجا (بھیجیگا)
ہدایت اور دینِ حق دیکر ۔ تاکہ اسے تمام دینوں پر
غالب کرے ۔ خواہ مشرک ناپسند کریں ۔ یہ آیت
اس امامؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جسے اللہ
تمام دینوں پر غالب کریگا ۔ پس وہ زمین کو عدل
و انصاف سے بھر دیگا، جیسے وہ ظلم و ستم سے بھری
ہوئی ہوگی ۔" (ترجمہ عبارت عربی بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۲)

۱۷۳ "میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں امام مہدی کی جو
لوگوں میں اختلافات اور دُنیا میں زلزلوں کے وقت
میں آئے گا ۔" (ترجمہ حدیث النجم الثاقب جلد ۲ ص ۱۱۲)

بالکل اسی مفہوم کی ایک حدیث بروایت حضرت سعید
خدریؓ شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب غایۃ المقصود جلد ۲ ص ۱۵۴
پر بھی درج ہے ۔

(۵)

پارسی مذہب کا فرمان :-

۱۷۴ "اینک نشان روزِ بد رسید، راستکاری و

جانسپاری در ایرانیاں نماند۔ چوں چنیں کارہا کنند، از تازیاں مردے پیدا شود، کہ از پیروانِ او دیہیم و تخت و کشور دائیں ہمہ بر افتد۔ و شوند سرکشاں زیردستاں بینید۔ بجائے پیکر گاہ و آتشکدہ خانہ آباد بے پیکر شدہ۔ نماز بروں سو کہ در تازیاں است، در ریگ ہا مادراں ساختہ آباد است۔ و دراں پیکرہائے اختراں بود گوید شود۔ آں خانہ نماز بروں سو دارند ازاں پیکرہا" (سفرنگ دساتیر ص ۱۸۸)

پھر لکھا ہے :۔

"پس افتد درہم ... و کنند خاک پرستی و روزبروز ۱۸۵
جدائی و دشمنی درانہا افزوں شود۔ پس یابید شما خوبی ازیں و اگر ماند یکدم از مہین چرخ انگیزم از کساں تو کسے و آئین و آب تو بتو رسانم۔ و پیغمبری و پیشوائی از فرزندانِ تو بر نگیرم۔" (سفرنگ دساتیر مطبوعہ ۱۲۸۰ سنہ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

یعنی جب ایرانیوں کے بُرے ایام آئینگے۔ اور بُرے افعال اُن سے سرزد ہوں گے، تو عرب سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ ابراہیمؑ کے پیروکاروں میں سے، تو ایرانیوں کا تمام تخت و سلطنت تاخت و تاراج ہو جائیگا۔ اور سرکش زیردست (مغلوب) ہو جائینگے۔ اور ایران کے آتشکدہ اور بُتخانہ کی بجائے بے تصویر مکان کی طرف نماز پڑھی جائیگی۔ اور یہ بے تصویر مکان عرب کے ریگستان میں آباد ہے۔ جس میں ستاروں کی تصاویر ہیں۔

اُن تصویروں کو اُکھیڑ کر وہاں نماز پڑھی جائیگی۔ (یہ پیشگوئی ہمارے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پُوری ہو چکی ہے۔

آگے لکھا ہے :۔ پھر ایک عرصہ بعد انکی آپس میں خانہ جنگی شروع ہوگی۔ اور خاک پرستی شروع کر دینگے۔ (جیسے شیعہ اصحاب کربلا کی مٹی کی ٹکیہ سامنے رکھ کر نماز پڑھتے اور اس پر سجدہ کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ قبر پرستی کرتے ہیں) اور روز بروز ان میں دشمنی اور جدائی بڑھتی چلی جائیگی۔ پس تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا۔ اور اگر زمانہ میں سے ایک روز بھی باقی ہوگا، تو کسی کو تیرے فرزندوں (فارسی الاصل) میں سے کھڑا کرونگا۔ جو تیری عزّت و آبرو کو قائم کریگا۔ اور پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں سے نہیں اُٹھاؤنگا۔

(۶)

سِکّھ مذہب کا فرمان :۔

"جب جب ہوت ارشٹ اپارا ۱۷۶

تب تب دیہہ دھرت اتارا" (دسم گرنتھ صفحہ ۱۴۰)

یعنی جب کبھی لوگ خداوند کریم سے اپنا تعلق توڑ کر بُرے کاموں میں مُبتلا ہو جاتے ہیں، تب اوتار کا ظہور ہوتا ہے

پھر گرنتھ صاحب کے صفحہ ۴۵ میں لکھا ہے :۔

"ہر جُگ جُگ بھگت اُپایا + پیج رکھدا آیا رام راجے" ۱۷۷

یعنی خدا تعالیٰ ہر زمانے میں ہی نیک لوگوں کو بھیجتا اور انکی مدد کرتا رہا ہے۔

پھر لکھا ہے :-

۱۷۸ "کل کل والی شرع نبیڑی قاضی کرشنا ہویا
"بانی برہما" وید اتھربن کرنی کرت امیا

(رام کلی محلہ پہلا صفحہ ۹۰۳)

یعنی دُنیا میں اختلافات رُو نما ہوں گے، تو قاضی کرشن جی مہاراج کا ظہور ہوگا۔ جو وحی الٰہی کے ماتحت کلام اللہ سے فیصلہ کرینگے۔ اور اپنی قُوّتِ قُدسیہ سے تمام دُنیا پر چھا جائیں گے۔ مزید تشریح ذیل کے فرمان سے ہوتی ہے۔

خانہ کعبہ میں بابا صاحبؒ گئے :-

۱۷۹ "تاں بابا اُٹھ کھڑا ہویا۔ اور اُٹھ کر اُجو کرنے لگا۔ اتے قبلے وَل کھڑا ہویا۔ اور شبد راگ بسنت وچہ الاپیا :-

آد پُرکھ کو اَلٰہو کہیئے ‖ سیخاں آئی واری
دیول دیوتیاں کرلاگا ‖ ایسی کیرت جالی
کوزہ بانگ نواج مصلّیٰ ‖ نیل رُوپ بنواری"

(گرنتھ صاحب راگ بسنت محلہ پہلا)

اے اللہ! آد پُرکھ کو اب اللہ کہتے ہیں۔ شیخوں کی باری آ گئی ہے۔ مندر اور دیوی دواروں پر ٹیکس لگ گیا ہے۔ ایسا ہی کام چلایا ہے۔ کوزہ بانگ نماز مصلّے نیل رُوپ

والے کرشن کے سپرد ہوا ہے۔ اس فرمان میں کرشن جی کو بنواری اور مسلمان بتایا ہے۔

(۷)

بُدھ مذہب کا فرمان۔

مہاتما بُدھ کی وفات سے کُچھ عرصہ قبل اُن کے شاگرد خاص آنند نے مبارک بُدھ سے کہا:۔

١٨٠ "جب تُو چلا جائے گا، ہم کو کون تعلیم دیگا
مبارک بُدھ نے جواب دیا۔ صرف مَیں ہی اکیلا بُدھ نہیں ہوں، جو دُنیا میں آیا ہوں۔ اور مَیں آخری بھی نہیں ہوں گا۔ مَیں تم کو سچّائی سکھلانے کو آیا تھا۔ اور... سچّائی کی اشاعت ہوگی۔ ... تب تھوڑے دنوں کے واسطے بھرم کے بادل روشنی کو دُھندلی کر دینگے اور مناسب وقت میں دوسرا بُدھ پیدا ہوگا اور وہ تم پر اِس سچّائی کا اظہار کریگا جس کی مَیں نے تعلیم دی ہے۔ آنند نے پُوچھا ہم اُسکو کس طرح پہچانینگے۔ مبارک بُدھ نے کہا۔ میرے بعد جو بُدھ آویگا میتریہ کے نام سے مشہور ہوگا۔ یعنی وہ جس کا نام خود "مہربانی" ہوگا۔"

(کلیان دہرم صـ ٢٧٣ باب ٩٦۔ آیت ١٢ تا ١٥۔ مترجمہ شوبرت لعل ورمن ایم۔اے)

باب سوم

تمام مذاہب کی رُو سے آنیوالے موعود کا زمانہ

جیسا کہ پچھلے ابواب میں آخری زمانہ کی علامات سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ جب کبھی بیدینی لامذہبی اور برے سے بُرے خلافِ شریعت افعال کا دَور دورہ ہوگا تو آنیوالا اُسوقت آجائیگا عقلاً بھی یہی بات صحیح ہے۔ کہ جب بیماری ہو تو معالج کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب فساد بپا ہو مصلح کو آنا چاہیئے۔ مگر بعض مذاہب کی کتب میں اِن علامات کے علاوہ مقدسوں نے آنیوالے موعُود کا زمانہ تاریخوں میں بھی بیان کیا ہے۔ جو مختلف مذاہب کی رُو سے یہ ہے:۔

۱۔ بائیبل کا بیان کردہ وقت ۱۲۹۰ ہجری سے ۱۳۳۵ تک ہے۔

۲۔ قرآن مجید کا بیان کردہ وقت۔ ۱۰۰۰ برس دعویٰ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے اسلام میں ضعف آنا شروع ہوگا۔ اور انتہائی ضعف کے زمانہ میں مسیح موعُود کا ظہُور ہوگا۔

۳۔ احادیث اور بزرگانِ امتِ محمدیہ کے تخمینہ اور اندازہ کے مطابق آنیوالے موعُود کے ظہور کی آخری حد ایک ہزار برس نبوت سے ۱۳۰۰ ہجری کی آخر ہے۔

۴۔ ہندو وِدوانوں کی تحریرات کی رُو سے آنیوالے کی انتظار کی ایک لمبے عرصہ سے آخری حد ۱۹۲۴ء میں اوتار لینے اور یکم اگست ۱۹۴۲ء میں ظہور ہے۔

۵۔ سِکھ گوروؤں کے نزدیک "آون اٹھترے جادن ستانوے ہور بھی اُٹھسی اک مرد کا چیلا" سمت ۱۸۷۸ سے سمت ۱۸۹۷ کا زمانہ ہے۔

تفصیلات آیندہ صفحات پر مذکور ہیں +

(١)

بائبل کا بیان کردہ وقت

"اے دانی ایل! تُو اپنی راہ چلا جا۔ کہ یہ باتیں آخر ١٨١
کے وقت تک سربمہر رہیں گی۔ اور بہت لوگ پاک کئے
جائینگے۔ اور سفید کئے جائیں گے۔ اور آزمائے جائیں گے۔
لیکن شریر شرارت کرینگے۔ اور شریروں میں سے کوئی
نہ سمجھیگا پر دانشور سمجھینگے۔ اور جس وقت سے دائمی قربانی
موقوف کی جائیگی۔ (اور بُتوں کو تباہ کیا جائیگا۔) ایک ہزار
دو سو نوے (١٢٩٠) دن ہونگے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے۔ اور
ایک ہزار تین سو پنتیس (١٣٣٥) روز تک آتا ہے۔"

(دانی ایل۔ باب ١٢۔ آیت ٩ تا ١٢)

نوٹ:۔ مذکورہ بالا آیات میں بریکٹ ( ) میں جو الفاظ (اور بُتوں کو تباہ کیا جائے گا) دیئے گئے ہیں۔ یہ عیسائی ترجمہ سے مختلف ہیں۔ عیسائی صاحبان کے ترجمہ میں ہے "اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے، قائم کی جائیگی۔" اس کے واسطے اصل عبرانی الفاظ پر جن کا یہ ترجمہ ہے، غور کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہیں:۔ "ولا تیت شقا دُو شو میم۔" پہلے دو لفظوں کا ترجمہ انگریزی بائیبلوں میں کیا گیا ہے۔ "قابلِ نفرت چیز جو تباہ کرتی ہے۔" اور اِس سے مُراد بت ہیں اور بُتوں کا چڑھاوا ہے۔ جو مکروہ اور حرام اور ضرر رساں ہے۔ ملاحظہ ہو اسی مادہ کا لفظ مشقوص جے نی اس لیکسی کن صفحہ ١٠٣٣۔

اور لفظ "شوممیم" کا ترجمہ اسی لیکسی کن کے صفحہ ۱۰۲۷ میں کیا گیا ہے۔
تباہ کرنا۔ پس صحیح ترجمہ یہ ہوا۔ کہ "جب بُت تباہ کئے جائیں گے"۔
اور یہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیینؐ کے زمانہ میں ہوا۔

دانیال کی اس پیشگوئی میں جو آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت کا پتہ دیتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت کی بھی دو نشانیاں بتلاتی ہے۔ پہلی نشانی دائمی قربانی کا موقوف کیا جانا ہے۔ اور دائمی قربانی بائیبل کی رُو سے یہ تھی۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا، کہ:۔

"ہر روز ہمیشہ ایک ایک برس کے دو برّے، ایک برّہ صبح کو چڑھائیو اور دوسرا برّہ زوال اور غروب کے درمیان۔۔۔۔ یہ سوختنی قربانی تمہاری پُشت در پُشت جماعت کے دروازہ کے خیمہ پر خداوند کے آگے ہمیشہ ہوگی"۔

(خروج۔ باب ۲۵۔ آیت ۳۸ تا ۴۲)

اس کی موقوفی نہ ہو سکتی تھی، جب تک وہ شریعت منسوخ ہو کر نئی شریعت اُس کی جگہ قائم نہ ہو جاتی۔ اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پُوری ہوئی۔ کیونکہ اسلامی شریعت میں ایسی روزانہ اور دائمی قربانی کا کوئی حکم نہ تھا۔

دوسری نشانی بُتوں کے تباہ ہونے اور ٹوٹنے کی تھی۔ یہ امر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوا، جبکہ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے وقت کعبۃ اللہ میں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ ۳۶۰ بُتوں کو توڑتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت بار بار پڑھی۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ

نَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ اعلان کر دے کہ حق آ گیا ۔ یعنی خدا کی توحید قائم ہو گئی ۔ اور باطل بھاگ گیا ۔ یعنی بُت تباہ ہوئے ۔ اور باطل بھاگنے والا ہی ہوتا ہے ۔ گویا بُتوں کی تباہی پر اسلامی شریعت کی رُو سے ہمیشہ کے لئے یہ عملی تصدیق تھی ، جو حضورؐ کے ذریعہ ظاہر ہوئی ۔

۱۸۲ ۔ ان ہر دو واقعات کے بعد سے ٹھیک ۱۲۹۰ دن تک مسیح موعودؑ نے آنا ہے ۔ الہامی کُتب میں عموماً دن سے مُراد سال ہوتے ہیں ۔ پس مسیح موعودؑ کا ظہور اس پیشگوئی سے تیرھویں صدی ہجری میں بنتا ہے ۔ چنانچہ دانیال نبی کی اس پیشگوئی کے مطابق عیسائی دُنیا میں ۱۸۶۶ء میں مسیح کی آمدِ ثانی کا انتظار شروع ہوا ۔ اور بڑے بڑے حساب دان اور منجمین نے اس پیشگوئی کی بناء پر یکے بعد دیگرے مختلف تاریخیں بیان کیں ۔ جن کا مفصل ذکر مسٹر جے ۔ بی ۔ ڈمبل بی کی مشہور کتاب The Appointed time یعنی موعودہ وقت مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۶ء میں موجود ہے ۔ انہوں نے ان تمام اندازوں کو غلط قرار دیتے ہوئے آخری اندازہ جو اُن کے خیال میں بالکل صحیح ہے اور جس سے مسیحؑ کی آمد تجاوز نہیں کر سکتی ، لکھا ہے ۔ کہ :-

"The new eray all the Nine methodas in Both Diagrams is 5896½ Our 1898¼ [16]"

یعنی اُن تمام نوشتوں اور قاعدوں کی رُو سے نیا دَور (آمدِ مسیح موعودؑ پیدائش آدم سے) ½ ۵۸۹۶ ہے ۔ اور ہمارے لحاظ سے (سن عیسوی) ¼ ۱۸۹۸ ہے ۔

(٢)

قرآن مجید، احادیث اور بزرگانِ اُمّتِ محمدیہ صلعم کا بیان کردہ وقت

١٨٢ "وہ اِس امر (اسلام) کی تدبیر آسمان سے زمین کی طرف کرتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف چڑھ جائیگا۔ ایک دن میں جس کا اندازہ ایک ہزار سال ہے۔ اس سے جو تم گنتے ہو۔ یہ پوشیدہ اور حاضر کو جاننے والے (خدا) کی طرف سے ہے (جو) غالب رحم کرنے والا ہے"۔

(ترجمہ آیت قرآنیہ یُدَبِّرُ الاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ سورہ سجدہ ع۲)

اِس آیت میں امر اسلام و ایمان کے ایک ہزار برس تک محکم و مضبوط کرنے کا ارشاد ہے۔ پھر اسلام پر ضعف آنے کی طرف ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ میں اشارہ ہے۔ اگر اس کے ساتھ حدیث کی اِن تین صدیوں کو ملا لیا جائے جن میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ (ترمذی جلد دوم) میری صدی (کیونکہ قرن کی سب سے بڑی میعاد ایک سو سال مانی گئی ہے۔ دیکھو نہایہ ابن اثیر) تمام صدیوں سے بہتر ہے۔ پھر اُن کی جو اُن کے نزدیک ہوں گے۔ پھر جو اُن کے نزدیک ہوں گے۔ گویا حضور علیہ السلام کے زمانے کے لوگ۔ پھر اُن کو دیکھنے والے لوگوں کا زمانہ۔ پھر دیکھنے والوں کو دیکھنے والوں

کا زمانہ - یہ تین صدیاں بنتی ہیں - اِن کو ایک ہزار میں جمع کریں ، تو یہ تیرہ ۱۳۰۰ سَو سال بنتے ہیں - اِس آیت میں یعنی ایک ہزار سال میں اسلام کے ترقی کرنے کی پیشگوئی ہے - پھر اس پر تیرھویں صدی تک تنزل آنا شروع ہوگا - اور وہ اندرونی اور بیرونی فتنوں کا تختۂ مشق بنا رہیگا - پھر عالم الغیب خدا اُس کی مضبوطی کی تدبیر کریگا چنانچہ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب غایۃ المقصود جلد دوم کے ص۱۸ پر آیت وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ (تیرے رب کے نزدیک ایک دن تمھارے ایک سال کے برابر ہے) کی تشریح میں بعض عارفین کا قول یُوں درج ہے :-

"مراد از ہزار سال انشاء اللہ تعالیٰ قوت سُلطان ۱۸۴
شریعت است - تا تمام شدن ہزار آنگاہ شروع میکند در اضمحلال تا آنکہ میگردد دین غریب - چنانچہ در ابتداء بود و مے باشد - اوّل ایں اضمحلال از گذشتن سی سال از قرنِ یازدہم و دراں وقت مترقب است خروجِ مہدی علیہ السلام۔"

یعنی ایک ہزار سے مُراد شریعت کے غلبہ کی قوت ہے - ایکہزار سال گذرنے پر دین اسلام میں کمزوری آنی شروع ہوگی - یہانتک کہ آخر کار بہت کمزور اور غریب ہو جائیگا - اور اِس کمزوری کی ابتداء گیارھویں صدی سے تیس سال گذرنے پر شروع ہوگی - اُس وقت سے مہدی علیہ السلام کے مبعوث ہونے کا انتظار شروع ہوگا۔

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے - کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۸۵
فرمایا :- اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ) یعنی نشانات

دو سو سال بعد ظاہر ہونگے۔ اسکی تشریح کرتے ہوئے حضرت مُلا علی قاری فرماتے ہیں:۔ "
۱۸۶ یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ اللَّامُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ وَھُوَ وَقْتُ ظُھُوْرِ الْمَھْدِی..."
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ برحاشیہ مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع دہلی) کہ المائتین کے لفظ پر جو الف لام ہے اسے مدنظر رکھتے ہوئے اسکے یہ معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ ایکہزار برس کے بعد دو سو سال گذرنے پر نشانات ظاہر ہونگے۔ اور یہی مہدی کے ظاہر ہونیکا وقت ہے۔ یعنی تیرہویں صدی میں ظہور ہوگا

۱۸۷ حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خانصاحب نے بھی دو سو سال بعد نشانات ظاہر ہونے والی مختلف احادیث نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:۔ "مراد بایں دو صد سال از الفِ ہجرت بُود چنانکہ بعض از اہلِ علم تاویلِ ظہور الآیات بعد المائتین ہمچنیں کردہ اند" (حجج الکرامہ صٓ۳۹۳)
یعنی دو صد سال سے مراد ہجرت کے ایک ہزار سال بعد ہے۔ جیسا کہ بعض اہلِ علم نے اِس حدیث الآیات بعد المائتین کی تشریح میں یہی کہا ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے امام مہدیؑ کے ظہور کی تاریخ لفظ چراغ دین سے نکالی ہے۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

۱۸۸ "و گویند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تاریخِ ظہورِ او در لفظ چراغ دین یافتہ و بحساب جمل عدد وے یک ہزار دو صد و شصت و ہشت میشود۔" (حجج الکرامہ صٓ۳۹۴)

اور یہ تاریخ الفاظ کے عدد کے حساب سے بارہ سو اٹھاٹھ (۱۲۶۸) برس بنتی ہے۔ یعنی تیرھویں صدی کا آخر۔ پھر لکھا ہے:۔

۱۸۹ "قاضی ثناء اللہ پانی پتی در سیف مسلول گفتہ۔ ظہورِ او بظن و تخمین علماءِ ظاہر و باطن در اوائل صد سیزدہم از ہجرت گفتہ اند۔" (حجج الکرامہ صٓ۳۹۴)

یعنی قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف مسلول میں فرمایا ہے۔ کہ امام مہدیؑ کا ظہور علماءِ ظاہر و باطن کے اندازہ اور خیال کے مطابق تیرہویں صدی کی ابتداء ہے۔

النجم الثاقب میں علامہ عبدالغفور صاحب ایک حدیث نقل کرتے ہیں، جس میں آنیوالے موعود کا زمانہ ۱۲۴۰ برس گذرنے کے بعد مذکور ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

۱۹۰ "عَنْ حُذَیْفَۃَ ابْنِ یَمَانٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَّ مِائَتَانِ وَ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً یَبْعَثُ اللّٰہُ الْمَھْدِیَّ"

(النجم الثاقب جلد ۲ - ص۲۰۹)

حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب ۱۲۴۰ برس (بعد از ہجرت) گذر جائینگے۔ تب اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدیؑ کو بھیجے گا۔

حافظ برخوردار صاحب مشہور اہل اللہ عالم حدیث و فقہ ساکن موضع چیٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ اپنی مشہور کتاب "انواع" میں فرماتے ہیں :- "پچھے اک ہزار دے گذرے ترے ے سال

۱۹۱ عیسیٰؑ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال"

اِن تمام حوالجات سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ظہورِ مہدی علیہ السلام کا آخری زمانہ تیرھویں صدی کی انتہاء ہے ٭

اربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ مصری گنج کلکتہ ۱۲۶۸ھ مصنفہ حضرت سید اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے آخر میں لکھا ہے :-

۱۹۲ "اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔ کہ بعد بارہ سو ہجری کے حضرت مہدی کا انتظار چاہیئے اور شروع میں صدی کے حضرت کی پیدائش ہے" انتہیٰ

اِن تمام حوالجات سے تیرھویں صدی میں مہدیؑ کی پیدائش اور دعوےٰ ثابت ہے ٭

۳۔ ہندو وِدوانوں کی تحریرات میں بیان کردہ وقت

مشہور ہندو انگریزی اخبار "ٹریبیون" کی ۸ر جولائی ۱۸۹۹ء کی اشاعت میں ایک بہت بڑے ماہر نجومی نے ایک مضمون شایع کیا تھا۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:-

۱۹۳ "علم دقائق کے کچھ محققین کا اِس پر اصرار ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں کلمۃ اللہ کا ایک نیا ظہور اور زمین پر خدا کا ایک نیا اوتار ہوگا جو انسانیت کیلئے وہ کچھ کریگا جو مسیحؑ نے اپنے زمانہ میں کیا۔ محققین بتلاتے ہیں کہ ۲۱۶۰ سال بعد ایک نیا بدھ یا مسیح پیدا ہوتا ہے جو دُنیا کو ایک اعلیٰ زندگی کیلئے بیدار کرتا ہے اور لوگوں کو وہ اعلیٰ علم دیتا ہے جو صدیوں تک صرف چند لوگوں میں محدود ہوتا ہے۔ (بحوالہ خاتمہ بشارت احمد صفحہ ۲۳)

اسیطرح اور بہت سے معزز ہندوؤں نے مختلف تاریخیں مقرر کیں اور بالآخر پنڈت راج نرائن جی ارمان دہلوی کھٹ شاستری نے تو اپنی تحقیقات کے بعد یہانتک
۱۹۴ لکھا۔ کہ:- "اب سے پانچہزار سال پہلے بھگوان کرشن کا ظہور ہوا تھا۔ اُن سے بڑا اوتار نہ ہونا ہے اور نہ آجتک ہوا ہے۔ اُن کے بعد ابتک کئی طاقتیں ظاہر ہوئیں لیکن اب ۱۹۲۴ء میں وہی بھگوان کرشن نے پھر اس پاپی دُنیا کو ٹھیک کرنے کے لئے اوتار لیا ہے۔ مجھے اس کا گیان جب میں دہلی تھا ماہ بساکھ شکل پکش پرتی پدا یوم اتوار کی رات کو سمادھی (عالمِ مراقبہ) ہوا تھا۔ کہ کل بھگوان کرشن ہی کلنکی نام اور رُوپ سے اوتار لینے والے ہیں" (جیتاوُنی صفحہ ۲۰) پھر اُن کے ظہور کی آخری تاریخ یکم اگست ۱۹۴۳ء مقرر کی (ص۶) مگر یہ سب تاریخیں گذر چکی ہیں۔ اور اب تک اُن کا مزعومہ اوتار ظاہر نہیں ہوا۔

۴۔ سکھ گورو صاحبان کا بیان کردہ وقت

۱۹۵ "تاں مردانے پچھیا۔ گورو جی! کبیر بھگت جیہا کوئی ہور بھی
ہویا ہے۔ سری گورو نانک آکھیا۔ مردانیاں! اک جٹیٹا ہوسی۔ پر
اساں توں پچھے سو برس توں بعد ہوسی" (جنم ساکھی وڈی بھائی بالا
والی صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور)

یعنی تب جناب مردانے نے پوچھا۔ کہ گورو صاحب! کبیر بھگت سے بڑا کوئی اور بھی بھگت ہوگا۔ گورو صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ ہاں مردانیا! ایک جٹ زمیندار ہم سے ایک سو برس بعد ہوگا۔

گورو صاحبؒ کے "سو برس بعد" کے فرمان کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارے
۱۹۶ سلسلہ کے ایکسو برس بعد ہوگا۔ چنانچہ اسکا پہلا ثبوت یہ ہے۔ کہ سکھ صاحبان کے
مسلمہ عقیدہ کی رُو سے حضرت باباگورو نانک صاحبؒ سے لیکر سری گورو گوبند سنگھ جی تک ایک ہی سلسلہ ہے۔ سب سے آخری گورو گوبند سنگھ صاحب ہیں۔ جنکے بعد پھر سکھوں میں سے کسی کو گورہائی نہیں ملی اور نہ ہی کسی نے گورو بننے کا آجتک دعویٰ کیا۔ بلکہ بقول سکھ صاحبان، گورو گوبند سنگھ صاحب سے جب پوچھا گیا۔ کہ اب آپکے بعد کون گورو ہوگا؟ تو انہوں نے کہا۔ کہ "ہمارے بعد تمہارے گورو یہ گرنتھ صاحب ہونگے۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۲۴) اور سکھ صاحبان بھی یہی مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "اسمیں کچھ شک نہیں، کہ خالصہ مذہب کی بُنیاد تو گورو بابا نانک صاحب نے ڈالی۔ مگر اُسکو وجود میں لاکر دُنیا پر ظاہر کرنیوالے گورو گوبند سنگھ صاحب ہوئے۔ انہوں نے تو صرف زبان سے
۱۹۷ کہا تھا۔ مگر انہوں نے کر دکھایا۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۶۴)

اس حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ اُنکے نزدیک گورو بابا نانک صاحب سے لیکر گورُو گوبند سنگھ صاحب تک ایک ہی سلسلہ ہے۔ وہ ابتداء ہیں اور یہ انتہاء۔ دوسرا
۱۹۸ ثبوت یہ ہے۔ کہ تمام گورو اپنا تخلّص نانک کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ بطور مثال سب سے آخری گورو گوبند سنگھ صاحب کا ایک شبد پیش کرتا ہوں۔ جسمیں وہ اپنے والد محترم گورو تیغ بہادر صاحب کے ایک شبد کے جواب میں جسمیں انہوں نے بھی اپنا تخلص نانک استعمال کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎ (گرنتھ صاحب آد محلہ ۹)

بلھوا بندھن چھٹے سب کچھ ہوت اپائے + نانک سب کچھ تمرے ہاتھ میں تم ہی ہوت سہائے

پس معلوم ہُوا۔ کہ گورو بابا نانک صاحبؒ کا "اساں توں پچھے سَو برس توں بعد ہوسی" کا مطلب گورو گوبند سنگھ صاحب کے سَو برس بعد ہے۔ اور تواریخ گورو خالصہ سے ثابت ہے۔ "کہ گورو گوبند سنگھ صاحب" ماتا گوجری کے بطن سے ۱۳ پوہ سمت ۱۷۲۳ شہر پٹنہ میں پیدا ہوئے"۔ اور آپکی وفات کاتک سمت ۱۷۶۵ بکرمی کی صبح کو ہوئی۔ اس لحاظ سے سمت ۱۷۶۵ کے یکصد برس سمت ۱۸۶۶ کے بعد آنیوالا گورو آئیگا۔ اور یہی صحیح ہے۔ چنانچہ
۱۹۹ گورو گرنتھ صاحب میں بھی اسکی تائید موجود ہے۔ "آون اٹھترے جاون ستانوے اِک ہور بھی اُٹھسی مَرد کا چیلا" (تلنگ محلہ ص ۱۲۷) یعنے ایک مرد (محمد صلے اللہ علیہ وسلّم) کا شاگرد اُس وقت اُٹھیگا۔ جب سمت ۱۸۷۸ آئے گی اور سمت ۱۸۹۷ گذریگی۔ یعنی اُس کے درمیان مَرد کا چیلا اُٹھے گا۔

---

۲۰۰ چنانچہ ایسا ایک انسان سمت ۱۸۹۱ بکرمی۔ یکم پھاگن کو پیدا ہوا۔ جن کا نام اور پتہ اگلے ابواب میں سکھ گورو صاحبان کی تحریرات کی روشنی میں درج ہے۔ لہٰذا ثابت ہوُا۔ کہ سکھ گورو صاحبان کے فرمان کے بموجب آنے والا موعودؑ سمت ۱۸۷۸ اور سمت ۱۸۹۷ کے درمیان آئیگا۔

بابِ چہارم

موعودؑ زمانہ کا انتظار اور تمام قوموں کی چیخ و پکار

ہندو لیڈروں کا اقرار اور انکی پکار

کہ آخری زمانہ کی تمام علامات پُوری ہو چکی ہیں اور آنیوالا اگر اب نہ آیا۔ تو پھر کب آئیگا۔

۱۳۰۱ تا ۳۲ ۱۔ ہندوؤں کا مشہور اخبار تیج دہلی لکھتا ہے :۔

"اب بھگوان کرشن کے جنم کی مہابھارت کے زمانہ سے ... بھی زیادہ ضرورت ہے۔ دُنیا سے شرم اُٹھتی جاتی ہے۔ ... گذشتہ ایک ہزار برس سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئی ہیں، اُن کی مثال دُنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولٹیکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گیا ہے۔ اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے، تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے۔ اسلئے بھگوان کرشن آؤ! جنم لو۔ دُنیا سے ناپاکی دُور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اُسکے استحقاق دو۔ غصابوں سے دُنیا کو پاک کرو۔ اور یہ وعدہ پُورا کرو" [۱]

چوں بُنیادِ دیں سُست گردد بسے + نمائیم خود را بشکلِ کسے

۱؎ اخبار تیج دہلی [illegible] ۱۹۳۲ء منقول از الفضل [illegible] ۱۹۳۲ء

۲۰۴ ۲۔ ”ہے یوگی راج کیا اپنے اس اقرار کو پورا نہ کروگے ؟
آریہ جاتی کے شرومنی (سرتاج) یہ جاتی رام کی نام لیوا ہے
آپ کے نام کی مالا جپتی ہے ... اسلئے آؤ! درشن دو۔ من
موہن آؤ!! (پرتاپ کرشن نمبر ۲۰ر اگست ۱۹۲۶ء ص۷)

۲۰۵ ۳۔ ”بھگوان اپنے اناتھ (لاوارث) بچوں کی پکار سُنکر
آئیے۔ جنم اشٹمی آگئی۔ اور تم نہ آئے۔“
(سدرشن چکر کا کرشن نمبر ۲۹ر اگست ۱۹۲۶ء ص۲۵)

۲۰۶ ۴۔ ”آہ گوپال! ہمارے لئے نہ سہی۔ پر اُن بے زبانوں
کی آہ بھی آپ نہیں سُنتے۔ شاید بھارت سے اب آپ کو پریم
نہیں۔ اگر یہی بے اعتنائی تھی۔ تو پھر کہا کیوں تھا ”یدا یدا
ہی دھرمسیہ“ کہ جب جب دھرم کا ناش ہوگا، مَیں آؤنگا۔
یہ وعدہ خلافی تیری شان کے خلاف ہے۔ ہزاروں برس
سے ہم راہ دیکھ رہے ہیں۔ ہر سال تیرا جنم دن مناتے ہیں۔
اور اسی امید میں ہر سال لاکھوں بار دُعائیں کرتے ہیں۔
پھر کیا ہم مایوس ہی رہیں گے؟“
(سدرشن کرشن نمبر راولپنڈی ۱۱ر اگست ۱۹۲۵ء ص۲)

۲۰۷ ۵۔ ”آجکل کا زمانہ نیچ حیوانی زندگانی کا نمونہ ہے ... اور
جگ لوگوں کی ایسی خوفناک حالت سے مُکتی کے لئے ایک اوتار
کے آنے کی آرزو کر رہا ہے“ (اخبار انڈین کلکتہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۰۰ء)

مذکورہ بالا حوالجات صرف بطور نمونہ دیئے گئے ہیں۔ مگر اس قسم کے
حوالجات بہت سے ہیں۔ ذیل میں ہندو شعراء کے اشعار میں ہندو جاتی

کی چیخ و پکار کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔ پنڈت راج نرائن صاحب ارمان دہلوی فرماتے ہیں ؎

۲۰۸ "دھرم تیرا آجکل مہبط آلام ہے + منکروں کو پھر دلآزاری سے ہر دم کام ہے
انتظارِ دید میں پھر دیدۂ مشتاق ہے + آ کہ تیرے ہجر میں اب زندگانی شاق ہے
آ بلاتی ہے تجھے بربادیٔ ہندوستاں + آ کہ ہوگی تجھ سے ہی آزادیٔ ہندوستاں"

(پرتاپ کا کرشن نمبر ۲۸ راگست ۱۹۲۹ء صـ۹۲)

جناب تصور ڈرامائسٹ صاحب لدھیانوی کی پکار ؎

۲۰۹ "آ آ دکھا جمال یشودھا کے نونہال + دل کی لگی بجھا نیکو گھونگٹ سے رُخ نکال
بھارت کے آسماں پر چمک بنکے تو ہلال + اوجِ فلک سے بڑھگیا ہے کیا تیرا کمال
خواہش ہے تیری دید کی ہر جاں نثار کو + اور ہے تلاش تیری دلِ بے قرار کو
بس انتظار اب نہ اے موہن دکھایئے! + تیرا ہی واسطہ تجھے دیتا ہوں، آیئے!
ہیں غم رسیدہ سینے سے اپنے لگایئے! + بگڑی ہوئی ہماری حالت بنایئے!
مُدت ہوئی ہے دیدۂ دل وا کئے ہوئے + اور اِک فقط تمہاری تمنا لئے ہوئے"

(پرتاپ کا کرشن نمبر ۲۰ راگست ۱۹۲۷ء صـ۴)

جناب لالہ رام رکھا مل صاحب برق کی پکار ؎

۲۱۰ "ڈھونڈتے ہیں ہند کے ذرات تجھکو مرد و زن + پھر ترستے ہیں ترے دیدار کو اہلِ وطن
پھر مئے عرفاں پلادے ساقیٔ بزمِ کہن + خونِ دل سے سینچ دیں تا بادہ کش اُجڑا چمن
برق دل میں ہندوؤں کے پھر لگا ایسی لگن

(پرتاپ کا کرشن نمبر اراگست ۱۹۲۵ء صـ۳۲)

ان اشعار اور گذشتہ حوالجات سے جو اختصاراً دیئے گئے ہیں، ناظرین خود اندازہ فرمائیں، کہ آنیوالے اوتار کا یہی زمانہ ہے۔ اور میں

اپنے تمام ہندو بھائیوں کو خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ اُن کے ان مضطربانہ جذبات اور ولولوں کی ایشور نے لاج رکھ لی ہے۔ اور آنیوالا آ گیا ہے۔ جس کا نام اور پتہ آئندہ ابواب میں آ چکا ہے۔

آنیوالے کے انتظار میں

قومِ مُسلم کی چیخ و پکار

چونکہ اولیاء کرام و بزرگانِ عظام نے جو وقتاً فوقتاً مسلمانوں میں گذرے ہیں، بڑی تفصیل اور وضاحت سے آنیوالے موعودؑ کی علامات اور زور دار الفاظ میں اس کی آمد کی تاریخیں مقرر کیں۔ اس لئے قدرتاً مسلمانوں نے جب ایک طرف اپنا انتہائی تنزّل دیکھا اور بظاہر اس کا کوئی علاج نہ پایا۔ اور دوسری طرف آنیوالے موعودؑ کی تاریخیں یکے بعد دیگرے گذرتی گئیں تو اضطراب و بیقراری کا اظہار کیا۔ جو ہندوؤں کی چیخ و پکار سے کسی صورت میں کم نہیں۔ چنانچہ اہل حدیث جماعت کے مسلّمہ لیڈر و محقّق جناب نواب صدیق حسن خانصاحب فرماتے ہیں:۔

"محمدؒ بن حنفیہؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ یَقُوْمُ الْمَھْدِیُّ ۲۱۱
سَنَۃَ مِائَتَیْنِ (مہدی سن دو سو میں قائم ہوگا۔) اسی طرح جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ کہ مہدی سنہ دو سو میں نکل کھڑے ہونگے۔ یعنی بعد ہزار ہجری کے۔ ابی قبیلؒ نے کہا۔ اِجْتِمَاعُ النَّاسِ عَلَی الْمَھْدِیِّ سَنَۃَ اَرْبَعَ وَ مِائَتَیْنِ اَخْرَجَہٗ نعیمُ ابْنُ حَمَّادٍ اَیْضًا (خاص

لوگوں کا اجتماع ہے۔ کہ مہدی سنہ دو سو چار (تیرہویں صدی)، میں نکل کھڑا ہوگا۔) میں کہتا ہوں اِس حساب سے ظہور مہدیؑ کا شروع تیرہویں صدی پر ہونا چاہیے تھا، مگر یہ صدی پوری گذر گئی۔ مہدیؑ نہ آئے۔ اب چودہویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اِس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گذر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل، رحم و کرم فرمائے چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر

۲۱۲ ہو جاویں۔۔۔۔ صاحب اشاعۃ سنۃ ایکہزار چہتر ہجری میں تھے۔ انہوں نے اندازہ ظہور مہدیؑ کا اوّل بارہویں صدی یا تیرہویں صدی میں کیا تھا۔ مگر وہ حساب ٹھیک نہ اُترا۔ اب یہ صدی چودہویں شروع ہے۔ ہر طرف سے آواز فتنے و فساد نے کانوں کو بھر دیا ہے۔ دیکھئے اُونٹ کس کل بیٹھے۔ ہماری فاقہ مستی کونسا رنگ لاوے۔ (اقتراب الساعۃ ص۲۲۱)

پھر لوگوں کو تاخیر ظہور مہدیؑ کی ڈھارس بندھاتے ہوئے لکھتے ہیں :-

۲۱۳ "ادھر ان (مہدیؑ) کے ظہور میں یہ تاخیر ہوئی، کہ تیرہ صدی بھی گذر گئی، وہ ظاہر نہ ہوئے۔ سو یہ تاخیر موجبِ انکار ظہور مہدیؑ علیہ السلام سے نظر غور میں نہیں ہو سکتی۔۔۔ ہم تم کیا جانیں کس وقت کیا ہوگا۔ اسکو کون مانع ہے۔ کہ جب سب لوگ مایوس ہو کر انتظارِ ظہور سے خاموش ہو بیٹھیں، اُنکی اُمید منقطع ہو جائے، کہ اتنے میں مہدی ناگہاں ظاہر ہو جاویں۔۔۔۔۔۔۔۔

دگرگوں میشود احوالِ عالم ÷ بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم

... ہاں صحیحین ہیں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ ہیں ذکر نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا بیان خروج دجال کا آیا ہے۔ سو اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ... اگر یہی بات ٹھہری کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہونگے، تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ فقط اتنی بات ہے، کہ احادیث ظہور مہدی علیہ السلام کے بلا کسی وجہ وجیہہ کے الغت و ساقط ہوتے ہیں۔

یہی سہی کہیں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہی جلد رونق بخش ہوں۔ اگر مہدی نہیں آتے تو نہ آویں ؎

۲۱۴ بلا سے کوئی ادا اُن کی بدنما ہو جائے ÷ کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا
کہاں کہاں میں بچاؤں کہاں کہاں دیکھوں ÷ ہے خارزار محبت میں آبلہ دل کا
مدد کرے اثر بےکسی و تنہائی ÷ ہے آج لشکرِ غم سے مقابلہ دل کا
زیادہ مت دلِ مضطر کو بے قرار کرو ÷ زمیں نہ لوٹ دے اکدن زلزلہ دل کا"

(اقتراب الساعۃ صہ ۲۲۳ و صہ ۲۲۴)

اب قومی شعراء کی بھی اپنی قوم کی بے قراری و اضطراب کی ترجمانی سُنیئے۔ مولانا حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

۲۱۵ "اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے ÷ اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا ÷ اب جنگ و جدل چار طرف اسمیں بپا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے ÷ اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ اُمت کے نگہباں ÷ بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
کر حق سے دعا اُمتِ مرحوم کے حق میں ÷ خطروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے[له]

له مسدس حالی - عرض حال صہ ۱۱۲ ۔

مسلمانوں کے مسلّمہ فلاسفر و قومی شاعر ڈاکٹر سر محمّد اقبال صاحب پکارتے ہیں ؎

"یہ دَور اپنے ابراہیمؑ کی تلاش میں ہے ✤ صنمکدہ ہے جہاں لا الہ الّا اللہ ۲۱۶

(ضربِ کلیم)

اخبار زمیندار میں ایک لمبی نظم "ایک مُصلِح کی آمد" کے عنوان سے چھپی تھی، اُس کا آخری شعر ملاحظہ ہو ؎

"آنیوالے آ زمانے کی امامت کے لئے ۲۱۷

مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کے لئے"

(زمیندار ۹ر مارچ ۱۹۲۵ء)

تمنّا صاحب عمادپوری کی پکار بھی سُنئے ! ؎

"کیجئے اب دُعا کہ اے مالک! ✤ آچکا جو غضب خدا آنے کا ۲۱۸

ہوچکا امتحانِ صبر و رضاء ✤ اب نہیں وقت آزمانے کا

بھیج اب امام مہدی کو ✤ یا طریقہ بتا بلانے کا

اے امام الزّماں کہاں ہیں آپ؟ ✤ کچھ بتا دیجیے ٹھکانے کا

جلد آجائیے جو آنا ہے ✤ اب کب آئیگا وقت آنے کا

دیکھیے ! اِک جہاں ہے مُشتاق ✤ آپ کو آنکھوں پر بٹھانے کا"

سیماب صاحب پکارتے ہیں ؎

آنیوالے! عجب انداز عجب شان سے آ ✤ سئے اعجاز دکھانے نئے سامان سے آ ۲۱۹

تیرا جلال جو تکلیف نہ فرمائے گا ✤ پھر یہ مہدئ موعودؑ کون آئے گا

(بحوالہ الفضل مورخہ ۲۹ر جنوری ۱۹۳۷ء)

ہندوستان کے علاوہ تمام ممالک اسلامیہ مصر و شام وغیرہ کی

انتظار اور پکار ملاحظہ ہو۔ دہلی کے مشہور "صوفی" سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمت اللہ علیہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے ممالک اسلامیہ کی سیاحت کے بعد لکھا ہے۔ کہ:۔

۲۲۰ "ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی، میں نے انکو امام مہدی کا بڑی بیتابی سے منتظر پایا۔ شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے تو یہانتک کہہ دیا، کہ اسی ۱۳۳۰ھ میں امام ممدوح ظاہر ہو جائیں گے۔" (اہلحدیث ۲۶ر جنوری ۱۹۱۲ء بحوالہ اخبار فاروق مورخہ ۷ر جون ۱۹۳۷ء)

۲۲۱ پھر خواجہ صاحب موصوف اپنی کتاب شیخ سنوسی میں فرماتے ہیں:۔

"کیا عجب ہے۔ کہ یہ وہی وقت ہو۔ اور ۱۳۳۰ھ میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام کا ظہور ہو جائے۔ اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا، تو ۱۳۴۰ء تک تو ظہور بالکل یقینی ہے۔ کیونکہ متعدد بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو ۴۰ھ تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے۔ یعنی بعض نے ۳۰ھ کہا۔ بعض نے ۳۵ھ۔ بعض نے ۲۰ھ سے ۴۰ھ کے اندر اندر۔" (شیخ سنوسی صفحہ ۳۰)

مگر ع:۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اُن کے مزعومہ امام مہدی پھر بھی ظاہر نہ ہوئے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ امام مہدی کے آنے کا صحیح وقت جانتے ہوئے، پھر آنیوالے کو نہیں پہچانتے +

شیعہ اصحاب کی انتظارِ موعودؑ میں چیخ وپکار

دوسرے مسلمانوں کی نسبت شیعہ صاحبان کا عقیدہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں قدرے مختلف ہے۔ اور اُن کی انتظار اور پکار بھی عجیب و غریب ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب اقترابُ السّاعۃ میں فرماتے ہیں:۔

۲۲۲ "چوتھا قول امامیہ رافضہ کا ہے۔ کہ مہدی محمدؐ بن حسن عسکریؒ ہیں اولاد حسینؓ سے۔ امصار میں حاضر ابصار سے غائب۔ چھوٹے بچے تھے۔ سرداب سامرہ میں گھس گئے۔ اسکو پانچسو برسؔ سے زیادہ مدت گذری پھر کسی آنکھ نے اُن کو نہ دیکھا۔ نہ کوئی خبر سُنی۔ یہ رافضی ہر دن اُن کی راہ دیکھتے ہیں۔ کوتل گھوڑے لیکر سرداب کے سر پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اُخْرُجْ یَا مَوْلَانَا اُخْرُجْ یَا مَوْلَانَا چلّاتے ہیں۔ پھر خائب و خاسر نامراد پھر آتے ہیں۔ اُن کی یہی عادت ہے۔ یہ اعتقاد اُن کا ہر عقلمند کا ہنسی ٹھٹھا ہو گیا ہے۔" (اقتراب الساعۃ صہ ۱۱۳)

غایۃ المقصود جلد دوم مصنفہ سیّد علی حائری صاحب کے صہ ۱۹۲ پر ایک لمبی دُعا لکھی ہے۔ جو خروج امام علیہ السلام کے لئے شیعہ ہمیشہ مانگتے ہیں۔ اس کے آخری فقرات یہ ہیں:۔

۲۲۳ "وَعَجِّلْ فَرَجَہٗ وَاَمْکِنْہُ مِنْ اَعْدَآئِکَ وَاَعْدَآءِ رُسُلِکَ

ﻟﮧ اب تو ایک ہزار برس سے بھی زیادہ ہو چکا ہے۔

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ "

ترجمہ :- اور جلدی کر اس کا نکالنا۔ اور اُسے قابُو دے اپنے اور اپنے رسولوں کے دشمنوں پر۔ اے ارحم الراحمین۔

اور الصراط السوی مصنفہ مولوی محمد سبطین صاحب ص۳۶۳ اور غایۃ المقصود ص۱۸ پر مہدی کے خروج کے اشتیاق میں چند اشعار لکھے ہیں ؎

۲۲۴ "بیا اے امامِ صداقت شعار + کہ بگذشت حد از غم انتظار

زروئے ہمایوں بیفگن حجاب + عیاں ساز رخسار چو آفتاب

بروں آے! ز منزلِ اختفاء + نمایاں کن آثارِ مہر و وفاء"

یعنی اے امام صداقت شعار آ، کہ انتظار کا غم حد سے بڑھ گیا ہے۔ اپنے مبارک چہرہ سے پردہ ہٹا۔ اور سورج جیسا چہرہ ظاہر فرما۔ پوشیدہ جگہ سے باہر آ، اور محبت و وفاء کے آثار ظاہر فرما۔

عامر بن عامر بصری کہتے ہیں :-

۲۲۵ "اِمَامَ الْهُدٰی مَتٰی اَنْتَ غَائِبٌ + فَمَنَّ عَلَیْنَا یَا اَبَانَا بِاَوْبَۃٍ"

(الصراط السوی حصہ اول ص۳۶۶)۔

اے امام ہدایت آپ ہم سے کب تک غائب رہینگے۔ اب ہم پر رجوع و ظہور سے احسان فرمائیے اور ممنون بنائیے۔

شیخ عطار صاحب کی طرف بعض منسوب کردہ اشعار یوں لکھے ہیں :

۲۲۶ "صد ہزاراں اولیاء روئے زمیں + از خدا خواہند مہدی را یقیں

یا الٰہی مہدیم از غیب آر + تا جہاں عدل گردد آشکار "

یعنی لاکھوں رُوئے زمین کے اولیاء خدا سے مہدیؑ کا آنا چاہتے ہیں ۔ یا الٰہی میرے مہدیؑ کو غیب سے ظاہر کر ۔ تاکہ دُنیا میں عدل و انصاف ظاہر ہو ۔

امام شافعی حموینی جناب رضاؑ سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ :-

۲۲۷ "آپ نے تاسف کرتے ہوئے فرمایا ۔ سَیِّدِیْ غَیْبَتُکَ نَفَتْ رُقَادِیْ ۔ اے میرے سردار ! تیری غیبت نے میری نیند کھو دی ہے ۔ اور دل کا چین چھین لیا ہے ۔"

(الصراط السوی ص۳۴۵)

مذکورہ بالا حوالجات سے بہت بڑے پایہ کے لوگوں کی بیقراری اور انتظار کا پتہ چلتا ہے ۔ کہ آج سے کئی سو سال پہلے جب یہ حالت تھی ، تو اب کیا کچھ نہ ہوگی ۔ مگر افسوس ! اتنی بیقراری اور آہ وزاری کے بعد بھی ان لوگوں کا مزعومہ مہدی ظاہر نہ ہوا ۔ اور نہ ہوگا ۔ کیونکہ آنیوالا سچا مہدی آچکا ہے ۔ اس کا اندازہ اگلے ابواب سے لگائیے ۔

عیسائی دُنیا کی بیقراری

تورات اور انجیل کی پیشگوئیوں کے مطابق عیسائی علماء لاہوت اور منجمین نے ۱۸۶۶ء میں مسیح کی آمد کا اعلان کیا ۔ اور تمام عیسائی دُنیا نے بیقراری سے انتظار کرنا شروع کیا ۔ مگر جب یہ وقت گذر گیا اور مسیح نہ آئے تو انہیں ایک مایوسی کی لہر دوڑ گئی ۔ پھر ایک کتاب ملینل ڈان یعنی ابتدائے ہزار سالہ سلطنتِ مسیح شائع ہوئی ۔ اور پرانے حساب کی اصلاح کر کے آخری تاریخ ۱۸۷۳ء بتائی

گئی۔ جس سے مشتاقانِ مسیحؑ کی ڈھارس بندھی۔ وہ تاریخ بھی خالی گئی اور پھر وہی مایوسی طاری ہوئی۔ مگر مسٹر ڈینل بی نے ایک مشہور کتاب The appointed time "وقت موعودہ" شایع کی۔ اسمیں انہوں نے تمام اندازوں کو غلط قرار دیکر آخری تاریخ
۲۲۸ ظہور مسیحؑ کی ۱۸۹۸ء لکھی۔ اور انکی اس تحقیق کی بناء پر عیسائی دُنیا میں پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انکی مایوسی امید سے بدل گئی، مگر یہ تاریخ بھی گذر گئی اور ابن آدم کو انہوں نے آسمان سے بادلوں سے اُترتے نہ دیکھا۔ اور اس طرح بار بار تاریخیں مقرر ہوئیں، اور گذرتی گئیں۔ بالآخر بعض لوگ تو اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ:۔

۲۲۹ *"It is further said that the time for the coming of the Messiah is expired"*

(تالمود ص ۲۵ مطبوعہ ۱۸۷۸ء لنڈن مصنفہ مسٹر جوزف بارکلے)

یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ مسیحا کے آنے کا وقت گذر چکا ہے۔ اور صحیح بات بھی یہی ہے۔ کہ مسیحا کے آنے کا وقت گذر چکا ہے۔ آنیوالا آگیا ہے۔ اور جیسا کہ انجیل میں لکھا تھا، کہ اسکی آمد چور کی سی ہوگی۔ جس طرح چور ایسے وقت میں آتا ہے، کہ جب گھر والے بے خبر ہوں۔ اور پھر وہ ایسے بھیس میں آتا ہے، کہ جسے کوئی پہچان نہ سکے۔ پس آنے والے نے تو بھیس بدل کر یعنی حضرت مسیحؑ کا مثیل بنکر ایسی شخصیت میں آنا تھا، کہ جب تمام لوگ اُس سے بے خبر ہوں۔ اور اسے شروع شروع میں پہچان نہ سکیں۔ اور کہاں یہ غلط خیال، کہ مسیح خود آسمان سے بادلوں میں سے نازل ہونگے۔ آنیوالا تو حضرت مسیح ناصریؑ کی خو بو پر آگیا ہے۔ اس کا پتہ اگلے ابواب سے لگائیے۔

باب پنجم

آنیوالے موعود کا مقام، نام اور کام

گذشتہ ابواب میں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ تمام قوموں کے پیشواؤں کی بیان کردہ علامات کس طرح حرف بحرف پوری ہو چکی ہیں - اور مقررہ میعاد بھی آنیوالے موعود کی گذر چکی ہے۔

قوموں نے اپنے موعود کے فراق اور اُس کی آمد میں غیر معمولی تاخیر دیکھکر والہانہ جذبات اور مشتاقانہ خیالات کا جس رنگ میں اظہار کیا ہے، یہ بتاتا ہے، کہ آنیوالے موعود کا یہی وقت تھا اور اسکے سوا کوئی وقت نہیں۔ اب تک وہ نہیں آئے، تو کیا اب آکر وہ اس شعر کے مصداق نہ ہونگے ؎

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر

اس باب میں آپ کی خدمت میں آنیوالے موعود کا مقام، نام اور کام تمام بزرگانِ اقوام کے اقوال سے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ اُس کی پہچان بھولی بھٹکی اور سرگرداں دُنیا کیلئے زیادہ آسان ہو جائے۔ اور قریب سے اُسے جھانک کر پہچان سکیں۔ اور اپنے بزرگوں اور لیڈروں کی باتیں پوری ہوتی

دیکھ کر اُن سے پریم اور محبت میں اور بھی بڑھ جائیں۔

جاننا چاہیئے، کہ آنیوالے موعودؑ کے بارہمیں مختلف مذاہب کی پیشگوئیاں یکجائی نظر سے دیکھی جائیں، تو آنے والے موعودؑ کی شناخت میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور اگر ہر قوم اپنے ہی بزرگ کی بیان کردہ تمثیل یا اشارہ اور الفاظ کو پکڑ کر بیٹھی رہے، تو پھر اُس کے لئے سوائے بھٹکنے سرگردان پھرنے اور یہود کی طرح دیوارِ گریہ کے پاس رونے اور چلّانے اور پھر اصل موعودؑ کی شناخت سے محروم رہکر خدا کے غضب کے نیچے آنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ خدا ہم سب کو اِس سے بچائے۔

مَیں یہاں ضمناً اپنے بھائیوں پر یہ بات بھی کھول دیتا ہوں، کہ آنیوالے موعودؑ کے بارہمیں مختلف بزرگوں کی الگ الگ پیشگوئیاں کیوں ہیں؟ کوئی تو اسکے صحیح مقام کا پتہ دیتی ہیں، اور بعض اُس کا صحیح نام بتاتی ہیں، اور کچھ اُس کا صحیح کام بتاتی ہیں۔ اور بعض دفعہ پھر سب یکدم جمع ہو کر ایک ہی بات پر زور دیتی ہیں۔ اس میں کونسی حکمت ہے اور کونسا اہم راز مخفی ہے؟

میرے نزدیک وہ راز یہ ہے۔ کہ **اوّل** خداوند حکیم وعلیم اپنی قدیم سُنّت کے موافق اِس بارے میں ایمان بالغیب کی جھلک بھی تمام اقوام میں باقی رکھنا چاہتا ہے۔ جس کے بغیر ایمان ایمان ہی نہیں ہوتا۔ یعنی کچھ حصّہ مخفی اور کچھ ظاہر ہر

قوم کے حصّہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اگر سب کا سب معاملہ ظاہر ہو، تو پھر ایمان لانا ہی بیکار ہو جاتا ہے۔ جس طرح سورج کو ماننا اور اس پر یقین کرنا کوئی قابلِ قدر بات نہیں اور نہ ہی قابلِ اعتناء فعل ہے۔ اسی طرح تمام معاملہ اگر سورج کی طرح روشن ہو، تو پھر ایمان ایک بے حقیقت شئے ہوگی۔ اور اگر تمام معاملہ پورے کا پورا مخفی ہو، جیسے گھٹا ٹوپ اندھیرا کہ جس میں بجز ٹھوکروں، دھکوں اور ٹکروں کے کچھ ہاتھ ہی نہیں آتا، تو بھی معاملہ مشکل ہوتا۔ بلکہ اگر راستہ لمبا ہو اور اندھیرا بھی ہو، تو سچی جستجو اور حقیقی تلاش والی نظر کے لئے کچھ روشنی بھی ہونی ضروری ہے۔ تاکہ سیدھی راہ منزلِ مقصود کی دکھائی دے رہی ہو۔ اسلئے تمام قوموں کے پیشواؤں نے اپنی اپنی قوم کو اس بارے میں ایک ٹمٹماتا چراغ دیا ہے۔ اور اگر ان سب چراغوں کے تیل اور بتیوں کو اکٹھا کر دیا جائے، تو اچھی خاصی مشعل بن سکتی ہے، بلکہ دن چڑھ سکتا ہے۔ جس کی روشنی میں راہ دیکھ کر بہت سے انسان سیدھی راہ پر جا سکتے ہیں۔ اور یہی معاملہ اس بارے میں خداوند کریم نے آنیوالے موعود کی شناخت کے متعلق مدّ نظر رکھا ہے۔

دوم۔ یہ کہ اس طرح خداوند حکیم تمام قوموں کو ایک ہی سٹیج پر لانا چاہتا ہے۔ اور اسکی کامل حکمت یہی چاہتی ہے، کہ اوّل تمام قوموں کے پیشواؤں کے ذریعہ ایک ہی شخص کے متعلق، مختلف پیشگوئیاں کرائے۔ پھر ان سب کو اس

موعودؑ ہیں جمع کر دے۔ اور اس کے ذریعہ سے دُنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لے آئے۔ اور ان سب کو جو اس مامور کی آواز پر لبّیک کہیں بھائی بھائی بنا کر دینِ واحد پر جمع کر دے۔ یہی وجہ ہے اکہ خداوند قُدّوس نے تمام قوموں کے دلوں میں یہ بات پَیوست کر دی ہے، کہ آنیوالا موعودؑ تمام قوموں کی راہنمائی اور پیشوائی کریگا۔ اور ایک دین پر سبکو جمع کر دیگا۔

سوّم۔ اس لئے بھی ایسا کیا ہے، کہ جب مختلف قومیں اِس طرح اکٹھی ہونگی اور تمام قوموں کے بزرگوں کی پیشگوئیاں ایک ہی شخص کے ذریعہ پُوری ہونگی، تو پھر دُنیا سے اِن مقدّسوں کی بُرائی اور نندیا ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائے گی۔ اور اِس طرح مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ ہو کر دُنیا عدل و انصاف ہمدردی و محبّت سے بھر جائیگی۔ جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

چہارم۔ اس لئے بھی، کہ اگر ایک ہی بزرگ اور پیشوا کے مُنہ سے تمام باتیں جو آنیوالے موعودؑ کی شناخت کے لئے ضروری تھیں کہلوا دی جاتیں۔ تو پھر جھوٹے، دغاباز اور مکّار اور دُنیا پرست اشخاص کے لئے لوگوں کو پھنسانے کے لئے، اور دھوکا دینے کے لئے بڑا موقع تھا۔ مثلاً اگر آنیوالے موعودؑ کا پُورا نام، اس کے ماں باپ کا نام، اور اُس کی جائے پیدائیش اور قومیت وغیرہ کا نام ایک ہی بزرگ، رشی منی اور نبی بتا دیتے تو پھر اُس گاؤں سے ویسے نام رکھا کر کئی مدعی کھڑے ہو جاتے

اور سادہ لوح لوگوں کو خوب لوٹتے ، اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اُتارتے ، اور دُنیا میں ایک فساد عظیم برپا ہوتا۔

کوئی صاحب میری یہ بات قیاسی اور خیالی نہ سمجھیں ، بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ ، اور ثابت شدہ حقیقت ہے۔ دُور کیوں جائیں ابھی چند دنوں کا تازہ واقعہ ہے ، کہ ہندو پُستکوں اور پُرانوں کی رُو سے آنیوالا اوتار "سمبھل دیش میں پنڈت وشنویش اور ماتا سومتی کے گھر پیدا ہوگا۔" ان الفاظ کے ظاہری معنوں کو لے کر ایک سمبھل نامی گاؤں میں جو ضلع مراد آباد میں ہے ، وہاں ایک مندر میں ایک پنڈت وشنویش اور اس کی دھرم پتنی سومتی نامی اس امید سے ڈیرا لگا کر اس میں آج سے قریباً ساٹھ ستر برس پہلے بیٹھ رہے ، کہ ہمارے گھر کرشن جی اوتار لیں گے۔ اور پھر یہیں سے وہ ساری دُنیا کو درشن دینگے۔ اور اس طرح ساری دُنیا میں ہماری جے کے للکارے سُنے جائینگے۔ مگر اُن کی بدقسمتی اور دُنیا کی خوش قسمتی سے اُن کے ہاں ستر برس میں اوتار لینے والا لڑکا تو الگ رہا ، کوئی مُردہ لڑکی بھی پیدا نہ ہوئی ، اور وہ دونو لا ولد مر گئے۔ اور تمام ہندو جاتی کے لئے ایک سبق آموز اور عبرت خیز نشان بن گئے۔

اسی طرح مسلمانوں میں بھی مہدیؑ کا نام محمد بن عبداللہ بڑا مشہور ہے۔ اس نام سے بھی کئی جھوٹے مدعیان کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کی گردن پر ہی اپنی "ستر گز" لمبی تلواریں چلائیں۔ اور بالآخر بے گناہوں کے خون سے ہی اس غلط عقیدہ پر سُرخ لکیریں

کھینچ گئے (تفصیل کے لئے دیکھو حجج الکرامہ و اقتراب الساعہ صفحہ ۱۱۳ و صفحہ ۱۱۴ مصنفہ نواب صدیق حسن خانصاحب۔) ان تمام خونی مہدیوں کے واقعات لکھنے کے بعد نواب موصوف لکھتے ہیں:۔

"فَهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ادَّعَوا الْمَهْدِيَّةَ بِالْبَاطِلِ ۲۲۰
وَ اتَّبَعَهُمْ بَعْضُ السُّفَهَاءِ وَ حَصَلَتْ مِنْهُمْ فِتَنٌ
وَ فَسَادٌ فِي الدِّيْنِ" (اقتراب الساعہ صفحہ ۱۱۶)

پس یہ لوگ ہیں جنہوں نے مہدویت کا جھوٹا دعوےٰ کیا، اور کچھ عقل کے اندھوں نے اُن کی پیروی کی۔ اور اُن کے سبب سے بڑے فتنے اور فسادات دین میں واقع ہوئے۔

اب میں سب سے پہلے آنیوالے موعودؑ کا اصل مقام یعنی اسکی جنم بھومی، جائے پیدائش کا پتہ بزرگوں کے کلام سے درج کرتا ہوں

آنیوالے موعودؑ کی پیدائش اور خروج کا مقام

سب دُنیا جانتی ہے، کہ ہم کسی دوست یا واقف کار کو جب خط لکھتے ہیں، تو اس کے پتہ میں چار چیزوں کو ضرور مدنظر رکھتے ہیں۔ ملک[1]، ضلع[2] یا تحصیل، اس کی[3] جائے رہائش۔ اس[4] کا نام معہ عرف یا پیشہ۔ اِن میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی کم ہو تو پھر خط کا پہنچنا بڑا مشکل ہے۔ اور اگر کسی شخص کو ہم تلاش کرنا چاہیں تو مذکورہ چار باتوں کے علاوہ اس شخص کا حلیہ اور صفات بھی معلوم کرنی ضروری ہیں۔ لہٰذا اب یہ سب امور یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

آنیوالے موعود کے ظہور کی سمت دمشق کی مشرقی جانب ہے

احادیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ مسیح موعودؑ دمشق سے شرقی طرف سفید منارے کے نزدیک اُتریگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

”یَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ“۔ (کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲) ۲۳۱

یعنی مسیح موعودؑ دمشق کے مشرقی جانب سفید مینارہ کے پاس اُتریں گے۔ اِس حدیث پر غور نہ کرنیکی وجہ سے افسوس ہے، کہ بہت سی غلطیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اوّل یہ کہ دمشق کے شرق سے خود دمشق میں اُترنا مراد لیا گیا ہے۔ جیکے متحمل حدیث کے الفاظ نہیں۔ دوم۔ عند منارۃ البیضاء سے مُراد منار کے اُوپر سے اُترنا لیا گیا ہے۔ حالانکہ جسے ہم ”اوپر“ کہتے ہیں، اُسے عربی زبان میں ”علیٰ“ کہتے ہیں۔ مگر اِس حدیث میں ”علیٰ“ نہیں، بلکہ ”عِنْدَ“ ہے۔ جس کے معنے ”پاس“ کے ہیں۔ سوئم۔ المنارہ سے مراد کوئی ظاہری اینٹ و پتھر کا بنا ہُوا منارہ لیا گیا ہے۔ جو درست نہیں، بلکہ اِس سے مراد ایسے زمانہ کے قریب مبعوث ہونا ہے، جبکہ تمام دُنیا کے لوگوں میں میل ملاپ کے ذرائع حاصل ہونگے۔ اور ایک دوسرے تک اپنی بات لیجانا بالکل آسان ہوگا، جس طرح مینار پر کھڑا ہُوا ایک انسان سب کو دکھائی دیتا ہے، اور وہ خود بھی سب کو دیکھتا ہے، اور اس کی آواز بھی دُور دُور تک سُنی جاتی ہے۔ گویا آنیوالا بھی ایسے زمانہ میں آئیگا، جبکہ اُس کی شہرت اور تبلیغ آسانی سے دُنیا کے کناروں تک پہنچ

جائیگی - ورنہ اینٹ اور گارے کے منارہ پر اُترنے والے کو اوّل تو سب دُنیا نہیں دیکھ سکتی، بلکہ وہاں کے رہنے والے بھی سب نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ جو لوگ حضرت مسیح ناصریؑ کے سفید مینارہ دمشقی پر اُترنے کے قائل ہیں، وہ بھی کہتے ہیں کہ لوگ اُنہیں اُترنا نہیں دیکھیں گے، بلکہ وہ آسمان سے چُپ چاپ اُتر کر مینار پر بیٹھ کر چلّائینگے "سیڑھی لاؤ، سیڑھی لاؤ" (دیکھو علامات قیامت ص۲) اور یہ بھی عجیب مضحکہ خیز بات ہے، کہ جو شخص ہزارہا میل کی بلندی سے بغیر کسی سیڑھی کے اُتر آیا ہے، وہ اب سَو فٹ کی بلندی سے بغیر سیڑھی کے نہیں اُتر سکتا، جبکہ اِس قسم کے میناروں میں پہلے ہی سے سیڑھیاں بھی بنی ہوتی ہیں - اور پھر یہ بھی شُبہ ہو سکتا ہے، کہ کوئی شخص راتوں رات چڑھ کر مینار پر بیٹھ جائے اور صبح کو چلّانا شروع کر دے، کہ سیڑھی لاؤ، سیڑھی لاؤ - اور وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کر دے اور اگر اُوپر فضاء ہی سے اس پر آ بیٹھے، تو یہ بھی محال نہیں، کیونکہ آجکل کی "پیرا شوٹ" کی ایجاد بھی اس کی تصدیق کرتی ہے، کہ ایک شخص ہزارہا فٹ کی بلندی سے جہاں چاہے ہوائی چھتری سے اُتر ہی سکتا ہے۔

بہرحال ظاہری مینار پر اُترنا کسی صورت میں بھی مُراد نہیں ہو سکتا - جبکہ حدیث کے الفاظ بھی اِن معنوں کو رد کر رہے ہیں - کَمَا مَرَّ -

پس اِس حدیث کے لانے سے میری غرض یہ ہے، کہ آنیوالا

موعودؑ ایسی سمت میں آئیگا، جو دمشق سے شرقی جانب ہوگی
اِس حدیث کی تصدیق بائبل سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ
عربی بائیبل یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۱ پہلی آیت میں لکھا ہے۔
"اُنْصُتِيْ اَيَّتُهَا الْجَزَائِرُ وَلْتُجَدِّدِ الْقَبَائِلُ ۲۲۲
قُوَّةً لِيَقْتَرِبُوْا ثُمَّ يَتَكَلَّمُوْا لِنَتَقَدَّمْ مَعًا اِلَى
الْمُحَاكَمَةِ مَنْ اَنْهَضَ مِنَ الْمَشْرِقِ الَّذِيْ
يُلَاقِيْهِ النَّصْرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ـ دَفَعَ اَمَامَهٗ اُمَمًا"
اردو بائیبل میں اس کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے:۔
"اے بحری ممالک میرے آگے چپ ہو رہو۔
اور قومیں جو ہیں، سو وہ سرِ نو زور پیدا کریں۔ وہ
نزدیک آئیں تب عرض کریں۔ آؤ ہم ایک ساتھ محکمے
میں داخل ہوں۔ کس نے اس راستباز کو پورب
کی طرف سے برپا کیا۔ اور اپنے پاؤں کے پاس
بُلایا۔ اور اُمتوں کو اُس کے آگے دھر دیا"

اِس حوالہ سے بھی معلوم ہوتا ہے، کہ آنیوالا راستباز
مشرق سے اُٹھیگا، اور حکماً عدلاً ہوگا۔ اور ایسے وقت میں اُٹھیگا
کہ جب سب قومیں اُس کے سامنے ہونگی۔ یعنی وہ اُن تک
آسانی سے اپنی بات پہنچا سکے گا۔ اور یہ مفہوم بھی مینار کے
مفہوم سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ ضمناً یہ بھی عرض کر دیتا ہوں،
کہ اِس مقام سے یہ بھی پتہ چلتا ہے، کہ یہ آنیوالا راستباز
سب سے آخر میں آنیوالا ہے۔ چنانچہ اِس باب کی آیت ۴ میں لکھا ہے

۲۳۳ "میں خداوند پہلا ہوں ، اور پچھلوں کے ساتھ میں
ہی ہوں - عربی الفاظ بائیبل کے یہ ہیں - اَنَا الرَّبُّ الْاَوَّلُ
وَ مَعَ الْاٰخِرِیْنَ اَنَا هُوَ " (یسعیاہ ۴۱/۴)
قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ، کہ محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بڑی جماعتیں دی گئی ہیں -
۲۳۴ جو یقیناً بہشتی ہونگی - ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ -
سو ایک جماعت پہلوں سے ہے اور ایک جماعت پچھلوں سے
۲۳۵ (سورہ واقعہ ۲) اور اسی مضمون کو سورہ جمعہ ع۱ میں وَ اٰخَرِیْنَ
مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے الفاظ میں بھی بیان کیا گیا ہے -
کہ ایک اور جماعت بھی ہے ، جو صحابہؓ کے رنگ میں رنگین
ہوگی ، مگر ابھی ان سے نہیں ملی - وہ بعد میں ہوگی -

آنیوالے موعود کا ملک ہندوستان ہے

حدیث شریف میں آتا ہے :-

۲۳۶ "عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ حَرَّرَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ
تَغْزُوا الْهِنْدَ وَ عِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ
مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ " (نسائی باب غزوۃ الہند
جلد ۲ صفحہ ۵۲ - مطبوعہ ۱۳۱۵ھ مطبع انصاری دہلی)
یعنی جناب ثوبان سے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے ، روایت ہے ، کہ حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت کی دو بڑی جماعتیں ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کیا ہے۔ (اُن میں سے ایک جماعت تو ہندوستان میں جہاد کریگی، اور ایک جماعت عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ ہوگی (ہند میں)

اس حدیث سے ہمارا استدلال یہ ہے، کہ آنیوالا موعودؑ بھی ہند میں ہوگا۔ کیونکہ خود حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے جماعتِ مسیح موعودؑ کو قسیم قرار دیا ہے پہلی جماعت کا جو غازیانِ ہند ہیں۔ اور ہر قسم اپنے مقسم میں داخل ہوتی ہے۔ اور حضرت امام نسائی کا باب غزوۃ الہند میں دونوں گروہوں کا ذکر کرنا بھی اشارۃً بتاتا ہے، کہ دونوں گروہ ہند میں ہوں گے۔ اور کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

كَانَتْ لِآدَمَ اَرْضُ الْهِنْدِ مُنْهَبِطًا ۲۲۷
وَفِيْهِ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَشْعُوْلُ
مِنْ هٰهُنَا مُسْتَبِيْنٌ اَنَّ مَهْدِيْنَا
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

کہ حضرت آدمؑ کے اُترنے کی جگہ ہندوستان) ہے۔ اور اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور روشن کیا گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے، کہ ہمارے مہدیؑ بھی ہندی ہونگے۔ جو اللہ تعالیٰ کی کھنچی ہوئی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ اس حدیث کی مؤید مندرجہ ذیل حدیث بھی ہے:۔

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۲۲۸

حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی عِصَابَتَیْنِ حَرَّمَ عَلَیْھِمَا النَّارَ عِصَابَۃٌ تَغْزُوا الْھِنْدَ وَ ھِیَ تَکُوْنُ مَعَ الْمَھْدِیِّ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ وَ عِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ - رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ

اوراق خوارزیہ میں ہے :۔ وَ اَخْرَجَہٗ ابن مَرْدَوَیْہِ وَ ابْنُ شَاھِیْنَ وَابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَاتَّفَقُوْا عَلٰی حَسَنِہٖ ۔“ (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ حاشیہ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے ، کہ مَیں نے اپنے دوست (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) سے سُنا ، فرمایا - قیامت قائم نہیں ہوگی ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دو جماعتوں کو کھڑا کریگا - ان پر آگ حرام ہوگی - ایک گروہ ہند میں مہدیؑ کے ساتھ جسکا نام احمدؑ ہوگا ، جہاد کریگا - اور ایک جماعت عیسیٰ بن مریمؑ (مسیح موعودؑ) کے ساتھ ہوگی - اسے بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے - اور ابن مردویہ ، ابن شاہین اور ابن ابی الدنیا نے بھی اسے روایت کیا ہے - اس حدیث کے حسن ہونے پر اتفاق کیا ہے - اس حدیث سے بھی مہدی موعودؑ کے ہند میں ہونے کا ذکر ہے -

اِن دونوں حدیثوں میں آگ سے آزاد کرنا اور ان پر آگ حرام کرنے کا ذکر خاص طور پر زبانِ رسالت مآبؐ سے ہونا کوئی خاص مفہوم رکھتا ہے - اور وہ دو طرح ہو سکتا ہے -

اوّل - یہ کہ آگ سے مراد لڑائی کی آگ ہو - جیسے کہ قرآن مجید

میں آتا ہے۔ كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ۔ (مائدہ ع۱۰) کہ جب کبھی انہوں نے لڑائی کی آگ روشن کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو بجھا دیا۔ اِس صورت میں معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ دونوں گروہ تلوار سے جنگ نہیں کریں گے۔ بلکہ دلائل اور براہین کی تلوار سے جہاد کریں گے۔ اور ان معنوں کی تائید بخاری کی اِس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں مسیح موعود علیہ السلام

۲۳۹ کے بارے میں یَضَعُ الْحَرْبَ کے الفاظ استعمال ہوئے، کہ وہ لڑائی کو بند کردے گا۔ اور مہدی کی صفت یہ آئی، کہ وہ کسی کا خون نہیں کریگا۔ اور عدل و انصاف سے زمین کو بھر دیگا۔

۲۴۰ چنانچہ لکھا ہے:۔ "نہ کسی سوتے کو جگا دیں گے، نہ کسی کا خون بہاویں گے۔" (اقتراب الساعہ صہ ۶۳)

دوسرا مفہوم یہ ہے، کہ آگ سے مراد جہنم کی آگ ہو، اِس صورت میں معنے یہ ہوں گے، کہ ایسے پاک گروہ پر جہنمی ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ جیسا کہ آثار میں آتا ہے، مہدی علیہ السلام پر علماء و فقہاء فتوے لگائینگے، اور اُن کے قتل کے درپے ہوں گے۔ (مفصل آگے آئیگا) مگر وہ جہنمی نہیں، بلکہ جنتی ہوگا۔

آنیوالا موعودؑ عجم یعنی غیر عرب سے آئیگا پہلے بیان ہو چکا ہے، کہ آنیوالا موعودؑ ہند سے مبعوث ہوگا۔ اور ہند عجم میں ہے۔ جو کہ غیر عرب ہے۔ اسکی تائید کے لئے، کہ مہدی عجمی ہوگا، اور غیر عرب سے آئیگا۔ مندرجہ ذیل

واقعہ درج کرتا ہوں ۔ جو شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب غایۃ المقصود جلد دوم کے صفحہ پر سید علی حائری صاحب لاہوری مجتہد شیعہ نے درج کیا ہے ۔ ان کی فارسی عبارت کا خلاصہ یہ ہے :-

۲۴۱ ایک شخص الشیخ الصالح العابد الزاہد شیخ حسن العراقی کے بارے میں لوائح الانوار میں میرزا محمد خاں بدخشانی نے روایت کی ہے کہ میں اور میرے سردار سید ابوالعباس اس کے پاس گئے ۔ انہوں نے کہا ، کہ میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں ، ... جب میں شام میں نوجوانی کی حالت میں جامع بنی امیہ میں داخل ہوا ، تو میں نے ایک شخص کو کرسی پر بیٹھے ہوئے مہدی اور اس کے خروج کے بارے میں گفتگو کرتے سنا ۔ اس وقت سے مہدی کی محبت میرے دل میں گڑ گئی ۔ اور میں دعا میں لگ گیا ، کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سے ملائے ۔ پس میں ایک سال تک دعا کرتا رہا ۔ ایک دن میں مغرب کے بعد مسجد میں تھا " اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ شَخْصٌ عَلَیْهِ عِمَامَةٌ کَعَمَائِمِ الْعَجَمِ ۔ وَجُبَّةٌ مِنْ وَبَرِ الْجِمَالِ ۔ فَجَسَّ بِیَدِهٖ عَلٰی کَتِفِیْ ۔ فَقَالَ لِیْ مَا لَكَ بِالْاِجْتِمَاعِ بِیْ ۔ فَقُلْتُ لَهٗ مَنْ اَنْتَ ۔ فَقَالَ اَنَا الْمَهْدِیُّ ۔ فَقَبَّلْتُ یَدَهٗ ۔ " (غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ)

کہ اچانک ایک آدمی میرے پاس آیا ، کہ جس کے سر پر عجمیوں کی سی پگڑی بندھی ہوئی تھی ۔ اور اونٹ کے بالوں کا جبہ تھا ۔

اُس نے میرے کندھے کو اپنے ہاتھ سے چھُؤا۔ اور مجھے کہا، میری ملاقات کی تجھے کیا ضرورت ہے۔ مَیں نے کہا تو کون ہے۔ اس نے کہا مَیں مہدی ہوں۔ پس مَیں نے اس کے ہاتھ چُومے۔

اس واقعہ سے جو شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب میں درج ہے، ثابت ہوتا ہے، کہ مہدی عجمی شخص کی صورت میں شیخ حسن عراقی صاحب کو نظر آیا۔

مہدی کے انصار بھی غیر عرب یعنی عجمی ہونگے

حضرت محی الدین ابن عربیؒ اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ میں مہدی اور اس کے وزراء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

۲۴۲ "اِعْلَمْ اَیَّدَکَ اللّٰہُ اَنَّ لِلّٰہِ خَلِیْفَۃً یَخْرُجُ وَ قَدِ امْتَلَئَتِ الْاَرْضُ جَوْرًا وَ ظُلْمًا فَیَمْلَؤُھَا قِسْطًا وَ عَدْلًا ... مِنْ اَسْرَارِ عِلْمِ وُزَرَائِہِ الَّذِیْنَ اسْتَوْزَرَھُمُ اللّٰہُ لَہٗ ... وَھُمْ عَلٰی اَقْدَامِ رِجَالٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ وَھُمْ مِنَ الْاَعَاجِمِ مَا فِیْھِمْ عَرَبِیٌّ" الخ

(فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۵)

یعنی تو جان لے خدا تیری مدد کرے۔ کہ خدا کا ایک عظیم الشان خلیفہ ہے، جو اُسوقت نکلے گا، جب زمین ظلم و ستم سے بھری ہوگی۔ پس وہ اُسے عدل و انصاف سے بھر دیگا۔ اُس کے مددگاروں کے بارے میں، کہ جنہیں خدا نے اُسکے

بنایا ہے - مخفی علم یعنے راز کی بات یہ ہے، کہ وہ صحابہؓ کے نقشِ قدم پر ہونگے - انہوں نے سچ کر دکھایا، جو اللہ سے عہد کیا - وہ سب عجمی ہوں گے - ان میں کوئی عربی نہیں ہوگا۔

پس ثابت ہؤا، کہ مہدی بھی عجمی ہوگا، اور اُسکے مددگار بھی عجمی ہوں گے - ورنہ عربی شخص کے مددگاروں کا عجمی ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا - حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت واضح ہے - کہ اُن کے وزراء اور مددگار سب کے سب عجمی ہونگے۔ اور وہ خود بھی اُوپر والی روایت کی رُو سے غیر عربی ہوگا۔ اسکی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے، جو ابن ماجہ سے مروی ہے، جہاں لکھا ہے، کہ:-

مہدی کے مددگار مشرق سے نکلیں گے ۲۴۳

"وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَارِثِ ابْنِ الْجَزْءِ الزَّبِیْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَیُوَطِّئُوْنَ لِلْمَهْدِیِّ یَعْنِیْ سُلْطَانَہٗ۔ اَخْرَجَہُ ابْنُ مَاجَۃَ فِیْ بَابِ خُرُوْجِ الْمَهْدِیِّ" (مصری ص۵۱۹)

یعنی عبداللہ حارث بن جزء الزبیدی سے روایت ہے، کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ کچھ لوگ مشرق سے نکلیں گے، جو مہدی اپنے روحانی بادشاہ کے لئے جگہ بنائینگے - یعنی اُسکے حق میں تبلیغ کرینگے - پس اُن تمام آثار سے یہی ظاہر ہوتا ہے، کہ آنیوالا موعودؑ عجمی ہوگا، یعنی ہندی

ہوگا۔ اس کی مزید تائید میں ثریا سے ایمان لانے والے فارسی النسل شخص والی حدیث بھی ہے، جس کا مفصل ذکر آئندہ آئیگا۔

بُدھ اور ہندو مذہب تو پہلے ہی آنیوالے موعود کا وطن ہند بتاتے ہیں۔ اس کے متعلق لمبی تحقیق کی ضرورت نہیں۔

سِکھ مذہب کے گورو حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ نے آنے والے گورو کا وطن بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے:-

آنیوالا موعود تحصیل بٹالہ میں آئیگا

چنانچہ لکھا ہے:-

۲۴۳ "تاں مردانے

پُچھیا۔ گورو جی! کبیر بھگت جیہا کوئی ہور بھی ہویا ہے۔ سری گورو نانک جی آکھیا۔ مردانیاں! اِک جٹیٹا ہوسی، پر اساں توں پچھے سَو برس توں بعد ہوسی۔ پھر مردانے پُچھیا۔ جی کیہڑے تھائیں اتے مُلک وِچ ہوسی۔ تاں گورو کیہیا۔ مردانیاں! وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی۔ سُن مردانیاں! نرنکار دے بھگت سب اِکو رُوپ ہُندے ہَن۔ پر اوہ کبیر بھگت نالوں وڈا ہوسی۔"

(جنم ساکھی بھائی بالا والی وڈی ساکھی ص۲۵ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور)

اِس کا خلاصہ مطلب یہ ہے، کہ جناب مردانے نے پُوچھا کہ گورو صاحب! کوئی کبیر بھگت سے بڑا اور بھی گورو ہوگا۔ اگر ہوگا، تو کہاں اور کب ہوگا۔ تو گورو صاحب نے فرمایا۔ کہ آنیوالا گورو ہم سے سَو برس بعد آئیگا، اور وہ جٹ یعنے زمیندار ہوگا۔ (سو برس کی تشریح پچھلے ابواب میں گذر چکی ہے۔)

اور وٹالے کے پرگنے میں ۔ یعنی تحصیل بٹالہ میں آئیگا۔ جو صوبہ پنجاب ضلع گورداسپور کی ایک تحصیل ہے۔ اور یہ کہ وہ کبیر بھگت سے بڑا ہوگا۔ دھن گورو دھن گورو۔ کیسی صاف پیشگوئی ہے۔

اب ہم اِس آنیوالے موعودؑ کے متعلق بزرگوں کی پیشگوئیوں کے مطابق اسقدر قریب پہنچ گئے ہیں، کہ ہمیں اتنا پتہ لگ گیا، کہ اُس کا مُلک عجم ہے، عرب نہیں۔ پھر عجم سے مُراد بھی ہندوستان ہے، نہ کوئی اور مُلک۔ ہندوستان کا بھی صوبہ پنجاب ہے اور اس کا ضلع گورداسپور ہے اور تحصیل بٹالہ ہے۔ اب ہم تحصیل بٹالہ میں اُس کے گاؤں کا پتہ لگاتے ہیں۔

آنیوالے موعود کا گاؤں دو نہروں کے درمیان ہوگا

حضرت علیؓ سے روایت ہے:۔ ۲۴۴

"قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَآءِ النَّھَرِ یُقَالُ لَہٗ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ۔

رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤد (مشکوٰۃ باب اشراط الساعہ ص۴۷۱)

کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک شخص خروج کریگا (دعویٰ امامت کریگا۔ نہر کے پرے یا ورے۔ اسے جٹ زمیندار کہا جائیگا۔ (جیسا کہ حضرت گورو بابا نانک صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ جٹیٹا ہوسی) اس حدیث میں لفظ حارث حرّاث بھی قابلِ غور ہے۔ وراء النہر کے الفاظ بھی۔ اوّل فرمایا۔ کہ وہ جٹ زمیندار ہوگا۔ دوم۔ نہر کے "وراء" سے نکلیگا۔ "وراء" کے معنے آگے کے بھی ہیں اور پیچھے کے بھی۔ یعنی اسکے دعویٰ کی جگہ وہ مقام ہوگا، جسکے

آگے بھی نہر ہوگی اور پیچھے بھی - یعنی وہ دو نہروں یا دو دریاؤں کے درمیانی علاقہ سے خروج کریگا - اور چونکہ وراء النہر سے مُراد ماوراء النہر کا علاقہ بھی ہے - اس کی تشریح آگے موجود ہے - اب میں آنیوالے موعودؑ کی جائے پیدائش اور ظہور کا مقام بتاتا ہوں -

آنیوالا موعودؑ کدعہ نامی بستی سے خروج کریگا

گذشتہ صفحات میں ہمارے ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں - کہ آنیوالے موعودؑ کا دمشق سے مشرقی سمت مُلک ہند، صوبہ پنجاب اور تحصیل بٹالہ میں دو دریاؤں یا دو نہروں کے درمیان سے مبعوث ہونا بیان کیا گیا ہے - اب میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں - جسے حضرت شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسیؒ نے اپنی کتاب جواہر الاسرار، قلمی میں جو سنہ ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی - مہدی معہودؑ کے مقامِ خروج کے بارے میں درج کیا ہے فرماتے ہیں :-

"در اربعین آمدہ است کہ خروجِ مہدی از قریہ ۲۴۵
کُدِعہ باشد - قالَ النّبی صلے اللہ علیہ وسلم یَخْرُجُ
الْمَهْدِیُّ مِنْ قَرْیَةٍ یُقَالُ لَهَا کُدِعہ وَ یُصَدِّقُهُ
اللّٰهُ تَعَالٰی . وَ یَجْمَعُ اَصْحَابَهٗ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ
عَلٰی عِدَّةِ اَهْلِ بَدْرٍ بِثَلَاثِ مِائَةٍ وَ ثَلَاثَةَ
عَشَرَ رَجُلًا - وَ مَعَهٗ صَحِیْفَةٌ مَخْتُوْمَةٌ مَطْبُوعَةٌ

فِیْہَا عَدَدُ اَصْحَابِہٖ بِاَسْمَآءِ ھِمْ وَ بِلَادِھِمْ وَ خِلَالِھِمْ "

یعنی اربعین میں لکھا ہے۔ کہ مہدی علیہ السلام کا خروج کدعہ بستی سے ہوگا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی نکلیگا ایک بستی سے جسے کدعہ کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسکے دعویٰ کی تصدیق کریگا۔ اور اُس کے پاس دُور دُور کے ملکوں سے اُس کے دوستوں کو جمع کرے گا۔ جو (ابتداء میں) اہلِ بدر کی تعداد میں ۳۱۳ مرد ہوں گے۔ اور اس کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی، جس میں اُن سب کے نام۔ اُن کے شہروں کے نام اور انکی خوبیاں درج ہونگی۔

اِس حدیث کی صحت کے متعلق چار باتیں خصوصیت سے یاد رکھنی چاہییں۔ **اوّل**۔ یہ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ مہدویت سے قریباً ساڑھے چار سَو سال پہلے یہ حدیث شیخ علی حمزہ صاحب نے اپنی کتاب میں لکھی تھی۔ **دوم**۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے اُسے سچّا ثابت کردیا۔ اور اسی نام کی بستی سے ایک شخص کو مہدی معہود کا لقب دیکر کھڑا کیا۔ **سوم**۔ یہ کہ اسی نام سے ملتا جلتا لفظ "کرعہ" بجائے دال کے "را" سے بعض احادیث میں موجود ہے۔ جیساکہ مولوی محمد صاحب لکھوکے والے اپنی کتاب احوال الآخرۃ میں لکھتے ہیں۔ ع "کرعہ نام یمن وچہ وستی اُسدا جہان پیارے"

اور شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صہ ۱۹ پر
۲۴۶ لکھا ہے :۔ "قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ
اَلْمَھْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَرْعَۃ۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مہدی ایک بستی سے نکلیگا جس کا نام کرعہ ہوگا۔ اِس حدیث میں یمن کا لفظ نہیں ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ یمن میں اِس نام کی کوئی بستی موجود نہیں۔ اگر کبھی تھی بھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام و نشان بھی مٹا دیا ہوا ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ :۔

۲۴۷ "و تورپشتی در عقائدِ خود گفتہ۔ کہ دہے در یمن
باین نام و نشان نمیدنند" (حجج الکرامہ صہ ۳۵۸)

اِس نام کی کسی بستی کا یمن سے پتہ نہیں چلتا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ لفظ در اصل "کدعہ" سے "کرعہ" بنا ہے۔ اور چونکہ دونوں حروف کا آپس میں بہت زیادہ اشتباہ ہے۔ اسلئے "دال" کا "را" بن جانا محلِ تعجب نہیں۔ اور اسے عربی زبان میں تصحیف کہتے ہیں۔ **چہارم**۔ یہ کہ اِس حدیث میں اہلِ بدر کی تعداد میں اُس کے خاص مددگار بیان کئے گئے ہیں اور بعض دوسری احادیث میں بھی اِس علامت کا ذکر مہدی کے حق میں وارد ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

۲۴۸ "ابن عباس گفتہ انصار او مردم شام باشند
سہ صد و پانزدہ کس بعددِ اصحابِ بدر۔" (حجج الکرامہ صہ ۲۹۵)

یعنی حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے۔ کہ مہدی کے مددگار تین سو پندرہ اصحاب بدر کی تعداد میں ہوں گے۔ یاد رہے کہ اصحابِ بدر کی تعداد ۳۱۳ تھی، نہ کہ ۳۱۵۔ اِس تعداد میں کچھ غلطی ہے، تو جج الکرامہ والے کی طرف سے سمجھی جا سکتی ہے۔

شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب غایۃ المقصود جلد دوم صفحہ ۱۴۳ پر لکھا ہے :-

”و او (مہدی) چوں خروج کند جمع شوند نزدِ او سی صد و سیزدہ تن بعددِ مردگانِ بدر“ ۲۴۹

کہ جب مہدی خروج کریگا۔ تو اس کے پاس جمع ہونگے تین سو تیرہ آدمی بدر کے مردوں کی تعداد کے مطابق۔

پس ثابت ہوا۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ کیونکہ جسے واقعات سچا ثابت کر دیں۔ اس کی صحت میں کیسے شُبہ ہو سکتا ہے۔

اب میں لفظ کدعہ کو لیتا ہوں۔ کہ اس سے کونسی بستی مُراد ہے۔

جاننا چاہیے۔ کہ عربی الفاظ کی استعمال کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں۔ اول مُعرّب۔ دوم مُعجّم۔ معرب وہ الفاظ ہیں جو غیر عربی زبان سے عربی میں مستعمل ہوں۔ جیسے عرب چین کو صین۔ جاپان کو یابان۔ اٹلی کو ایطالیا۔ انگلینڈ کو انکلترا۔ لنڈن کو لندرا۔ ہالینڈ کو ہالندہ۔ وغیر ذلک۔ بولتے ہیں اور اس میں کوئی خاص قاعدہ عرب کے مدِ نظر نہیں ہوتا۔ بلکہ عجمی لفظ کی جس رنگ میں وہ سہولت سے ادا ہو سکے اور زبان پر ثقیل نہ ہو عربی بنا لیتے ہیں۔ اِس صورت میں یہ لفظ کدعہ

بھی قادیان کا معرب سمجھا جا سکتا ہے۔
معجّم وہ عربی الفاظ ہیں۔ جنہیں غیر عرب اپنی زبان کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور وہ بہت سے الفاظ ہیں جو مختلف خطوں کی زبان میں استعمال ہوتے اور ہندوستان میں ایسے عربی الفاظ بکثرت مستعمل ہیں۔ اور بعض تو بالکل غلط طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو الفاظ عوام بولتے ہیں انکی تو اصلیت معلوم کرنا بھی مشکل ہے۔ مثلاً لاہور میں لفظ گاما ماجھا، پھجّا بڑا استعمال ہوتا ہے۔ اُن کی اصلیت غلام محمدؐ اور معراج دین اور فضل دین ہے۔ لفظ محمدؐ اور دوسرے دونوں ناموں سے لفظ دین تو بالکل اُڑا ہی دیا گیا ہے۔ اور پھر غلام کا گاما۔ معراج کا ماجھا۔ اور فضل کا پھجّا رہ گیا ہے۔ اور اگر کسی کا نام محمدؐ ہو۔ تو اسے عوام مہندا۔ اور احمدؐ نام والے کو بعض جگہ آہما کہتے ہیں۔ اب شہروں کے ناموں کو لیجئے تو اُن میں بھی بولتے کچھ کا کچھ لوگ فرق ڈال دیتے ہیں۔ اگر تمام پرانے شہروں کے ناموں کی اصلیت پر غور کیا جائے تو ابتدائی ناموں اور موجودہ ناموں میں بڑا فرق نکلیگا۔ اور عربی نام والے شہروں اور گاؤں کے نام تو بہت ہی بگاڑ دیئے گئے ہیں۔ مثلاً تحصیل گورداسپور میں ایک قصبہ کا نام مصطفےٰ پور ہے، اسے عوام مُسترا پور کہتے ہیں۔ اور کچھ تعجب نہیں، کہ کبھی یہ نام بھی بگڑتے بگڑتے پور ہٹ کر صرف مُسترا رہ جائے۔ اور مُسترا سے اُسترا یا مستریاں بن جائے۔ یا

کچھ اور۔ بٹالہ شہر کو لوگ وٹالہ کہتے ہیں۔ اور اگر اسے معرب کیا جائے، تو اسے عرب بطالہ کہیں گے۔ حافظ آباد تحصیل کا نام پڑھے لکھے بھی حافظاں یا حاوجاں آباد لیتے ہیں اور ارد گرد کے عوام تو حاساں باد ہی کہتے ہیں۔

لفظ قادیان بھی بڑی منزلیں طے کر چکا ہے۔ مثلاً اسکا اصل نام اسلام پور تھا۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب ؑ کے مورثِ اعلیٰ کو شاہانِ مغلیہ کی طرف سے قضاء کا عہدہ بھی ملا ہوا تھا۔ اس لئے لوگ اسلام پور قاضی کہنے تھے۔ پھر اسلام پور قاضی ماجھی کہنے لگے۔ اور رفتہ رفتہ اسلام پور ماجھی ترک کر دیا گیا، اور صرف قاضی رہ گیا۔ اور ضواد (ض) کا تلفظ دواد تو مشہور ہے ہی۔ کیونکہ اس پر حنفیوں اور اہلحدیثوں میں ہمیشہ سے نزاع رہا ہے۔ چنانچہ اس قاضی کا تلفظ قادی ہوا۔ اور عوام الناس اسے کادی کہنے لگے۔ بلکہ اب بھی کہتے ہیں۔ جو "کدعہ" سے ملتا جلتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ لفظ معجم سمجھا جائیگا۔ اور ہو سکتا ہے، کہ حضور سرورِ کائناتؐ نے اس کا صحیح تلفظ ادا فرمایا ہو۔ مگر بعد میں روایت در روایت ہوتے ہوتے قاضی کا کدعہ بن گیا ہو۔ جس طرح اصل نام اسلام پور قاضی سے اب صرف قادیان رہ گیا ہے۔ اور یہاں لفظ یُقَالُ بھی قابلِ غور ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عربی مفہوم کے لحاظ سے بات کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے یہ لفظ باب قَالَ یَقُولُ کا مضارع مجہول ہے۔ جس کی ماضی قِیلَ

ہے - اور قِیلَ کے متعلق لکھا ہے " لَفظُ قِیلَ کَلِمَۃُ تَمرِیضٍ ٢٥٠
تَدُلُّ عَلیٰ ضُعفِ القَولِ۔" کہ لفظ قِیلَ کلمہ تمریض ہے - جو
بات کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔ تو یُقالُ میں بھی یہی
بات ہے۔ کہ اسے کدعہ کہنے والے عوام الناس ہوں گے۔
اہلِ علم نہیں ہونگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لفظ کدعہ کے لُغوی معنوں میں ایک پیشگوئی

اور پیشگوئیوں میں چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑے
بڑے اسرار مخفی ہوتے ہیں - اِس لئے اِس لفظ کے لُغوی
معنے بھی ایک خاص امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں - لفظ
"کدع" کے معنے ہیں کَدَعَہٗ کَدْعًا - دَفَعَہٗ - دیکھو منجد اور ٢٥١
اقرب الموارد زیر لفظ کدع - کہ اسے دفع کیا - دُور کیا - اور
اس میں کیا شُبہ ہے - کہ آنیوالا موعودؑ ہر مذہب کی رُو سے
سچے دین کی طرف سے دفاع کریگا - الزامات دُور کرے گا،
اور اس کا منوّر چہرہ لوگوں کو دکھائے گا - اور اس کی اصلیت
چونکہ قاضی ہے - اس کے معنے ہیں فیصلہ کرنے والا - اِن معنوں
کی تصدیق لفظ حَکَماً عَدلاً سے بھی ہوتی ہے - کہ آنیوالا فیصلہ
کریگا جیسے گورو بابا نانک صاحبؒ نے بھی "قاضی کرشنا ہوا"
کہا ہے - جسکے معنے ہیں - کہ قاضی کرشن بن کر آئے گا -
ہمارے اِن معنوں کی تصدیق حضرت خواجہ غلام فرید صاحب
رحمۃ اللہ علیہ جو خاندانِ عباسیہ کے روشن چراغ جناب نواب

صاحب بہاولپور بالقابہ ۔ اور تمام ریاست بہاولپور ۔ اور ساری قسمت ملتان کے مانے ہوئے بزرگ اور پیر ہیں ۔ اور جن کے اکثر مرید اپنے پیر سے انتہائی محبت اور عقیدت کیوجہ سے "فریدی" کہلاتے ہیں ، اپنی مشہور کتاب اشارات فریدی میں فرماتے ہیں :۔

۲۵۲ "بعد ازاں فرمودند ۔ کہ مرزا صاحبؒ بر مہدویت خود بسیار علامات کردہ ۔ مگر ازاں میاں دو علامات کہ در کتابِ خود درج ساختہ ۔ بیان نمودہ است برتر و بدرجۂ غایت بر دعوئے مہدویتِ او گواہ اند ۔ یکے ایں کہ او گفتہ ۔ کہ در حدیث شریف آمدہ است ۔ کہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدْعَۃٌ وَ یُصَدِّقُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ یَجْمَعُ اَصْحَابَہٗ مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ عَلٰی عِدَّۃِ اَھْلِ بَدْرٍ بِثَلَاثِ مِائَۃٍ وَ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا وَ مَعَہٗ صَحِیْفَۃٌ مَخْتُوْمَۃٌ (ای مَطْبُوْعَۃٌ) فِیْھَا عَدَدُ اَصْحَابِہٖ بِاَسْمَآئِھِمْ وَ بِلَادِھِمْ وَ . . . . . . خِلَالِھِمْ ۔ یعنی فرمودند نبی صلے اللہ علیہ وسلم ۔ بیروں آید از دہے کہ گفتہ شد او را کدعہ ۔ کہ کدعہ در اصل معرب کادیان است ۔" (اشاراتِ فریدی جلد ۳ صفحہ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۔ ۱۳۲۰ھ ہجری)

اِس کا خلاصہ مطلب یہ ہے ۔ کہ خواجہ صاحب نے

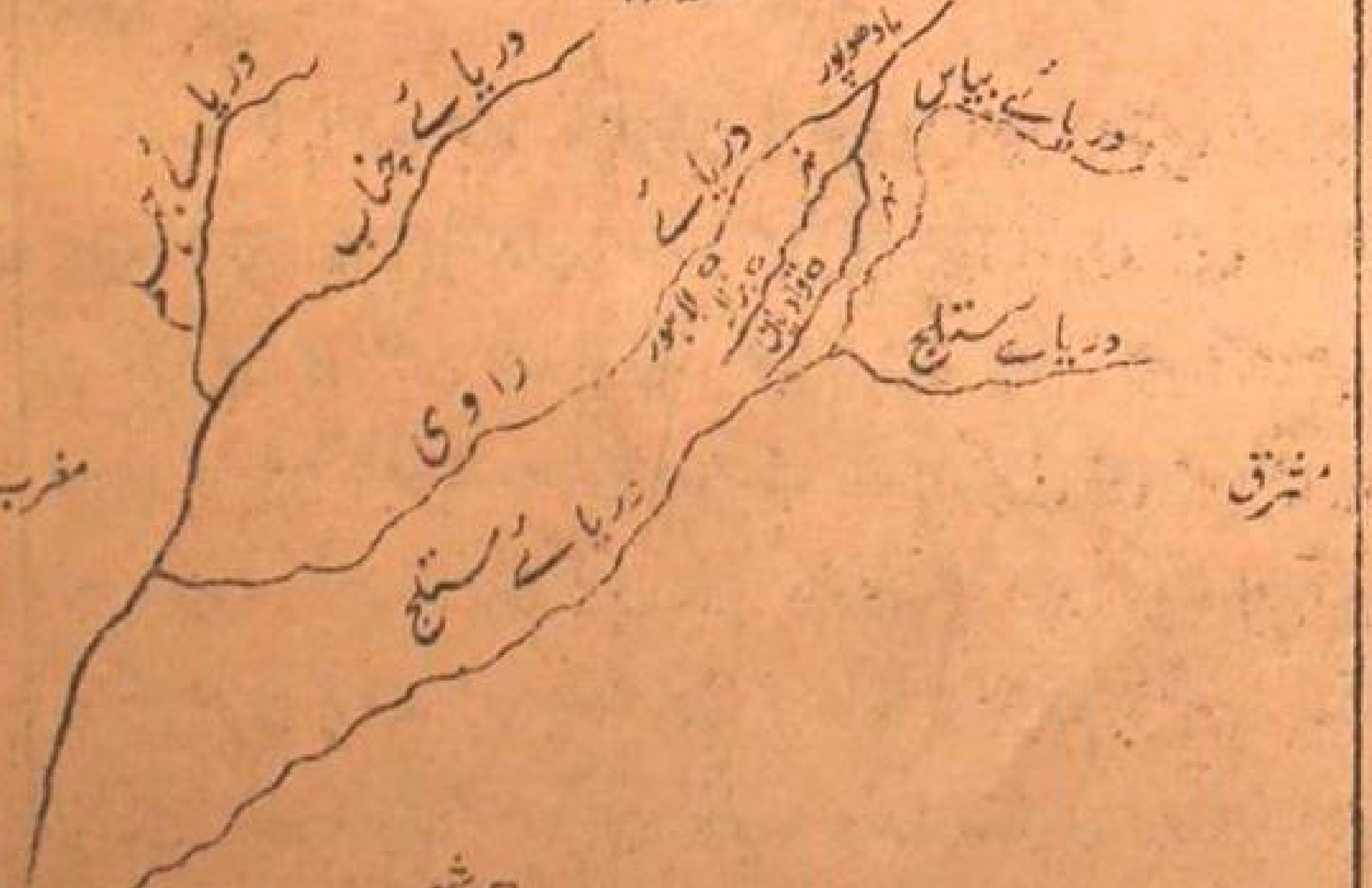
اس کے بعد فرمایا۔ کہ مرزا صاحبؑ نے اپنی مہدویت پر بہت سی دلیلیں دی ہیں۔ مگر ان میں سے دو علامتیں جو انہوں نے اپنی کتاب (انجام آتھم) میں بیان کی ہیں، اُن کے دعوئے مہدویت پر بہت زیادہ گواہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ..... کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مہدی ایک گاؤں سے باہر آئیگا، جسے کدعہ کہتے ہوں گے۔ کدعہ اصل میں کادیان سے معرّب ہے۔ اور دوسری علامت ۳۱۳ اصحاب والی بھی آپؑ پر صادق آتی ہے۔ جیساکہ حضرت مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی مخلصین کے نام ۳۱۳ کی تعداد میں حدیث نبویؐ کے مطابق کتاب انجام آتھم ضمیمہ ص۴۱ اور آئینہ کمالات اسلام میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔

اے با انصاف ناظرین! خدا را آپ سوچیں کہ یہ سب باتیں جو سینکڑوں سال قبل کی بیان کردہ ہیں۔ انکا پورا کرنا کیا کسی شخص کے اپنے اختیار میں تھا۔ پھر اس حدیث کا بجز حضرت مرزا صاحبؑ کے اور کوئی بھی مصداق پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کسی نے دعویٰ کیا۔ پس ایک اور ایک دو کی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آنیوالا موعود دمشق کے مشرق سے اُٹھیگا۔ اس کا ملک ہندوستان ہوگا۔ اور اس کا صوبہ پنجاب ہوگا۔ واضح رہے اگر دمشق سے عین

مشرق میں ہندوستان کے صوبوں میں سے صرف پنجاب ہی ایک صوبہ ہے جو ٹھیک مشرق میں ہے۔ اور پنجاب میں تحصیل بٹالہ میں دو نہروں یا دو دریاؤں راوی اور بیاس کے درمیان قادیان کی مقدس بستی ہے۔ جسے ہندوؤں کے رشیوں نے سنبھل یعنے امن کا مقام کہا ہے۔ اور حدیث الغاشیہ کے صفحہ ۲۴۹ میں اسے "قریہ کریمہ" یعنے پاک گاؤں قرار دیا گیا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے آنیوالا موعودؑ مبعوث ہو چکا ہے۔

اب ہم ذیل میں وہ نقشہ دیتے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کا خطہ پنجاب دمشق کے عین مشرق میں ہے۔ اور پھر پنجاب میں بھی قادیان دار الامان ہے۔ جو دو دریاؤں اور دو نہروں کے درمیان ہے۔

نقشہ (۱)



نقشہ مرتبہ جناب چوہدری غلام حیدر صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان۔

نقشہ (۲)



وید میں احمدؐ اور قادیان کا ذکر

اب مَیں ذیل میں وید کی وہ عظیم الشان پیشگوئی درج کرتا ہوں، جس میں ایک آنیوالے رشی کا نام احمدؐ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے بہادری دکھانے کا مقام "قدون" بیان کیا گیا ہے۔ جو ہمارے مکرم و محترم بھائی

مولوی ناصر الدین عبد اللہ صاحب مولوی فاضل، وید بھوشن گاودیہ تیرتھ و پروفیسر سنسکرت جامعہ احمدیہ قادیان کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۔ "کَنْتَوِیُوْ آتْسِیْنَامْ تُرُوْ گِرْنِیَتْ مَرْتِیَہْ۔ نَہِیْ نُوْ آسْتِیَ۔ مَہِمَانَمْ اِنْدَرَیَمْ سُوَنَاگِرِی نَنْتْ آنَنْشُوْہْ۔ گِدُوْ سَتُوْ وَنْت" (اتھروید کانڈ منتر ۲ سوکت ۵۰ منتر ۱، ۲)۔ ۲۵۲

"یعنی انسانوں کی روحوں کو حرکت دینے والا وہ کونسا نیا انسان صداقت کی تعریف کریگا۔ اور کیا اس کے مداح جنت کے وارث نہ ہوں گے۔ صداقت کے طالب اس کے بارے میں غور کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کو منور کرنیوالا وہ کون رشی ہوگا۔ اے منور کرنیوالے رشی ہماری پکار کے بعد حقیقت و اصلیت کے طالبوں کے پاس تو کب آئیگا"۔ اِن منتروں میں رشی کی آمد کی خبر اُسکے روحانی فیوض سے فیضیاب ہونے اور روحانی ترقیات حاصل کرنے کیلئے پکارا گیا ہے۔

۲۔ "اَکِھمِت اُدُنِیْ سَنِیْدِ بُھمْ دَاجُمْ اِنْدَرَہْ سَہَسِیْ نَمْ بَنْہِیْن دِشُوَارُنِیْ یُوْنَشِیَا" (سوکت ۶۹ منتر ۷) ۲۵۳

یعنی "نہیں مٹایا جا سکتا ہے۔ یعنی نہیں روکا گیا ہے نائب ہونا جس کا۔ ایسا وہ رشی اپنے گیان کو ہی استعمال کرے گا"۔ اِس منتر میں تین علامتیں بتائی گئی ہیں۔ ۱۔ وہ رشی کسی دوسرے رشی کا نائب ہوگا۔ ۲۔ لوگ اسکی نیابت کو روکنے کی کوشش کرینگے۔ مگر اُن کی کوششیں کامیاب نہ ۲۵۴

ہوں گی - آخر اس کی نیابت کو سعید روحیں تسلیم کر لینگی۔

۳۔ وہ اپنے روحانی علم کو ہی استعمال کرے گا۔ یعنی اسکے ہاتھ میں تلوار نہیں ہوگی۔ بلکہ تلوار کا کام وہ اپنے علم سے لے گا۔

۲۵۵ ۴۔ "قَدُوُنْ (قادیان) اُوْ اَسْتِیَہْ اَگُرْتَمْ اِنْدَرَسِیَہْ اَسْتِیَہْ پَوُنِیَہْ" (سوکت ۹۷ - منتر ۳)

"اس رشی کا بہادری دکھانے کا مقام قدون ہی پوری طرح سے بتایا گیا ہے۔ اس کے حیرت انگیز کاموں کے باعث اس کی شہرت کو کون نہیں سُنے گا۔ یعنی سب سُنیں گے۔"

اس منتر میں بھی دو باتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اُس رشی کے مرکز کا نام قدون ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اسکی شہرت دُور دراز تک ہو جائے گی۔

۵۔ اعتراض۔ قدون والے منتر میں "اگرتم" لفظ ہے۔ جسکے معنے ہیں "نہیں کیا گیا"۔ یعنی اس کا ہیڈ کوارٹر قدون نہیں مقرر کیا گیا؟ یاد رہے کہ "ا" محض نفی کے معنے نہیں دیتا۔ بلکہ اسکے چھ معنے ہیں (دیکھو کتاب شبد شکتی پرکاشکا) اسکے معنے اثبات۔ مبالغہ۔ تاکید کے بھی آتے ہیں۔ جیساکہ وید میں آتا ہے "اسنکھیاتا مہسرانی" بیشمار یعنی ہزاروں (یجر وید ادھیائے ۱۶ منتر ۵۴۔ بحوالہ نرکت ص) اسلئے مذکورہ بالا منتر کے معنے یہ ہوئے:-

"یقینی اور حتمی طور پر اُس رشی کا ہیڈکوارٹر قدون ہی بنایا گیا ہے۔"

۲۵۶ ۴۔ "اَحمِدِ ہیَ پِتُشپَرِی مِیدھَام رِتَسیہ جگرَ بھ
اَھم سُورِیہ اِوَ اَجَنِیَ۔" (سوکت ۱۱۵ - منترا)

یعنی "احمد ہی فی الحقیقت عقل کے ساتھ اپنے روحانی باپ کی لائی ہوئی صداقت کو پکڑیگا۔ اور وہ یہ کہیگا، کہ اے لوگو! اس صداقت کے باعث میں تم میں سورج جیسا پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی اپنے روحانی باپ کی تعلیم سے میں اپنے اقوال کو مزین کرتا ہوں۔ جس سے کہ میں خود بھی طاقت حاصل کرتا ہوں۔"

ان دونوں منتروں میں اس رشی کے متعلق یہ باتیں بتائی گئی ہیں۔ کہ ۱۔ قدوں میں آنے والے رشی کا نام احمد ہوگا۔ ۲۔ وہ کسی نبی کا تابع اور نائب ہوگا۔ اور یہ بات وہ صاف لفظوں میں کہیگا۔ کہ میری اپنی کوئی شریعت نہیں، بلکہ میں تو اسی بڑے رشی کی تعلیم کو پیش کرتا ہوں، چونکہ میں نائب ہوں۔ اور اسی اعلیٰ تعلیم کے باعث، میں سورج کی طرح منور کرنے والا ہو گیا ہوں۔

۲۵۷ ۵۔ "اَوَ دَہ پِسُو اَنشُومَتیم اَتِشٹِھت اِیانہ کَرِشنَ
دَشَ بھِی سَہَسرِی۔" (سوکت ۱۲۷ - منتر ۷)۔

یعنی روحانیت سے دنیا کو منور کرنیوالا، اور لوگوں کی خوشی کے لئے خود دکھ اٹھانے والا وہ کرشن بہت سے آدمیوں کیساتھ حدوالی ندی کے پاس ٹھہریگا۔ حدوالی ندی سے مراد دریائے بیاس ہے جو کہ ضلع گورداسپور اور ہوشیارپور کے درمیان حدِ فاصل ہے۔

باب ششم ۶

آنیوالے موعود کا حسب و نسب اور نام

تمام مذاہب کی کتب میں آنیوالے موعود کے مختلف نام وحسب و نسب بیان کیئے گئے ہیں۔ مگر یکجائی نظر سے دیکھنے پر بڑی آسانی سے موعودِ منتظر کا پتہ لگ سکتا ہے۔

۲۵۸ **بائیبل کی رُو سے آنیوالے کا نام داؤد ہے!**

"اور مَیں اُن کے لئے ایک چوپان مقرر کروں گا۔ اور وہ اُن کو چرائیگا۔ یعنی میرا بندہ داؤد۔ وہ اُن کو چرائے گا۔ اور وہی اُن کا چوپان ہوگا۔ اور مَیں خداوند اُنکا خدا ہوں گا۔ اور میرا بندہ داؤد اُنکے درمیان سردار ہوگا۔" (حزقیل باب ۳۴۔ آیت ۲۳، ۲۴)

اور اُسے "عہد کا رسول" بھی ملاکی باب ۳۔ آیت ۱ میں کہا گیا ہے۔ یہ پیشگوئی جو حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک عرصہ گذرنے پر حضرت حزقیل نبی نے کی ہے اسکا مصداق اور مدعی آجتک پیدا نہیں ہوا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام

نے بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور عیسائی بھی انہیں داؤد نہیں، بلکہ ابن داؤد کہتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ۔" (متی باب ۱۔ آیت ۱۔)

اور انجیل کی رُو سے آنیوالا عیسٰی "مسیح" کے نام پر آئیگا۔

"مبارک وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔" (متی ۲۳/۳۹)

بُدھ مذہب کی رُو سے آنیوالے کا نام "میتریہ" یعنے مجسّم مہربانی ہے۔ (حوالہ پیچھے گذر چکا ہے۔)

پارسی مذہب کی رُو سے آنیوالا فارسی الاصل ہوگا۔

ہندو مذہب کی رُو سے آنے والے کا نام احمدؐ ہے۔ اور وہ نہہ کلنکی اوتار ہے۔ (دیکھو اتھروید سوکت ۱۱۵ منتر ۲۱)

سِکھ مذہب کی رُو سے آنیوالے کا نام "قاضی کرشن" اور "مرزا مہدی ہے۔ اور مُسلمان صفت" اور "جٹیٹا" ہے۔ چنانچہ لکھا ہے ؎

۲۵۹ "چکنا چوُر کرے گور پُورا تانکا لیکھ نہ ٹیا جائی
مُسلمان صِفت شریعت سچے کی وڈیائی"

اِس کی تشریح میں لِکھا ہے:۔

۲۶۰ "اور اک جو بندہ صاحب کا اُٹھیگا۔ تِسدا نام رلیند ہوگا (خدا رسیدہ رشی) سو گورو کے حکم سے اُٹھیگا۔ پر جامہ اُس کا مسلمان کا ہویگا۔"

(جنم ساکھی وڈی صـ ۱۳۱ـ۶۳)

دسم گرنتھ گورو گوبند سنگھ جی میں لکھا ہے۔ آنیوالا
کرشن اوتار مرزا مہدی ہوگا۔ جب دجّال خدا کا نام چھوڑا
کر لوگوں کو اپنا غلام بنا لے گا۔

۲۶۱ جگ جیتیو جب سرب + تب باڈھیو ات گرب
کال پُرکھ بسار + ایہہ بھانت کیں بچار
جگت جیت کیں غلام + اپنا جپاوت نام
جگ ایسی ریت چلائے + سر اتر پتر پھرائے
نہیں کال پُرکھ جپنت + نہیں دیو جاپ بھنت
تب کال دیو رسائے + اک اور پُرکھ بنائے
رچے انس مہدی میر + رسونت ہاٹھ ہمیر
نہ توں کو بدھ کین + بن آپ موکیلین
جگ جیت آپ نہ کین + سب انت اکال ادھین
ایہہ بھانت پورن سدہار + بھئے چوبیس [۲۴] اوتار

(دسم گرنتھ)

خالصہ مطلب یہ ہے۔ کہ جب دجّال عام طور پر
غلبہ حاصل کر لے گا۔ اور بہت غصہ میں آکر سب کو زیر
کرکے غلام بنا لیگا۔ اور خدا کا نام دُنیا سے چھڑا کر اپنا
نام جپائے گا۔ اور جب دُنیا کے لوگ خدا کو چھوڑ کر اپنی
اپنی بڑائیاں کرینگے۔ اور خدا کی عبادت چھوڑ دیں گے۔
تب خدا تعالیٰ ایک شخص کو لوگوں کی اصلاح کے لئے
کھڑا کریگا۔ جو امام مہدی میر ہوگا۔ وہ مستقل مزاج

۲۶۱

اور خلیق ہوگا۔ دجّال کو بدھ یعنے قتل کرے گا۔ آخر کار لوگ عاجز آ جائیں گے۔ اور وہ آہستہ آہستہ دُنیا پر فتح حاصل کریگا۔ اور اس طرح چوبیس اوتار پُورے ہونگے۔

نوٹ:۔ میر سے مُراد مرزا ہے۔ (دیکھو جنم ساکھی ص۲ جہاں بابر بادشاہ کو گورو نانک صاحبؒ نے میر بابر کئی بار لکھا ہے۔)

گذشتہ ابواب میں قاضی کرشن کا حوالہ گذر چکا ہے۔ جس نے وید اتھربن سے فیصلہ کرنا ہے۔ نیز خانہ کعبہ میں بھی کھڑے ہوئے گورو صاحبؒ نے جو شبد پڑھے ہیں' اُن میں کرشن جی کا بنواری نام لیکر کوزہ، نماز، مصلّٰی انکے سپرد ہونا بیان ہُوا ہے۔ اس کی مزید تشریح کے لئے ذیل کے حوالے بھی مدّنظر رکھنے چاہئیں۔ فرماتے ہیں ؎

۲۶۲ ''کل مہ وید اتھربن ہُوا ناؤں خدائی اللہ بھیا
نیل لبترے کپڑے پہرے ترک پٹھان عمل کیا''
(گرنتھ صاحب)

اِس بات کی مزید وضاحت یوں فرماتے ہیں:۔

۲۶۳ ''ہُن عمل اتھربن عرفان قرآن ہے''
(جنم ساکھی بھائی بالا ص۱)

پھر لکھا ہے:۔

۲۶۴ ''وید اتھربن اُلٹ کر رکھیوس نام قرآن''
(جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۵۶)

پس ان حوالجات سے ثابت ہوا۔ کہ آنیوالا قاضی کرشن
مسلمان جامہ میں آئے گا۔ اور قرآن مجید کے ذریعہ سے
فیصلہ کرے گا۔ نامدیو جی مہاراج کو کرشن جی مسلمانی جامہ
میں نظر آئے۔ فرماتے ہیں ؎

۲۶۵ "آؤ قلندر کیسوا + کر ابدالی بھیسوا"

(بانی نامدیو جی آد گرنتھ صاحب)

مذہب اسلام کی رُو سے آنیوالے کا نام اور حسب و نسب

(۱. آنے والا فارسی الاصل
ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضورؐ پر
سورۃ الجمعہ کا نزول ہوا۔ جب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ
لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (کہ اور لوگ بھی ان ہی صحابہؓ میں
سے ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے) نازل ہوئی۔ میں نے
پُوچھا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ تین دفعہ یہ سوال
دُہرایا گیا۔ اور ہم میں حضرت سلمان فارسی بھی بیٹھے ہوئے
۲۶۶ تھے۔ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی
سَلْمَانَ۔ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ
رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ (بخاری مصری جلد ۳ صلہ ۱۳۱
زیر تفسیر وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ) تو حضور نے اپنا ہاتھ حضرت
سلمانؓ پر رکھتے ہوئے فرمایا۔ اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ گیا
ہوگا۔ تو ضرور ان میں سے کچھ آدمی یا ایک شخص اُسے

واپس لے آئے گا۔

اِس حدیث سے جو مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں خود حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مندرجہ ذیل باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ (۱) ایسا شخص کسی زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ جس کی آمد گویا حضرت نبی کریمؐ کی آمد ہوگی۔ (۲) اس کے ماننے اور دیکھنے والے بھی صحابہؓ کہلائینگے۔ اور وہ صحابہؓ تبھی کہلا سکتے ہیں، جب آنیوالا نبی ہو۔ (۳) وہ شخص فارسی الاصل ہوگا۔ (۴) وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوگا، جبکہ ایمان و اسلام دُنیا سے اُٹھ چکا ہوگا۔ (۵) وہ دوبارہ شریعتِ اسلامیہ کو ہی قائم کرے گا۔ نئی شریعت نہیں لائیگا۔

اِس حدیث میں "مِنْ هٰؤُلَآءِ" کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں۔ یعنی آنیوالا موعودؑ قوم فارس سے، ہوگا۔ فارسی الاصل ہوگا۔ یہ نہیں، کہ وہ شخص حضرت سلمان فارسی کی اولاد سے ہوگا۔ کیونکہ حدیث میں "مِنْ هٰذَا" کے الفاظ نہیں ہیں۔ ہمارے اِن معنوں کی تصدیق ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو فردوس الاخبار دیلمی میں درج ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

۲۶۰ "فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ ذَکَرَهُمُ اللّٰہُ فَضَرَبَ عَلٰی فَخِذِ سَلْمَانَ فَقَالَ قَوْمُ هٰذَا۔" (دیلمی قلمی صہ ۱۶۲ نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نظام دکن)

یعنی آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے نازل ہونے پر صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟ تو حضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔ اِس کی قوم سے ہونگے۔

چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ بھی فارسی الاصل ہیں۔ جیساکہ بندوبست مال ۱۸۶۵ء میں قادیان کے مالکان کے شجرۂ نسب کے فُٹ نوٹ میں بعنوان "قصبہ قادیان کی آبادی اور وجہ تسمیہ" لکھا ہے:۔

۲۶۸ "مورثِ اعلیٰ ہم مالکان دیہہ بعہد شاہانِ سلف ملک فارس سے بطریق نوکری... آکر... اِس جنگل اوفتادہ میں گاؤں آباد کیا"۔

اِس کے نیچے مرزا غلام مرتضےٰ صاحب و مرزا غلام جیلانی صاحب اور مرزا غلام محی الدین صاحب کے دستخط ہیں۔

یاد رہے، کہ یہ اندراج حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ سے سالہا سال پہلے کا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کے سب سے بڑے مخالف مولوی محمدؐ حسین صاحب بٹالوی بھی لکھتے ہیں۔ کہ:۔

۲۶۹ "مؤلف براہین احمدیہ قریشی نہیں فارسی الاصل ہیں۔" (اشاعۃ السنّۃ جلد ۷ صہ ۱۹۳)

اور چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مورثِ اعلیٰ حاجی برلاس ہیں۔ جن کا بھتیجا امیر تیمور تھا۔ چنانچہ مسٹر ہیرلڈ لیمب کی

ؑ یہیں جو تیمور ثابت ہوگا۔ وہی آپ ہوں گے۔

کتاب "تیمور" مترجمہ محمد عنایت اللہ صاحب مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڈھ کے صـ۲۱ پر لکھا ہے :۔

۲۷۰ "اس وقت برلاس کا سردار اگر کوئی تھا، تو وہ حاجی برلاس امیر تیمور کا حقیقی چچا تھا۔"

اب ہم ذیل میں قبیلہ برلاس کا شجرۂ نسب دیتے ہیں جو یہ ہے :۔

ایرومجی برلاس
|
سوغونچن
|
قراچار
|
ایچل
|
ابلنگر
|
برکل

حاجی برلاس — طراغائے
طراغائے
|
امیر تیمور گورگان

اب دیکھنا چاہیے، کہ امیر تیمور کے متعلق مورخین کیا کہتے ہیں۔

(۱) مسٹر اے ویمبر اپنی کتاب History of Bokhara
۲۷۱ (ہسٹری آف بخارا) مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۳ء کے صـ۱۶۳ پر لکھتے ہیں ۔ کہ "تیمور کا قبیلہ برلاس تھا۔" اور سر پرسی سائیکس اپنی کتاب Persia (پرشیا) مطبوعہ آکسفورڈ ۱۹۲۳ء کے صـ۶۵ پر لکھتا ہے ۔ کہ تیمور برلاس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا برٹے نیکا میں "تیمور" کے نیچے
۲۷۲ لکھا ہے ۔ "کہ اس کا باپ برلاس قبیلہ کا سردار تھا۔" اسی طرح

میمائز آف تیمور (تزک تیموری) کے صفحہ ۲۹ پر تیمور کے باپ کی ایک دُعا لکھی ہے۔ جس میں وہ یہ دُعا مانگتا ہے۔ کہ خدا اسے ایک لڑکا دے، جو قبیلہ برلاس کی عزت و شہرت کو دوبالا کرنے والا ہو۔ غرض تمام تاریخیں یہی بتاتی ہیں، کہ تیمور کا قبیلہ برلاس تھا۔ اور وہ کش اور سمرقند میں آباد تھا۔ مسٹر سی۔ آر۔ مارخم اپنی تصنیف "دربار تیمور میں سفارت" The Court of Timur مطبوعہ لنڈن
صفحہ ۱۲ پر لکھتا ہے۔ کہ تیمور کے جد امجد قراچار نے۔ قبیلہ ۲۷۳
برلاس کو سمرقند کے قریب شہر کش کے اِرد گرد حکومت دیدی تھی۔ تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ کہ سمرقند اور اسکے قریب کے علاقہ کو پُرانے زمانہ میں سوغدیانہ کہتے تھے۔ اور انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں سوغدیانہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ایرانی قوم میں سے تھے۔ مسٹر ویمبرے صاحب نے اپنی کتاب "تاریخ بخارا" میں تمہید کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے۔ کہ
"ماوراء النہر کے اکثر باشندے ایرانی تھے۔ اور عرب، ۲۷۴
سامانی، سلجوقی اور خوارزم بادشاہوں کے زمانہ میں بخارا فرغانہ اور خوارزم کی عام زبان فارسی تھی۔" اور ای سکائلر صاحب مشہور مؤرخ اپنی کتاب جلد اول صفحہ ۱۰۵ پر لکھتے
ہیں۔ کہ "ایرانی لوگ فقط دریائے آمو (جیحوں) اور سر دیحوں ۲۷۵
کے درمیانی علاقہ میں ہی جسے قدیم زمانہ میں ماوراء النہر کہتے تھے آباد نہ تھے، بلکہ دریائے سر کے دائیں کنارے

قوقند اور کاشغر میں بھی بستے تھے۔" سی زپلیکا اپنی کتاب
"ٹرکس اِن سنٹرل ایشیا" میں لکھتی ہیں۔ کہ "جو سمرقند اور ۲۷۶
فرغنہ کے علاقوں میں رہتے ہیں ، وہ اصل ایرانیوں کی اولاد
کا بقایا ہیں۔" اِن تمام حوالجات سے ثابت ہُوا ، کہ امیر تیمور
گورگان جو حاجی برلاس کا بھتیجا تھا ، برلاس قوم سے تھا ،
اور ایرانی تھا۔ اسے چنگیز خان کی نسل سے بنانا غلط ہے۔
بلکہ سخت جھوٹ اور ظلم ہے۔ اوّل اِس لحاظ سے کہ چنگیز خان
تاتاری تھا اور اُن کے نام کے آخر میں ہمیشہ خان استعمال
ہوتا تھا۔ مثلاً چنگیز خان۔ ہلاکو خان۔ منقو خان۔ وہ کبھی مرزا
نہیں کہلاتے تھے۔ اور مرزا کا خالص لقب ایرانی ہے۔ یہ
امیرزا سے نکلا ہے۔ جسکے معنے ہیں امیرزادہ۔ اور حضرت مرزا
صاحبؑ کے مورثِ اعلیٰ مرزا کے لقب سے ملقب ہیں۔ دوّم
برلاس قبیلہ کے متعلق لِکھا ہے۔ کہ "برلاس کا قبیلہ شمالی ایشیا ۲۷۷
کے اُن قبائل میں سے تھا۔ جنکو قدیم زمانہ میں یورپ کے
مؤرخوں نے سیتھین کے نام سے اور کبھی ترک کے نام سے
منسوب کیا ہے۔ یہ لوگ شمال کے مُلکوں سے یہاں سرسبز
و شاداب زمینوں میں مغلوں کے گروہوں کے ساتھ آئے
تھے۔" (تیمور ص ۱۵) اِس حوالہ سے ثابت ہوا کہ برلاس اور
ہیں اور مغل اور ہیں۔ (۳) پھر "ایدوم جی برلاس" جو برلاس
قوم کے مورثِ اعلیٰ ہیں کے نام کے ساتھ جی بھی خالص ایرانی
ہے۔ جیسے سہراب جی۔ رستم جی۔ بہرام جی۔ سب ایرانیوں کے

نام ہیں۔ تاتاریوں کے نام کے ساتھ "جی" کبھی نہیں ہوتا
(۴) تاریخی طور پر بھی ثابت ہے، کہ تیمور کا شجرۂ نسب
چنگیز خاں سے بعد کی ملاوٹ ہے۔ چنانچہ ہاورتھ صاحب
ہسٹری آف منگولز (انگریزی) یعنے تاریخ مغلاں کے ص۴۱
پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔ "چودھویں صدی عیسوی میں تیمور کی ۲۷۸
زبردست فتوحات کے بعد ان خوشامدیوں کا یہ دستور
ہو گیا تھا، کہ وہ اس کے شجرۂ نسب کو چنگیز خاں
سے ملانے لگ گئے تھے" گویا سنہ ۱۳۶۰ء عیسوی میں امیر
تیمور کا نسب نامہ چنگیز خاں سے ملایا گیا۔ جو جعلی ہے۔
چنانچہ مسٹر ہیرلڈ لیمب اپنی کتاب "تیمور" کے ص ۲۷ پر ۲۷۹
لکھتا ہے۔ کہ ایک موقعہ پر شاہ دار امیر قزعن نے تیمور
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "تم گورگان عالی کے خاندان
سے ہو۔ لیکن "ترا" یعنے چنگیز خانی نہیں ہو"

پس اِن تمام حوالجات سے ثابت ہوُا۔ کہ حضرت
مرزا صاحبؑ حسب و نسب کے لحاظ سے فارسی الاصل
ہیں۔ اور آپؑ کے آبا و اجداد سمرقند سے آئے تھے۔ جو
ماوراء النہر کا علاقہ ہے۔ چنانچہ غیاث اللغات کے ص ۳۹ ۲۸۰
پر باہ "نخشب" لفظ کی تشریح میں لکھا ہے "نخشب ... نام
شہرے است در مُلک ماوراء النہر از نخشب تا سمرقند سہ روز
راہ است" کہ نخشب ایک شہر کا نام ہے۔ جو مُلک
ماوراء النہر میں ہے۔ اور نخشب سے سمرقند تک تین روز کا

راستہ ہے ۔ اور گذشتہ صفحات میں جو حدیث ماوراء النہر سے حارث وحراث شخص کے نکلنے کی خبر دی جا چکی ہے ، اس لحاظ سے بھی حضرت مرزا صاحبؑ پر صادق آتی ہے ۔ کہ آپؑ ایک ایسے شخص کی نسل سے ہیں جو ماوراء النہر سے نکل کر ہندوستان میں آئے تھے ۔ اور حضرت زردشتؑ کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی ۔ کہ :-

۲۸۱ "انگیزم از کسانِ تو کسے و آئین و آبِ تو بہ تو رسانم ۔ و پیغمبری و پیشوائی از فرزندانِ تو بر نگیرم ۔" (سفرنگ دساتیر صنہ ۱۹)

کہ کسی ایک کو تیرے لوگوں (فارسی الاصل) میں سے اٹھاؤں گا اور پھر پیغمبری اور پیشوائی تیرے فرزندوں سے نہیں اٹھاؤں گا ۔

بہرحال یہ سب باتیں یہی ثابت کرتی ہیں ۔ کہ آنے والا موعود فارسی الاصل ہوگا ۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں :-

۲۸۲ "اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا ۔" (حقیقۃ الوحی صنہ ۷)

آپؑ اس لحاظ سے چینی الاصل بھی ہیں ۔ کہ گو آپؑ کی قوم برلاس فارسی الاصل ہے ۔ مگر چونکہ آپؑ کے جد امجد قراچار جو ایردم جی برلاس کے پوتے تھے کی شادی چغتائی خان کی لڑکی سے ہوئی تھی ۔ اس لئے ترکی چینی خون

کی آمیزش آپ کے خاندان میں ہو گئی۔ اور حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ کہ خاتم الاولاد چینی الاصل ہو گا۔ (دیکھو فصوص الحکم صہ۳۶) چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

۲۸۲ "اس "چینی الاصل" سے مطلب یہ ہے۔ کہ اسکے خاندان میں تُرک کا خون ملا ہوا ہو گا۔۔۔۔ کیونکہ اگرچہ یہ سچ ہی ہے۔ کہ جو خدا نے فرمایا۔ کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے۔ مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے۔ کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں۔ اور وہ چینی الاصل ہیں۔ یعنی چین کی رہنے والی۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صہ ۲۰۱)

آنیوالے موعود کی پیدائش کا ایک خاص نشان

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فصوص الحکم میں لکھتے ہیں۔ (یاد رہے کہ یہ کتاب شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے جو انہیں رؤیاء میں حضورؐ نے فرمایا تھا۔ لکھا ہے۔ کہ خاتم الاولاد یعنے خاتم الاولیاء توام پیدا ہو گا۔ اس سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہو گی۔ اس کے بعد وہ پیدا ہو گا۔ لکھا ہے:۔

۲۸۲ "وَعَلیٰ قَدَمِ شِیْثٍ یَکُوْنُ اٰخِرَ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ

مِنْ هٰذَا النَّوْعِ الْاِنْسَانِيِّ وَ هُوَ حَامِلُ اَسْرَارِهٖ
... فَهُوَ خَاتَمُ الْاَوْلَادِ وَ تُوْلَدُ مَعَهٗ اُخْتٌ
لَهٗ فَتَخْرُجُ قَبْلَهٗ وَ يَخْرُجُ بَعْدَهَا يَكُوْنُ رَاْسُهٗ
عِنْدَ رِجْلَيْهَا وَ يَكُوْنُ مَوْلِدُهٗ بِالصِّيْنِ "

"اور اوپر قدم اور طریق شیث علیہ السلام کے ہوگا۔ اخیر ایک لڑکا کہ پیدا ہوگا وہ اس نوع انسانی سے۔ اور وہ لڑکا اٹھانیوالا ہوگا علم اسرار شیث کا ... وہ لڑکا ختم کرنیوالا ولادت اولاد آدم کا ہے۔ اور پیدا ہوگی ساتھ اس کے بہن اسکی۔ پس نکلیگی اس کی شکم مادر سے آگے اس کے۔ اور نکلیگا وہ بعد بہن اپنی کے۔ اس طرح کہ ہوگا سر اسکا نزدیک دونوں پاؤں بہن اپنی کے۔ اور ہوگی ولادت اسکی چین میں " (فصوص الحکم صـ۳۶ مترجمہ مولانا الفاضل محمد مبارک علی حیدر آبادی مطبوعہ ۱۳۰۸ھ مطبع احمدی کانپور)

اس پیشگوئی سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں

(۱) آنیوالا موعود خاتم الاولاد ہوگا۔ اور یہاں خاتم الاولا کے معنے خاتم الاولیاء ہیں۔ کیونکہ آنیوالے موعود کو متفقہ طور پر سب فرقے خاتم الاولیاء مانتے ہیں۔ چنانچہ خصوص الحکم کے حاشیہ پر اس فقرہ کی تشریح میں لکھا ہے۔

"اِذَا كَانَ خَاتَمُ الْاَوْلَادِ حَامِلَ اَسْرَارِ شِيْثٍ ۲۸۵
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا بُدَّ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ

وَاِذَا كَانَ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ يَلْزِمُ اَنْ يَكُوْنَ خَاتَمُ الْاَوْلِيَاءِ" (فصوص الحکم صہ۳۶)

یعنی چونکہ خاتم الاولاد حضرت شیث علیہ السلام کے خواص کو لئے ہوئے ہوگا۔ ضروری ہے کہ وہ اولیاء میں سے ہو۔ اور جب اولیاء میں سے ہوگا، تو لازماً خاتم الاولیاء ہوگا اور مولنا عبدالعلی صاحب اپنی کتاب "فتح الرحمٰن" میں بذیل اشراط الساعۃ مذکورہ بالا پیشگوئی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :- "ایں مولود خاتم الولایت است" یہ مولود خاتم الولایت ہوگا۔ جاننا چاہیئے۔ کہ خاتم الاولیاء بجز مہدی علیہ السلام کے اور کوئی نہیں۔ کَمَا مَرَّ۔ (۲) وہ توام پیدا ہوگا۔ اس سے پہلے ایک اس کی بہن پیدا ہوگی۔ (۳) اس کا مولد چین ہوگا۔ (یاد رہے۔ کہ عربی زبان میں لفظ صین کا استعمال غیر عرب علاقہ کے لئے ہے۔ یا دُور دراز علاقہ کے لئے۔ ایک مشہور حدیث میں ہے۔ اُطْلُبُوْا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ۔ علم طلب کرو، خواہ چین جانا پڑے۔ اس کے بھی یہی معنے ہیں، کہ خواہ اپنا وطن عرب چھوڑ کر تمہیں غیر عرب جانا پڑے چنانچہ مولنا الفاضل محمد مبارک علی صاحب بھی لفظ صین کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "اَلصِّيْنُ یعنے مراد چین سے غیر عرب ہے۔" (فصوص الحکم صہ۳۶) ۲۸۶

بھائیو! یہ تمام علامات بحمداللہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں۔

آپ کی پیدائش بھی اِس پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔ کہ آپ کے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کا نام جنّت تھا۔ اس کے بعد آپ پیدا ہوئے۔ چنانچہ حضور خود فرماتے ہیں:۔

۲۸۷ "اب یاد رہے۔ کہ اس بندۂ حضرتِ احدیّت کی پیدائشِ جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق ہوئی۔ یعنے میں توام پیدا ہوا تھا۔ اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنّت تھا۔۔۔ یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔" (تریاق القلوب ۲۷۷)

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ کہ چین میں پیدائش سے مُراد خاتم الاولیاء کا عجمی ہونا ہے نہ عربی۔ اور چونکہ آپ کے آباء و اجداد کی شادیاں مغل خاندان کی لڑکیوں سے بھی ہوئی ہیں، اِس لحاظ سے بھی یہ بات پُوری ہو جاتی ہے۔

غالباً اِسی پیشگوئی کو دیکھتے ہوئے بعض ہندو صاحبان بھی آنیوالے موعودؑ کی پیدائش چین میں بیان کرنے لگے ہیں چنانچہ پنڈت راج نارائن صاحب ارمان دہلوی کمٹ شاستری اپنی مشہور تصنیف "چیتاؤنی" میں لکھتے ہیں:۔

۲۸۸ "میں نے اس (شمبھل) کا پتہ گہری تحقیقات سے لگایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ گوبی کا مشہور ریگستان چین کے شمال میں ہے۔ اس کے نیچے کھاڑی لیاؤٹنگ ہے۔ مشرق اور شمال میں منچوریا ہے، وہاں شمبھل ہے۔ جہاں کلکی بھگوان نے جنم لیا ہے۔" (چیتاؤنی مش۵)

پیارے بھائیو! آپ خدارا غور فرمائیں۔ کہ یہ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جو آپ کی ذات سے پوری ہوئی۔ نہ آپ کے اختیار میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ سے۔ جو آپ سے کئی سو سال پہلے ہو گذرے ہیں، یہ پیشگوئی کرجانا تھا، اور نہ اپنے اختیار سے توام پیدا ہونا تھا۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں تھیں۔ جو پوری ہوئیں۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ بہت بڑی دلیل ہے۔

آنیوالے موعودؑ کا نام

گذشتہ صفحات میں مختلف فرقوں کی کتب سے آنیوالے موعودؑ کے مختلف نام دیئے جاچکے ہیں۔ اب میں مذہب اسلام کے بیان کردہ
نام ذکر کرتا ہوں۔ (۱) حدیث میں آتا ہے۔ کَیْفَ اَنْتُمْ ۲۸۹
اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ (بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)
یعنی تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں ابن مریمؑ نازل ہوگا۔ اور وہ تمہارا امام ہوگا جو تمہیں میں سے ہوگا۔

اِس حدیث میں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ اوّل۔ نازل ہونا دوم۔ ابن مریم۔ لفظ نزول کیمتعلق تو ہمیں قرآن مجید سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ جو شخص خدا کے حکم سے مخلوق کی راہنمائی کیلئے کھڑا ہو، اس کے لئے نزول کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے
فرمایا فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ وَ ۲۹۰
اَنْزَلَ مَعَہُمُ الْکِتٰبَ (بقرة) کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے۔ اور اُن کیساتھ

کتاب اُتاری۔ اِس آیت سے معلوم ہوُا، کہ لفظ نزول کے معنے مبعوث کرنا ہے۔ کیونکہ لفظ بعث ذکر کرنے کے بعد فرمایا اَنْزَلَ مَعَهُمْ۔ اُن کے ساتھ اُتاری۔ یہ نہیں کہا کہ اَنْزَلَ عَلَيْهِمْ۔ اُن پر اتاری۔ کتاب "ساتھ اُتارنے" کے صاف معنے یہی ہیں، کہ وہ خود بھی اُتارے گئے اور ان کے ساتھ کتابیں بھی اُتاری گئیں۔ جیسے کوئی مسافر دوسرے مسافر سے کہے، کہ مَیں نے اپنے ساتھ آپ کا ٹرنک بھی گاڑی سے اُتار لیا ہے۔ اسکے یہی معنے ہونگے، کہ وہ خود بھی اُترا ہے اور اُس نے ٹرنک بھی اُتارا ہے۔ اور یہی مفہوم اِس آیت کا ہے۔ اِس سے بڑھکر واضح آیت سورہ الطلاق ع۲ کی ہے۔
۲۹۱ جہاں فرمایا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۔ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا ہم نے تمہاری طرف مجسّم ذکر اُتارا ہے۔ یعنی رسول اُتارا ہے۔ جو تم پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ اِس آیت میں ہمارے سیّد و مولےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کیلئے لفظ نزول استعمال ہوُا ہے۔ حالانکہ آپ آسمان سے نہیں اُترے تھے، بلکہ خدا کے حکم سے مبعوث ہوئے تھے۔ پس یہی مفہوم اِس حدیث میں بھی ہے کہ وہ خدا کے حکم سے مبعوث ہونگے۔ دوسرا لفظ "ابن مریم" ہے۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے، کہ دو چیزوں میں جب انتہائی مشابہت اور مناسبت بیان کرنی مقصود ہو۔ تو درمیان سے حرف تشبیہ بولکَ، کَاَنَّ، مِثْلُ وغیرہ ہوں، جنہیں اُردو میں جیسا۔ طرح۔ مانند

کہتے ہیں۔ اُڑا دیتے ہیں۔ جیسے حد درجہ کے سخی انسان کو
حاتم۔ بڑے زور آور پہلوان کو رستم کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ
فخرالدین رازی اپنی کتاب تفسیر کبیر جلد ۳ صلا۶۸۹ میں فرماتے
ہیں "اِطْلَاقُ اِسْمِ الشَّیْءِ عَلٰی مَا یُشَابِهُهٗ فِیْ اَکْثَرِ ۲۹۲
خَوَاصِّهٖ جَائِزٌ حَسَنٌ"۔ یعنی کسی چیز کو دوسری چیز سے
خواص میں زیادہ مشابہت کیوجہ سے اُس چیز کا نام دینا
درست اور عمدہ ہے۔ جیسے اَبُوْیُوْسُفَ اَبُوْحَنِیْفَةَ۔ ابو یوسف ابوحنیفہ ہیں۔
قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سِرَاجًا مُّنِیْرًا
روشن چراغ کہا گیا ہے۔ اور اس میں حرف تشبیہہ بالکل
اُڑا دیا ہے۔ یہ نہیں کہا گیا، کہ آپؐ کَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ہیں
روشن چراغ کی طرح ہیں۔ خود رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم نے ایک موقعہ پر اپنی بعض بیویوں کو فرمایا اِنَّ کُنَّ
لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ البخاری کتاب الاذان اتم ضرور ۲۹۳
تاں ضرور ہی یوسف والیاں ہو۔ یعنے زلیخا وغیرہ کی طرح ہو۔
یہاں حضورؐ نے حرف تشبیہہ استعمال نہیں فرمایا۔ حالانکہ حضرت
یوسفؑ کے زمانہ کی عورتوں اور آپؐ کی ازواج مطہرات میں
ہزاروں سالوں کا وقفہ تھا۔ پھر اپنے آپ کو بھی حضرت
یوسفؑ سے تشبیہہ دی ہے۔ اور حرف تشبیہہ بالکل اُڑا دیا
ہے۔ بلکہ اپنے لئے بھی کوئی لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ جو مشبّہ
سمجھا جاتا۔ گویا تشبیہہ کے تین اجزاء۔ مشبّہ۔ جسکو تشبیہہ دی
جائے۔ مشبہ بہٖ۔ جس سے تشبیہہ دیجائے۔ ادات تشبیہہ۔ جن

حروف کے ذریعہ تشبیہ کا اظہار کیا جائے۔ یہیں سے صرف مشبّہ بہٖ کا ذکر فرمایا اور حرف تشبیہ اور مشبّہ کا ذکر بالکل چھوڑ دیا۔ اسی طرح "ابن مریم" کے استعمال میں بھی مشبّہ اور حرفِ تشبیہ کو اُڑا دیا۔ جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آنیوالا گو ابن مریمؑ کی طرح ہوگا، مگر اس سے انتہائی مشابہت کی وجہ سے گویا یکجان دو قالب ہوگا۔ اس کی مزید تشریح وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ سے فرما دی۔ یعنی ابن مریم کے لفظ سے دھوکا کھا کر مسیح اسرائیلی اُسے نہ سمجھ لینا، بلکہ وہ تمہارا امام تُمہیں میں سے ہوگا یعنے اُمّتِ محمدیہ کا فرد ہوگا۔ پھر اِس شُبہ کے مزید ازالہ کیلئے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِسی بخاری شریف میں دوسری جگہ آنیوالے مسیحؑ کا اور مسیح ناصری علیہ السلام کا الگ الگ حُلیہ دیگر احادیث لاکر بیان کر دیا ہے۔ جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئیگا۔ جسمیں آنیوالے مسیح محمدی علیہ السلام کو گندم گوں۔ سیدھے بالوں والا۔ اور مسیح ناصری علیہ السلام کو سُرخ رنگ۔ گھونگریالے بالوں والا بیان کیا گیا ہے۔

پھر اِس حدیث میں "اَنْتُمْ" اور "مِنْکُمْ" کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ جن میں خطاب گو صحابہؓ سے ہے اور مراد دُوسرے مسلمان ہیں جو صحابہؓ کے مثیل ہونگے۔ پس ثابت ہوُا کہ مسیح محمدی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آنیوالا موعود ہے۔ نہ کہ مسیح اسرائیلی اور ایک حدیث میں چونکہ مہدی اور مسیح کو ایک ہی وجود قرار دیا ہے۔ جیسے فرمایا لَا مَھْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی[۵] یعنے مہدی ۲۰۹۴

[۵] ابن ماجہ باب شدۃ الزمان۔

بجز عیسیٰؑ کے اور کوئی نہیں۔ اس لیے آنیوالا موعودؑ ہی مہدی
کے تمام نام اور صفات کا حامل سمجھا جانا چاہیئے۔ ایک اور
حدیث میں آتا ہے۔ کَیْفَ تَھْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَعِیْسٰی ٢٩٥
اِبْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا (ابن ماجہ، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۳) یعنی وہ اُمت کیسے ہلاک
ہو سکتی ہے جسکے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ ابن
مریمؑ ہے۔ ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت مسیح علیہ السلام کو ہی مہدی قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔
یُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ٢٩٦
اِمَامًا مَھْدِیًّا وَحَکَمًا عَدْلًا (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲
صفحہ ۴۱۱) یعنے قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسیٰ
ابن مریم امام مہدیؑ فیصلہ کرنیوالے عادل سے ملے۔ اور چونکہ
محدثین نے مہدی کی احادیث کو مجروح قرار دیا ہے (مقدمہ ابن
خلدون)، اس لئے آنیوالا موعودؑ ہی مسیح و مہدی ہے نہ غیر اُسکا۔
حضرت مہدی کے ناموں کے متعلق ایک کُلّیہ قاعدہ "مدینۃ العلم"
حضرت سیدنا علی علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے جو بہت ہی
صحیح، درست اور قابلِ توجہ ہے۔ جناب ابُوحنیفہ سے روایت
ہے:۔ "قَالَ سَأَلَ عُمَرُؓ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَنِ ٢٩٧
الْمَھْدِیِّ۔ قَالَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبِرْنِیْ عَنِ
الْمَھْدِیِّ مَا اسْمُهٗ۔ قَالَ اسْمُهٗ، فَلَا اَنَّ حَبِیْبِیْ
وَخَلِیْلِیْ عَهِدَ اِلَیَّ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ بِاسْمِهٖ
حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ مِمَّا اسْتَوْدَعَ

اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ رَسُوْلَہٗ فِیْ عِلْمِہٖ (بحار الانوار جلد ۱۳ مث)

یعنی حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مہدیؑ کے بارہمیں سوال کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن ابی طالب! مجھے مہدیؑ کے متعلق خبر دے کہ اُس کا نام کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اسکا نام تو نہیں بتاتا۔ کیونکہ میرے پیارے دوست نے مجھ سے وعدہ لیا تھا، کہ میں اُس کا نام نہ بتاؤں یہانتک کہ اللہ اُسے مبعوث کرے۔ اور یہ بات ان باتوں میں سے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے علم میں ودیعت کر دیا ہے۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا، کہ اصل نام اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے وقت پر ظاہر فرما دیگا۔ باقی نام اشارۃً ہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ مامور من اللہ کا نام وہی ہوتا ہے، جو خدا تعالیٰ اُسے مبعوث کرتے وقت دیتا ہے۔ اِس حدیث میں حضرت علیؓ نے جو اصول بیان فرمایا، وہ بالکل منہاج نبوت کے مطابق ہے۔ کیونکہ خدا کے مامورین کے نام جو پیشگوئیوں میں مذکور ہوتے ہیں ضروری نہیں، کہ ماں باپ بھی اُنکے وہی نام رکھیں بلکہ ماں باپ بعض دفعہ کچھ اور ہی نام رکھتے ہیں۔ وہ نام بعض اوقات پیشگوئیوں میں بیان کردہ ناموں سے ملتے جُلتے بھی ہیں۔ مگر اصل نام وہی ہوتا ہے۔ جسکا اظہار خود خدا تعالےٰ اپنے مامور کو مبعوث کرتے وقت فرماتا ہے۔ اور اِس بارہمیں تمام قوموں میں مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً یہود کے ہاں یہ پیشگوئی بڑی تصریح سے موجود ہے۔ کہ مسیحؑ کے آنیسے پہلے ایلیا نبی (الیاس)

تمہارے پاس آئیگا۔" دیکھو خدا وند کے بزرگ اور ہولناک ۲۹۸
دن کے آنیسے پیشتر مَیں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔"
(ملاکی باب ۴۔ آیت ۵) جب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے
دعوے کیا، کہ تمہارا موعود مسیح مَیں ہوں، تو جھٹ یہود نے
مطالبہ کیا، کہ پھر ایلیا کون ہے، جس نے آپ سے پہلے آنا
تھا۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب میں حضرت یوحنا
(یحییٰ) کو پیش کیا۔ کہ یہی ایلیا ہے۔ فرمایا:۔" ایلیاہ جو آنیوالا
تھا، یہی ہے۔ جس کے کان سُننے کے ہوں، وہ سُن لے۔"
(متی باب ۱۱۔ آیت ۱۵، ۱۶) پھر عیسائی مانتے ہیں۔ کہ یسعیاہ باب ۷
آیت ۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اُسکا ۲۹۹
نام عمانو ایل رکھیگی۔"

یہ پیشگوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں وارد
ہے۔ حالانکہ آپ کا نام یسوع ہے نہ عمانوایل۔ چنانچہ لکھا
ہے:۔" اور اُس کا نام یسوع رکھا۔" (متی ۱/۲۵) پھر تمام
مسلمانوں کے فرقے مانتے ہیں۔ کہ سورہ جمعہ میں اِسْمُهٗ اَحْمَدُ
کی پیشگوئی کے مصداق ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حالانکہ حضور علیہ السلام کا نام "محمدؐ"
تھا۔ جو دادا اور والدہ نے رکھا۔ جسے حضور علیہ السلام نے
کلمہ طیبہ کا جزو بنایا، تمام فرامین اور معاہدات میں استعمال
فرمایا، اپنی مُہر میں کھدوایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید

٣٠٠ میں اسی نام محمدؐ سے ہی آپکا ذکر فرمایا ہے۔ جیسے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰہِ (سورہ محمد) نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِکُمْ (سورہ احزاب) اور شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب
بحار الانوار میں لکھا ہے۔ کہ حضرت امام مہدی کعبہ کی دیوار
٣٠١ سے پیٹھ لگاکر بیٹھ جائیں گے اور فرمائیں گے اَلَا وَ مَنْ اَرَادَ
اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ فَھَا اَنَا ذَا اِبْرٰھِیْمُ وَ
اِسْمٰعِیْلُ۔ اَلَا وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مُوْسٰی وَ یُوْشَعَ
فَھَا اَنَا ذَا مُوْسٰی وَ یُوْشَعَ۔ اَلَا وَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی
عِیْسٰی وَ شَمْعُوْنَ فَھَا اَنَا ذَا عِیْسٰی وَ شَمْعُوْنَ۔ اَلَا وَ مَنْ
اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ صَلَوٰتُ اللّٰہِ
عَلَیْہِ فَھَا اَنَا ذَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ
(بحار الانوار جلد ۱۳ صہ ۲۰۲) یعنی جو شخص ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، موسٰیؑ،
یوشعؑ، عیسٰیؑ، شمعونؑ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کو
دیکھنا چاہے وہ میں ہوں مجھے دیکھ لے۔ پس ثابت ہوا کہ
مامور من اللہ کا نام وہی ہوتا ہے، جو خدا تعالٰے اُسے
مبعوث کرتے وقت دیتا ہے۔

قوم یہود جو کبھی خدا کی پسندیدہ بلکہ محبوب قوم تھی،
مغضوب علیہم اِسی وجہ سے بنی، کہ صرف لکیر کی فقیر بنی رہی
اور منہاج نبوت کو نہ سمجھا۔ بلکہ خدا کو بھی لکیر کا فقیر بنانا
چاہا۔ یہی حال اِس زمانہ میں تمام قوموں کا ہے۔ حالانکہ عقلمندی
کا تقاضا یہی ہے، کہ جو غلطی پہلوں سے ہوئی وہ اُس کے

مرتکب نہ ہوں۔ اور جو سزا قیامت تک کے لئے یہود کو ملی
ہے اُس سزا کے مستحق نہ بنیں۔ بلکہ منہاجِ نبوت سے آنیوالے
موعودؑ کو پرکھیں۔ اگر منہاجِ نبوت کو چھوڑ دینگے۔ تو کبھی بھی
سچائی کی راہ پا نہیں سکیں گے۔

کتبِ احادیث میں کئی نام آنیوالے موعودؑ کے مذکور
ہیں۔ اُن میں سے بعض کے مصداق پیدا بھی ہو چکے ہیں جنکا
ذکر آئندہ آئیگا۔ یہاں صرف اُن ناموں کا ذکر کرتا ہوں جن کا
مصداق آجتک پیدا نہیں ہوا۔ اوّل۔ آنیوالا موعودؑ ذُوالاِسْمَین ۲۰۲
یعنی دو ناموں والا یا مرکب نام والا ہوگا۔ "وَ هُوَ ذُوالاِسْمَیْنِ"
(بحار الانوار جلد ۱۳ ص۶) وہ موعودؑ دو ناموں والا ہوگا۔

آنیوالے موعودؑ کا نام احمدؐ ہوگا

(۱) عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ ۲۰۳
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ ذَکَرَ الْمَهْدِیَّ .... اِسْمُهٗ اَحْمَدُ وَ
عَبْدُ اللّٰهِ وَ الْمَهْدِیُّ۔" (بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۷۴) حضرت
حذیفہؓ کہتے ہیں، کہ مَیں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
مہدی کے نام کے بارے میں سُنا۔ فرمایا۔ اُس کا نام احمدؐ
اور عبداللہ اور مہدی ہے۔ (۲) "عِصَابَةٌ تَغْزُوا الْهِنْدَ ۲۰۴
وَ هِیَ یَکُوْنُ مَعَ الْمَهْدِیِّ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ" (النجم الثاقب
جلد ۲ ص۱۴۱ حاشیہ) ایک جماعت ہندوستان میں مہدیؑ کیساتھ ۲۰۵
ملکر جہاد کریگی۔ جس کا نام احمدؐ ہوگا۔ (۳) "پہلا نام حضرت
کا احمد ہے" (الصراط السوی ص۴۲۴) (۴) "مہدیؑ کا نام بعض

۳۰۶ احادیث میں محمدؐ آیا ہے، بعض میں احمدؐ" (الحدیث الغاشیہ
مصنفہ سید عبدالحی صاحب صفحہ ۳۴۴) (۵) "و در روایات نام وے
۳۰۷ احمدؐ . . . آمدہ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۲) (۶) اکثر روایتوں میں اُنکا نام محمدؐ
۳۰۸ آیا ہے۔ بعض میں احمدؐ بتایا ہے" (اقتراب الساعہ صفحہ ۶۱)

مذکورہ بالا روایت میں مہدی کا نام احمدؐ بیان کیا گیا ہے۔ اِس بات کے باوجود کہ بہت سی احادیث میں مہدی کا نام احمدؐ آیا ہے۔ مگر مسلمانوں کے اکثر فرقے شیعہ اور سُنّی محمدؐ نام والی روایات کو ترجیح دیتے ہیں اور اس نام کا زیادہ اظہار کرتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے، کہ اِس بارے میں ایک پیشگوئی بھی موجود ہے۔ کہ اُس کا احمدؐ نام مخفی کیا جائے گا۔ اور محمدؐ نام کا اعلان کیا جائیگا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ حضرت علی
۳۰۹ امیرالمومنین علیہ السلام نے ممبر پر کھڑے ہوئے فرمایا "لَهُ اِسْمَانِ اِسْمٌ يُخْفٰى وَاِسْمٌ يُعْلَنُ۔ فَاَمَّا الَّذِىْ يُخْفٰى فَاَحْمَدُ وَاَمَّا الَّذِىْ يُعْلَنُ فَمُحَمَّدٌ" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۹) یعنے اُس کے دو نام ہونگے۔ ایک نام مخفی کیا جائیگا جو احمدؐ ہے۔ اور ایک کا اعلان کیا جائیگا، یعنی عموماً بیان کیا جائیگا، پس وہ محمدؐ ہے۔ پس یہاں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے، کہ احمدؐ نام کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ بلکہ آنیوالے کا نام محمدؐ ہی بیان کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ قرآن مجید میں بھی "اِسْمُهٗ اَحْمَدُ" والی پیشگوئی میں احمدؐ نام آیا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جمالی کا اظہار آخری زمانہ میں آپؐ کے

نام احمدؐ کے ساتھ ہونا ہے۔ اور جو آپؐ کے بروزِ کامل احمدؐ
کے ذریعہ سے جس نے محمدؐ کی انتہائی تعریف کرنی ہے ظاہر
ہوگی۔ اور پھر اتھروید کے بیان کردہ نام "احمد ہی پتشیری"
سوکت ۱۱۵۔ منترا کی بناء پر یہی صحیح ہے، کہ آنیوالے کا نام
احمد ہوگا۔ (لطیفہ) اور پھر ہم اگر اس کے دو نام والی حدیث
یعنی مرکب نام ہونے کو مدنظر رکھیں اور اس کی صفت غلام
کا خیال رکھیں۔ تو اس کا پورا نام غلام احمد بنتا ہے۔ چنانچہ حضرت
ابو جعفر سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ آنیوالا موعود کب آئیگا؟ قال ۲۱۰
اِذَا سَارَتِ الرُّکْبَانُ بِبَیْعَۃِ الْغُلَامِ فَعِنْدَ ذٰلِکَ یَرْفَعُ کُلُّ
ذِیْ صِیْصَۃٍ لِوَاءً۔" فرمایا جب، سواریاں یہ خبر لیکر چلینگی۔ کہ
غلام کی بیعت ہو رہی ہے۔ اُس وقت ہر قلعدار اپنا جھنڈا کھڑا
کریگا۔ یعنی بادشاہتیں پر بادشاہتیں چڑھائیاں کرینگی۔ اس کی
تشریح میں آگے لکھا ہے۔ قَوْلُہٗ سَارَتِ الرُّکْبَانُ اَیْ اُنْتُشِرَ ۲۱۱
الْخَبَرُ بِاَنْ یُّبَایِعَ الْغُلَامُ اَیِ الْقَائِمُ (بحار الانوار جلد ۱۳ ص۹) یعنی
سارتِ الرکبان کا مطلب یہ ہے۔ کہ خبر پھیل جائیگی، کہ غلام کی
بیعت کی جا رہی ہے۔ غلام سے مراد قائم ہے یعنی مہدیؑ۔ گو
یہاں غلام سے مُراد شیعہ اصحاب نوعمر لیتے ہیں اور عربی لحاظ
سے بھی درست ہے۔ مگر دوسری احادیث جن میں مہدی کی عمر
دعویٰ اور خروج کے وقت چالیس سالہ بیان کی گئی ہے وہ اِن
معنوں کو رد کر رہی ہیں۔ کیونکہ چالیس سالہ شخص کبھی غلام نہیں
کہلاتا، بلکہ وہ تو کہل کی عمر میں ہوتا ہے۔ چنانچہ خود اسی کتاب

بحار الانوار میں لکھا ہے۔ "قَالَ الْمَهْدِی مِنْ وَلَدِی ابْنُ اَرْبَعِیْنَ
سَنَةً" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۹) کہ مہدی چالیس سالہ ہوگا۔ گو ہمارے
معنیٰ بھی لفظ غلام کے عربی لحاظ سے نہیں نکلتے۔ کیونکہ ہم غلام
کے معنے ملازم، زرخرید خادم، فداکار کے لیتے ہیں۔ اور غلام احمد
بھی انہی معنوں میں ہے۔ کہ احمد کا غلام۔ اور عربی میں اسے
عبد، رقیق یا خادم کہتے ہیں۔ مگر پیشگوئیوں کے الفاظ میں چونکہ
بہت سے اسرار اور بطون ہوتے ہیں۔ جن کی بناء پر یہ لفظ
غلام۔ احمد کے ساتھ ملا کر غلام احمد ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ اصل
بات یہی ہے، کہ آنیوالے موعود کا نام احمد ہی ہے۔ اور یہی
نام خدا نے آنیوالے موعود کا قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا
غلام احمد علیہ السلام کا اصل نام احمد ہی ہے۔ اور غلام کا
لفظ آپ کا خاندانی ہے۔ جیسے آپ کے والد کا نام بھی غلام
مرتضیٰ ہے۔ اور الہاماتِ الٰہیہ میں بھی آپ کو بار بار اللہ تعالیٰ
نے اسم احمد سے خطاب فرمایا۔ مثلاً ۱۔ یَا اَحْمَدُ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔ ۲۱۲
یَا اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا۔ بُوْرِكْتَ یَا اَحْمَدُ۔ یَا اَحْمَدُ اسْكُنْ
اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا اَحْمَدَ اِلٰى قَوْمِهٖ
وغیر ذالک۔ (دیکھو تذکرہ مجموعہ الہامات مسیح موعود علیہ السلام) ۲۔ احمد کے
نام سے ہی آپ بیعت لیتے تھے۔ ۳۔ اپنے تمام بیٹوں کے
ناموں میں لفظ احمد کو جزو بنایا۔ جیسے محمود احمد، بشیر احمد
شریف احمد۔

لطیفہ | ایک اور لطیفہ مہدی کے والد کے نام کے بارے میں

بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ سُنّی اصحاب مہدی کے والد کا نام
عبداللہ بیان کرتے ہیں، مگر شیعہ اصحاب نے اُس کی تردید کی
ہے۔ کہ عبداللہ نام والی احادیث درست نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے
"اور آپ کے باپ کا نام عبداللہ ثابت کرنیوالی حدیث ضعیف ۳۱۴
ثابت ہو چکی ہے۔ اور بفرض محال اگر صحیح بھی ہو، تو اُس کی
تاویل مہدی عباسی سے ہو سکتی ہے، نہ مہدی آخر الزمان سے جو
آخر خلفاء اللہ ہیں۔ اِس میں ہٹ دھرمی عین بیدینی ہے"[۵]

اب مَیں شیعہ اصحاب کی کتب سے ایک حدیث پیش کرتا ہوں
جس میں آنیوالے موعود کے باپ کا نام مرتضےٰ بیان کیا گیا ہے۔
حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے داؤد (راوی) نے پوچھا۔ کہ
مَا اسْمُهٗ۔ قَالَ اسْمُهٗ اِسْمُ نَبِيٍّ وَاسْمُ اَبِيْهِ اِسْمُ وَصِيٍّ ۳۱۵
(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۹) مہدی کا کیا نام ہے؟ فرمایا۔ اس کا نام نبی
کا نام ہے۔ اور اس کے باپ کا نام وصی۔ یعنی حضرت مولےٰ
مُرتضےٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ اِس حدیث سے آنیوالے موعود
کے والد ماجد کا نام مُرتضےٰ ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کے
خاندانی لفظ غلام کو ساتھ ملالیں، تو غلام مُرتضےٰ بنتا ہے۔ اور
یہی نام حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود کے
والد بزرگوار کا ہے۔ یعنی حضرت میرزا غلام مُرتضےٰ صاحب۔

محترم بھائیو! بزرگوں کے اِن تمام اقوال کو مدّنظر رکھتے
ہوئے ہر ایک غیر متعصب شخص سمجھ سکتا ہے، کہ آنیوالا موعود
فارسی النسل قوم کا میرزا غلام احمد ولد غلام مُرتضےٰ ہوگا۔ پھر

۵ الصراط السوی ص ۳۸۹

خدا تعالیٰ نے اپنی ہمکلامی سے آپ کو مشرف کر کے یہ ثابت
کر دیا ہے۔ کہ آپ ہی اِن تمام پیشگوئیوں کے مصداق ہیں۔
اور دوسرا کوئی مدعی بھی نہیں۔

اب مَیں ضمناً آنیوالے موعود کا حُلیہ بھی بیان کر دیتا ہوں جو
مختلف احادیث میں مذکور
ہے۔ بخاری شریف میں لکھا ہے۔ کہ معراج کی رات حضرت
عیسٰے علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو اُنکا
٢١٦ حُلیہ یہ بیان فرمایا۔ رَأَيْتُ عِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ فَاَمَّا
عِيْسٰى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ۔ الخ (بخاری)[1] میں نے عیسٰی موسٰی
اور ابراہیمؑ کو دیکھا لیکن عیسٰیؑ پس سُرخ رنگ۔ گھنگریالے بال۔
اور چوڑے سینہ والے تھے۔ اور پھر دیکھا بھی ارواح میں۔ اِس
سے بھی حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ اگر کوئی
کہے، کہ آپ نے اُنکا حُلیہ جو بیان کیا ہے اور رُوح کا حُلیہ نہیں
ہوتا۔ اس لئے آپ نے بجسدِ عنصری ہی دیکھا ہوگا۔ تو اس کا جواب
یہ ہے۔ کہ اِس حدیث میں حضور علیہ السلام نے حضرت موسٰےؑ
کا حُلیہ گندم گوں اور حضرت ابراہیمؑ کا حُلیہ اپنے جیسا بیان
کیا ہے۔ معلوم ہوا، کہ اِن سب کی روحوں کو ایک تشکل میں
دیکھا ہے۔ لیکن آنیوالے مسیحؑ کا حُلیہ اور بیان کیا ہے۔ فرمایا،
٢١٧ وَاَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ
اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا يُرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ بَسْطَ الشَّعْرِ
اور مَیں نے کعبہ کے پاس اپنے آپ کو نیند میں دیکھا، تو وہاں

[1] بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۱

ایک شخص تھا گندم گوں ۔ سب سے خوبصورت جیسا گندم گوں
کوئی ہوتا ہے ۔ کھلے بالوں والا ۔ دوسری حدیث میں آتا ہے
تَضْرِبُ لِمَّتُہٗ عَلٰی مَنْکِبَیْہِ (بخاری) اُس کے پٹے (بال) اسکے ۳۱۸
کندھے پر پڑتے ہونگے ۔ یہ حُلیہ آنیوالے موعودؑ کا ہے ۔ مہدی کا
حُلیہ دوسری جگہ لکھا ہے ۔ اٰدَمُ ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ (نعیم بن حماد) ۳۱۹
گندم گوں درمیانی قد کا ہوگا ۔

حجج الکرامہ میں بحوالہ ابو نعیم لکھا ہے "رنگِ او رنگ عربی ۳۲۰
باشد و جسمِ او جسم اسرائیلی ۔ ۔ ۔ ۔ رنگِ او رنگ عربیاں باشد
یعنی گندم گوں ۔ و جسمِ او جسم بنی اسرائیلی یعنے در عرض و طول ۔
(صفحہ ۳۶۰) یعنی اس کا رنگ گندم گوں ہوگا ۔ اور اس کا جسم بنی
اسرائیل کی طرح ہوگا ۔ "حُلیہ اُن کا یہ ہے ۔ گندم رنگ ۔ گوشت ۳۲۱
کم ۔ میانہ قد ۔ کشادہ پیشانی ۔ اونچی ناک ۔ پتلا بانسا کمان ابرو ۔
دونو بھووں میں فرق ۔ آنکھ سیاہ ۔ چشم سرمگیں چمکدار ۔ دانت
جُدا جُدا ۔ داہنے گال میں کالا تل ۔ مُنہ ایسا روشن جیسے چمکتا
تارہ ۔ گھنی داڑھی ۔ ہتھیلی میں علامت نبی صلعم کی ۔ کشادہ ران ۔
رنگ عربی ۔ بدن اسرائیلی ۔ زبان میں بوجھ یعنی لکنت ۔ جب بات
کرنے میں دیر ہوگی تو بائیں ران پر سیدھا ہاتھ مارینگے[1] ۔"

شیعہ اصحاب کی کتب کا بیان کردہ حُلیہ

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ۳۲۲
کہ مہدی سب سے زیادہ خَلق و خُلق وسیما وہیئت میں عیسیٰ بن
مریمؑ سے مشابہ ہے ۔" (الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ ۳۰۳)

[1] اقتراب الساعۃ صفحہ ۳۱

۲۲۳ "اَللَّوْنُ لَوْنٌ عَرَبِيٌّ وَالْجِسْمُ جِسْمٌ اِسْرَائِيْلِيٌّ"۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۲۲)

۲۲۴ اُس کا رنگ عربی ہوگا اور جسم اسرائیلی۔ "یہ شمائل و اوصاف جسمانیہ جناب مہدی آخر الزمان ہیں۔ جن کا ماحصل یہ ہے۔ سر مدوّر (گول)، بال خوبصورت شانوں تک لٹکے ہوئے ... چہرہ خوبصورت، نورانی پیشانی فراخ مثل ستارہ درخشاں و ماہِ تاباں۔ ریش مبارک سیاہ گنجان۔ ناک لمبی ستواں۔ آنکھیں بڑی سُرمگیں درخشندہ نیچے کو دبی ہوئیں۔ (نہ اُبلی ہوئیں) ابرو کشیدہ کمانی۔ دونو ابروؤں کے درمیان کچھ بلندی۔ دندانِ مبارک کشادہ چمکدار۔ رخسارے کم گوشت چمکیلے ... رنگ مبارک سفید مائل بہ سُرخی جس پر شب بیداری کی زردی نمایاں ہو جاتی ہے۔" (الصراط السوی ص ۳۰۴)

اِن تمام روایات میں آنیوالے موعود کا جو حُلیہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ سب آپس میں ملتا جلتا ہے۔ اور سب باتیں کم و بیش آپ میں موجود تھیں۔ ذیل میں حضرت میرزا صاحب کا حُلیہ درج کرتا ہوں جو حضورؑ نے خود بیان کیا۔ فرماتے ہیں ؎

۲۲۵ موعودم و بحُلیۂ ماثور آمدم ❊ حیف است گر بدیدہ نہ بیند منظرم

رنگم چو گندم است و بمو فرقِ بیّن است ❊ زانساں کہ آمدست در اخبارِ سرورم

ایں مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس ❊ سیّد جدا کند ز مسیحائے احمرم[1]

اِس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مَیں ہی وہ موعود ہوں جس کی خبر دی گئی ہے۔ اور اسی حُلیہ سے آیا ہوں جو بیان کیا گیا ہے۔ افسوس ہے اس پر جو آنکھیں کھول کر مجھے نہ دیکھے۔ میرا رنگ گندم گوں ہے اور بالوں میں بھی فرق ظاہر ہے۔ جیساکہ سرورِ

[1] ازالہ اوہام ص ۵۶ حصہ اوّل۔

کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آیا ہے۔ یہ بات شک وشبہ والی نہیں۔ کیونکہ سیّد الانبیاءؐ نے مجھے سُرخ مسیحؑ سے جُدا کر دیا ہے۔ یعنی میرا حُلیہ گندم گُوں بیان کیا ہے۔ اور مسیح ناصری علیہ السلام کا سُرخ بیان کیا ہے۔ کَمَا مَرَّ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حُلیہ مبارک کے متعلق آپؑ کے بعض صحابہ کی شہادات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں :۔

"آپؑ کا جسم دُبلا نہ تھا۔ نہ آپؑ بہت موٹے تھے۔ البتہ ۳۲۶
آپؑ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسّط تھا۔۔۔ کندھے اور چھاتی کشادہ۔۔۔ آپؑ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نُورانیت اور سُرخی جھلک مارتی تھی۔۔۔ اور ہمیشہ چہرہ مبارک کُندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔۔۔ آپؑ کے سر کے بال نہایت باریک سیدھے چکنے چمکدار اور نرم تھے۔۔ گردن تک لمبے تھے۔۔۔ جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں۔۔۔ آپؑ کی داڑھی اچھّی گھندار تھی۔۔۔ آپؑ کا چہرہ کتابی یعنی معتدل لمبا تھا۔ اور حالانکہ عمر شریف ۷۰ اور ۸۰ کے درمیان تھی پھر بھی جھُریوں کا نام و نشان نہ تھا۔۔۔ آپؑ کی آنکھوں کی سیاہی۔ سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی۔ اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ مگر پپوٹے اِس وضع کے تھے، کہ سوائے اُسوقت کے جب آپؑ انکو خاص طور پر کھولیں۔ ہمیشہ قدرتی غضِ بصر کے رنگ میں رہتی تھیں۔۔۔ ناک حضرت اقدسؑ کی نہایت خوبصورت اور بلند بالا تھی۔

پتلی، سیدھی، اونچی اور موزون۔ نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی۔ ... رُخسار مبارک آپؑ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے۔ نہ اتنے موٹے کہ بہت باہر کو نکل آویں۔ نہ رُخساروں کی ہڈیاں اُبھری ہوئی تھیں۔ بھویں آپؑ کی الگ الگ تھیں۔ پیوستہ ابرو نہ تھے۔ پیشانی مبارک آپؑ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی۔ اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپؑ کی جبین سے ٹپکتی تھی۔ ... سر آپؑ کا بڑا تھا اور علمِ قیافہ کی رُو سے ہر سمت سے پُورا تھا۔ ... اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔"[1]

۲۔ جناب قاضی محمدؐ یوسف صاحب پشاوری فرماتے ہیں:

۲۲۸ "قاضی محمدؐ یوسف صاحب پشاوری نے مجھ (حضرت میرزا البشیر احمدؐ صاحب) سے بذریعہ خط بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی۔ اور آپؑ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔"[2]

آنیوالے موعود کے بارے میں یہ بھی آتا ہے۔ کہ وہ دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے ہوگا۔ پیشگوئیاں بمنزلہ خواب یا کشف کے ہوتی ہیں۔ اسلئے جب اُن کی تعبیر کیجائیگی تب صحیح حقیقت معلوم ہوگی۔ ورنہ زرد چادریں پہنکر کئی جھوٹے مدعی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ پس ظاہری زرد چادریں عقلاً کوئی علامت نہیں ہو سکتیں۔ زرد کپڑے کی تعبیر میں لکھا ہے:۔ وَالصُّفْرَۃُ مِنَ الثِّیَابِ ۲۲۹
کُلُّهَا مَرَضٌ لِصَاحِبِ الثَّوْبِ الَّذِی یُنْسَبُ ذٰلِكَ الثَّوْبُ اِلَیْهِ[3]

٢٢٩ ※ خواب میں کپڑوں کا زرد ہونا بیماری اور ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ کپڑے والے کیلئے جسکی طرف وہ کپڑا منسوب کیا جاتا ہے۔ گویا کہ آنیوالے موعود کو دو بیماریاں لاحق ہونگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دو بیماریاں دعوٰی سے لیکر آپؑ کے وصال تک لاحق رہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں "ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اُوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اُوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرتِ پیشاب ہے۔ اور یہ دونوں مرضیں اُس زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعوٰی مامور من اللہ [illegible]

[1] سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۵۔ [2] سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۵۔ [3] تعطیر الانام جلد ا صفحہ ۱۔

باب ہفتم

آنیوالے موعودؑ کے زمانہ میں واقع ہونیوالے نشانات

آنیوالے موعودؑ کی صداقت میں ظاہر ہونے والے نشانات تو بیشمار ہیں، جن کی اس عجالہ میں گنجائش نہیں۔ مگر ان میں سے چند ایک ضروری اور واضح نشانات درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ وہ نشانات جو مختلف ملکوں اور قوموں میں ظاہر ہونے تھے۔ بائیبل کے بیان کے مطابق یہ ہیں :-

"قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریگی۔ اور ۲۲۰
جگہ جگہ کال پڑینگے۔ اور بھونچال آئینگے" (متی باب ۲۴۔ آیت ۷)

اسی طرح حدیث الغاشیہ میں لکھا ہے "کہ زلزلے بہت ۲۲۱
ہونگے۔ قتل بہت ہوگا۔ رات دن چھوٹے ہونگے۔ حضرت جعفر صادقؓ نے کہا ہے مہدی ظاہر نہ ہونگے، جب تک کہ لوگوں کو خوف شدید نہ ہو۔ طاعون نہ ہو سخت فتنے، زلزلے، بلائیں نہ پہنچیں عرب میں تلوار چلے۔ لوگوں میں اختلاف پڑے۔ دین میں تشتت ہو۔ حال میں تغیر ہو۔۔۔۔ آدمی کو آدمی کھانے لگے" (حدیث الغاشیہ ص ۲۲۹)

اقتراب الساعۃ میں لکھا ہے :- "اختلاف ہوگا۔ زلزلے آوینگے" ۲۲۲

گو مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے یہ علامات آنیوالے موعودؑ کے قرب

زمانہ یا اسی کے زمانہ کی ہیں۔ جیسا کہ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۹ پر
۲۲۳ لکھا ہے۔ کہ جب قائم یعنی موعود ظاہر ہوگا۔ "فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْفَعُ
كُلُّ ذِيْ صِيْصَةٍ لِوَاءً" تب ہر قلعہ والا (بادشاہ اپنا جھنڈا کھڑا
کریگا۔ یعنے بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریگی۔ مگر انجیل میں
۲۲۴ یہ علامات دینے کے بعد آگے لکھا ہے۔ "لیکن یہ سب باتیں
مصیبتوں کا شروع ہی ہونگی۔ (متی باب ۲۴- آیت ۸) اور چونکہ
عیسائی صاحبان بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور بہت سے مسلمان
بھی۔ پس تمام ایسے لوگوں کو یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ واقعی یہ
سب علامات بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
دعوئے مسیحیت سے پہلے واقع ہو چکی ہیں۔ اور ان کا تاریخی
ثبوت ہمارے پاس موجود ہے جو یہ ہے:۔

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ
مسیحیت و مہدویت سنہ ۱۸۹۰ء میں کیا۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں۔
۲۲۵ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اسکے رنگ
میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔
(تذکرہ صفحہ ۱۸۶ و صفحہ ۱۸۱) اب سنہ ۱۸۹۰ء سے پہلے کے واقعات کو لیجئے۔

	سنین	واقعات	نتیجہ
۲۲۶	سنہ ۱۲۸۶ھ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء	نپولین اور شاہ فرانس کی لڑائی جرمنی سے	نو لاکھ آدمی مارے گئے
	سنہ ۱۲۹۳ھ ، سنہ ۱۸۷۷ء	ٹرکی اور روس میں جنگ ہوئی	چھ لاکھ روسی اور تین لاکھ ترک مارے گئے
	سنہ ۱۲۹۶ھ ، سنہ ۱۸۷۹ء	گورنمنٹ ہند نے امیر شیر علی خاں پر چڑھائی کی۔	شیر علی [illegible] غائب ہوگئے
	سنہ ۱۲۹۷ھ ، سنہ ۱۸۸۰ء	" " کی حاکم زولو سے لڑائی ہوئی	حاکم زولو قید ہوا۔

سنین	واقعات	نتیجہ
سنہ ۱۲۹۸ھ مطابق سنہ ۱۸۸۱ء	فرانس نے تونس پر چڑھائی کی	تونس ہار گیا۔
سنہ ۱۲۹۸ھ » سنہ ۱۸۸۱ء	عربی بادشاہ پر خدیو مصر نے چڑھائی کی	اسکندریہ میں قتل و غارت ہوا
سنہ ۱۲۹۹ھ » سنہ ۱۸۸۲ء	پیرو اور چیلی امریکہ کے درمیان لڑائی ہوئی	پیرو غالب رہا۔ بیشمار آدمی مارے گئے
سنہ ۱۳۰۰ھ » سنہ ۱۸۸۳ء	فرانس نے ملکہ جزیرہ مڈغاسکر کے مرنے پر جزیرہ مذکورہ پر چڑھائی کی۔	بے حد نقصان جان و مال ہوا۔
سنہ ۱۳۰۱ھ » سنہ ۱۸۸۴ء	محمد احمد سوڈانی اور توفیق پاشا کے درمیان لڑائی ہوئی۔	دس ہزار آدمی مارے گئے حکومت مصر اسکے مقابلہ میں کمزور ثابت ہوئی۔
سنہ ۱۳۰۱ھ » سنہ ۱۸۸۴ء	انگریزی اور مہدی سوڈانی کی فوجوں میں لڑائی ہوئی	لشکر سوڈان نے شکست کھائی
سنہ ۱۳۰۱ھ » سنہ ۱۸۸۴ء	فرانس نے چین کے صوبہ قلعہ نانکن پر چڑھائی کی	یہ صوبہ اپنے قبضہ میں کر لیا

یہ تمام حوالجات بطور نمونہ دیئے گئے ہیں۔ جو حدیث الغاشیہ کے صفحہ ۳۰۴ تا صفحہ ۳۱۰ پر درج ہیں۔

سنہ ۱۲۸۶ھ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء سے سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء تک مندرجہ ذیل مقامات پر زلازل اور وبائیں آئیں۔

نام شہر یا ملک	آفات	نتیجہ
کوہ ارارات	زلزلہ سے پہاڑ پھٹا	نیچے کی بستیاں تباہ ہوگئیں۔ ۲۲۷
دریائے ڈنیوب	طغیانی آئی	آسٹریا میں ایک ضلع بہ گیا۔ قحط پڑا۔
سورت۔ بھاگل پور مونگھیر۔ چٹاگام	طوفان باد و باران سیلاب	دس ہزار گھر برباد ہوگئے۔
علاقہ نیپلس	زلزلہ	ڈیڑھ ہزار آدمی گھروں سمیت زمین میں دھنس گئے۔
مصر	وبا	ستائیس ہزار دو سو پچاس آدمی لقمۂ اجل ہوئے۔
بوشہر ایران ملک فارس	زلزلہ	مکانات کو صدمہ پہنچا۔[1]

[1] اسی طرح جزیرہ چینانگ، یونان اور ملک یورپ میں زلزلے آئے۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۰۲ تا صفحہ ۳۰۸۔

دُمدار تارہ اور سُرخی کا نشان

اِن حوادثات کے علاوہ دُمدار ستارہ کا ظاہر ہونا اور آسمان پر سُرخی کا نشان ہونا بھی قُربِ ظہور مہدی مانا
۳۲۸ گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "عَنْ کَعْبٍ قَالَ یَطْلُعُ مِنَ الْمَشْرِقِ قَبْلَ خُرُوْجِ الْمَھْدِیِ نَجْمٌ لَہٗ ذَنَبٌ۔ اَخْرَجَہٗ اَبُوْ نُعِیْمٍ" [له] کعبؓ سے روایت ہے۔ کہ مہدی کے نکلنے سے پہلے ایک ستارہ
۳۲۹ دُمدار مشرق سے طلوع کریگا۔ لِخُرُوْجِہٖ عَلَامَاتٌ اَوَّلُھَا طُلُوْعُ الْکَوْکَبِ ذِی الذَّنَبِ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۱) مہدی کے نکلنے کی دس علامات ہیں۔ اُن میں سے پہلی علامت دُم دار ستارہ کا نکلنا ہے۔

۳۳۰ مشرق سے آگ نکلنے کی پیشگوئی یہ ہے۔ "عَنْ حُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا۔ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ عَلَامَۃً مِنَ السَّمَاءِ نَارًا عَظِیْمَۃً مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ تَطْلُعُ لَیْلًا فَعِنْدَھَا فَرَجَ النَّاسِ وَھِیَ اِقْدَامُ الْمَھْدِیِّ (اقتراب الساعہ صفحہ ۱۰۱) یعنی جب تم آسمان پر بڑی آگ مشرق سے رات کے وقت دیکھو تو اُس وقت لوگوں کو کشائش ملیگی اور مہدی ظاہر ہوگا۔ یہ دونو نشان بھی پُورے ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۲۹۸ھ مطابق سنہ ۱۸۸۱ء
۳۳۱ کے متعلق لکھا ہے۔ "اسی سال ستارۂ عمود نکلا۔ اس کا حال ترجمان وہابیہ میں بھی لکھا گیا ہے۔ ۲۹ر شعبان سنہ ۱۲۹۹ھ جولائی سنہ ۱۸۸۲ء سے وقت صبح صادق۔ جانب مشرق گوشۂ جنوب میں دیکھا گیا۔ چھ مہینے تک متفرق وقتوں میں برابر

[له] اقتراب الساعہ صفحہ ۱۰۱

نکلتا رہا، ساری دُنیا نے دیکھا... اسلام میں ایک ایسا ستارہ مہدی موعودؑ کے زمانہ سے پہلے نکلیگا۔ ان کے آنے کے قریب نشان ہوگا۔" (حدیث الغاشیہ ص۲۰۵) پھر ص۲۰۹ میں لکھا ہے۔

۳۴۲ "مُلک سویڈن میں وقت شام ہوا چلی۔ بگولے اُڑے۔ بعد غروب سارا آسمان مثل انگارے کے لال ہو گیا۔ ایک گھنٹے تک بعد وہ سُرخی سمٹ کر بشکل ستارہ دُمدار ظاہر ہوئی۔"

۳۴۳ پھر لکھا ہے "یکم ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۰۰ھ ہجری سے صبح و شام مشرق، مغرب کے کنارے پر سُرخی آسمان نمودار ہوئی۔ چار ماہ کامل سے ابتک یہ سُرخی موجود ہے۔ کبھی بہت۔ کبھی کم۔ یورپ و ہند کے منجم کہتے ہیں۔ کوئی بڑا فساد عظیم ہوگا۔ ایک گروہِ امریکہ نے کہا ہے۔ یہ عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کی علامت ہے۔ یہ جماعت امریکہ سے ایلیا* کو بانتظار مسیح چلی گئی۔ اسلام میں پہلے بھی کئی بار سُرخیٔ فلک دیکھی گئی ہے۔ مگر یہ سُرخی ایک علامتِ قربِ ظہورِ مہدی علیہ السلام سمجھی جاتی ہے۔"

۳۴۴ اقتراب الساعہ میں ہے "اشاعہ میں لکھا ہے۔ کہ تارے دُمدار سُرخی و سیاہی تو ہو چکی انتہا۔ میں کہتا ہوں، اگرچہ ہو چکی مگر اب پھر ہوتی ہے۔ گویا یہی کثرت دلیل ہے قربِ ظہور پرؓ۔" پھر

۳۴۵ لکھا ہے "فی الحال جو سُرخی صبح شام چھ ماہ سے ابتک ہوتی ہے۔ اُفق میں منتشر ہے۔ کیا تعجب ہے۔ کہ یہی نشانی ہو۔"

۳۴۶ یہ تمام علامات درج کرنے کے بعد لکھا ہے۔ "اِسی طرح اِس سال اخیر صدی سیزدہم و آغاز سال چہاردہم ہجری میں

* ایلیا بیت المقدس کا دوسرا نام ہے۔ دیکھو فیروز اللغات۔

له حدیث الغاشیہ ص۲۰۹۔ له اقتراب الساعہ ص۱۹۷۔

بہت سے زلزلے آئے۔ بلاد مختلفہ میں ظاہر ہوئے۔ آیاتِ ارضی وسماوی و آفاتِ کونی و مکانی بکثرت واقع ہوئے۔ یہ سب آفات و آیات و زلازل علامتِ قربِ قیامت ہیں۔"[1]

۲- انجیل کی رُو سے دوسری علامات یہ لکھی ہیں :- "اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائیگا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا۔ اور ستارے آسمان سے گرینگے اور آسمانوں کی قُوّت ہلائی جائیگی۔ اور اُس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دیگا۔ (متی باب ۲۴- آیت ۲۹، ۳۰)

اِن آسمانی نشانات میں سورج اور چاند کا تاریک ہونا بہت عظیم الشان نشان ہے۔ جو اور مذاہب کی کتب میں بھی مذکور ہے۔

ہندو مذہب کی کتب میں سورج چاند گرہن کی پیشگوئی

اِن الفاظ میں مذکور ہے :- "چندر سُرج - سوریچ تتھا اتش برہسپتی ایک راشو سمپشنتی تدا بھوتی تت کرتم ۔" (بھاگوت پران۔ شلوک نمبر ۱۱۲- ادھیائے ۲) یعنی جب چاند اور سورج یک نشتر میں جمع ہو جائیں گے۔ تب ست یُگ شروع ہوگا۔" ہندوؤں کے عقیدہ کی رُو سے یہ علامت پوری ہو چکی ہے۔ چیتاونی میں لکھا ہے :- "کل یُگ کے شروع ہونے سے ابتک ایسا یوگ نہیں پڑا۔ ہاں کچھ ملتا ہوا یوگ سمت ۱۹۹۷ وکرمی میں پڑ چکا ہے۔ تب ساون کی اماوش کو پکھ نکھشتر تھا۔ اور کرک راشی میں سورج چندرما اور برہسپتی بھی تھے۔"[2]

---

[1] حدیث الغاشیہ صفحہ ۲۱۳ - [2] چیتاونی صفحہ ۹

سِکھ مذہب کی کتب میں سورج چاند گرہن کی پیشگوئی

۲۲۷ بھاٹ جی فرماتے ہیں ''کہ مہاراج کرشن جی جب نہہ کلنک ہو کر دوبارہ آئیں گے۔ تو اُس وقت رو (سورج اور راند (چاند) اُس کے ساتھ ہوں گے۔''[1]

مذہب اسلام میں سورج، چاند گرہن کی پیشگوئی۔

۲۲۸ ''عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (دارقطنی جلد اوّل صـ۱۸۸ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی) یعنی حضرت امام باقر محمد بن علیؓ سے روایت ہے۔ کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں۔ جو زمین و آسمان کی پیدائش سے ابتک ظاہر نہیں ہوئے چاند کو گرہن ہوگا رمضان میں (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی رات کو۔ اور سورج گرہن ہوگا (گرہن کی تاریخوں میں سے۔) درمیانی تاریخ کو۔ اور ایسا جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا۔

اسی طرح یہ حدیث کم و بیش الفاظ سے شیعہ اصحاب کی معتبر کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صـ۵۲۶۔ اکمال الدین صـ۳۶۸ میں بھی درج ہے۔ بعض لوگوں نے نادانی سے رمضان کی پہلی رات لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ کے الفاظ سے سمجھی ہے۔ حالانکہ یہ صریح باطل ہے۔ اوّل۔ یہ کہ پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں نہ قمر۔

[1] گرنتھ صاحب۔ بھاٹوں کے سویے۔

۲۴۹ چنانچہ اقرب الموارد اور منجد میں جو لغت کی مستند اور مشہور کتابیں ہیں لکھا ہے "وَالْقَمَرُ بَعْدَ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلٰى اٰخِرِ الشَّهْرِ وَ اَمَّا قَبْلَ ذٰلِكَ فَهُوَ هِلَالٌ"۔ یعنے چاند پر قمر کا لفظ تین راتوں کے بعد سے آخر مہینہ تک بولا جاتا ہے۔ اس سے پہلے وہ ہلال کہلاتا ہے۔ دوم۔ پہلی رات کے چاند کو گرہن کے معنے ہی کیا ہیں۔ کیونکہ اس کا تو سارا حصہ پہلے ہی تاریک ہوتا ہے۔ پس یہ استدلال عقل و نقل کے صریح مخالف ہے۔

گرہن کی تاریخوں کے متعلق نواب صدیق حسن خانصاحب

۲۵۰ لکھتے ہیں :- "گویم خسوف قمر نزد اہلِ نجوم بتقابل شمسی بر ہیئتِ مخصوص میشود در غیر تاریخ سیزدہم و چہاردہم و پانزدہم اتفاق نمی افتد۔ و ہمچنیں کسوفِ شمسی بر ہیئت بر شکل خاص در غیر تاریخ بست و ہفت و بست و ہشت و بست و نہم نمیشود"۔

یعنی میں کہتا ہوں۔ کہ اہلِ نجوم کے نزدیک چاند گرہن سورج کے مقابل آنے سے ایک خاص حالت میں سوائے تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں۔ اور اسی طرح سورج گرہن بھی خاص شکل میں سوائے ستائیسویں، اٹھائیسویں، انتیسویں تاریخوں کے کبھی نہیں لگتا۔

پس حدیث کا مفہوم یہی ہے۔ کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو تیرہویں اور سورج کو اٹھائیسویں تاریخوں میں گرہن لگیگا۔ اسی لئے مولوی حافظ محمد صاحب لکھوکے والے نے احوال الآخرۃ صـ ۲۳ میں کہا ہے ؎

ےلے حجج الکرامہ صـ ۳۴۴۔

"تیرھویں چن ستیویں سورج گرہن ہوسی اُس سالے ۲۵۱
اندر ماہ رمضانے لکھیا ایہہ ہِک روایت والے"

اِسی طرح مولوی محمد رمضان شاہ صاحب جو احناف کے مشہور اور مستند عالم گذرے ہیں، اپنی کتاب آخری گت مطبوعہ مطبع مجتبائی ۱۲۷۸ھ میں فرماتے ہیں ؎

"کہیں ہیں کہ اِس سال رمضان میں + سورج چاند کی گہن دونو سنیں ۲۵۲
پہل تیرھویں چاند کا گہن ہو! + ستائیسویں گہن سورج کا ہو"

اِن دونو بزرگوں نے بھی اِس حدیث کا یہی مفہوم لیا ہے جو اُوپر مذکور ہے۔ صرف اٹھائیسویں تاریخ کی بجائے ستائیسویں تاریخ لکھا ہے۔ جو غالباً سہوِ کتابت ہے۔ ورنہ حدیث کے الفاظ "فِی النِّصفِ مِنہُ" واضح ہیں۔ اور ۲۷۔۲۸۔۲۹ سورج گرہن کی تاریخوں کا نِصف اٹھائیسویں تاریخ ہی ہے، نہ ستائیسویں۔

حضرت نعمت اللہ ولیؒ جو نواح دہلی کے رہنے والے تھے۔ ایک قصیدہ میں جو انہوں نے ظہور مہدی کی علامات میں بعض پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اور جنہیں حضرت مولٰنا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اربعین فی احوال المہدیین میں درج کیا ہے۔ لکھا ہے ؎

"غین ۱۲۰۰ رے سال چوں گذشت ازسال + بوالعجب کاروبار مے بینم ۲۵۳
ماہ را رُو سیاہ مے نگرم + مِہر را دلفگار مے بینم"

یعنے تیرھویں صدی ہجری میں میں عجیب وغریب کاروبار

دیکھتا ہوں - چاند اور سورج کو گرہن لگا ہوا دیکھتا ہوں - دوسرے شعر کا ترجمہ مولوی فیروز الدین صاحب لاہوری یوں کرتے ہیں؎

۳۵۴ "ہوگا ظاہر اک بڑا چندر گرہن ✣ متصل سورج گرہن کے ایک بار"[له]

قرآن کریم میں سورہ قیامہ میں بھی اسی کیطرف اشارہ ہے -

۳۵۵ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ

جب نظر (آخری زمانہ کے حالات دیکھ کر) پتھرا جائیگی اور چاند گہنا جائیگا - اور سورج اور چاند ایک جگہ اکٹھے کئے جائینگے - قرآن مجید کے دوسرے مقام سے چاند اور سورج کا جمع ہونا محال بیان ہوا ہے - جیسے فرمایا - لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (یٰسین) کہ سورج چاند کو پکڑ نہیں سکتا - یعنے دونو اکٹھے نہیں ہو سکتے - مگر یہاں فرمایا - کہ جمع کئے جائینگے - اسکے صاف یہی معنے ہیں - کہ ایک مہینہ میں انکو گرہن لگیگا -

۳۵۶ حکمتِ بالغہ میں لکھا ہے :- "سورج اور چاند کے جمع ہونیکے کیا مطلب ہے - اس میں بھی بین المفسرین اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سورج و چاند دونو ایک جگہ جمع ہو جائینگے - اور اکثروں کا یہ مسلک ہے - کہ چاند و سورج دونو اکٹھے ہونگے - یعنی دونو کی روشنی زائل ہو جائیگی" (حکمتِ بالغہ ص۴۰۹ مصنفہ مولوی ابو الجمال احمد مکرم صاحب عباسی رکن مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن - مطبوعہ دارالمعارف)

اسی طرح ملتان کے ایک مشہور ولی کامل بزرگ حضرت شیخ محمد عبدالعزیز پہاروی نے از روئے الہام الٰہی فرمایا تھا ؎

له قصیدہ ظہور مہدی ص۲۱ -

۲۵۷ "در سن غاشی دو قران خواہد بود
از پئے مہدی و دجّال دو نشان خواہد بود"

یعنے ۱۳۱۱؁ھ ہجری میں سورج اور چاند کو اکٹھا ایک مہینہ میں گرہن لگیگا - اور یہ دو نشان سچے مہدی اور جھوٹے دجال کے درمیان امتیاز کرنے کا باعث ہونگے - احمدؐ خاں خاکوانی افغان پسر عبدالخالق خاں خاکوانی ملتانی نے اپنا حلفیہ بیان اِس شعر پر اخبار بدر ۱۴؍مارچ ۱۹۰۷؁ء میں شائع کرایا ہے - جو صاحب تفصیل معلوم کرنا چاہیں، وہ وہاں سے معلوم کرلیں -

چنانچہ احادیث اور بزرگانِ اُمت کی پیشگوئیوں کے عَین مطابق رمضان ۱۳۱۱؁ھ مطابق ۱۸۹۴؁ء یہ گرہن لگا - دیکھو اخبار آزاد ۱۴؍دسمبر ۱۸۹۶؁ء - نیز سول اینڈ ملٹری گزٹ ۶؍دسمبر ۱۸۹۶؁ء اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوٰی مہدویت کے ٹھیک تین سال بعد یہ گرہن ہوا - کیونکہ حضورؑ نے دعوئے مہدویت ۱۸۹۱؁ء میں کیا ہے - اسی بناء پر حضورؑ فرماتے ہیں ؎

آسماں میرے لیے تونے بنایا اک گواہ + چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
تونے طاعوں کو بھی بھیجا میری نُصرت کیلئے + تا وہ پُورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

پیارے بھائیو! سورج اور چاند کی گواہی اتنی عظیم الشان ہے کہ اِس جیسا نشان آجتک کسی مقدس کے لئے ظاہر نہیں ہوا جو تمام قوموں کی کتب میں آنیوالے کا نشان قرار دیا گیا ہے - اور پھر حرف بحرف پُورا بھی ہو چکا ہے - پس کوئی ہے جو اِسے دیکھکر خدا کے مامور کو قبول کرے - اور سعادتِ ازلی حاصل کرے -

ایک نشان چاند کو دوبارہ رمضان میں گہن لگنا ہے۔ چنانچہ
۲۵۸ لکھا ہے "گہن ہونا چاند کا دوبارہ رمضان میں۔ عَنْ شَرِيْكٍ
قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ قَبْلَ خُرُوْجِ الْمَهْدِيِّ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ فِيْ
شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّتَيْنِ۔ رواہ ابو نعیم (اقتراب الساعۃ ص[illegible])
شریک سے روایت ہے۔ کہ مہدی کے نکلنے سے پہلے رمضان
۲۵۹ شریف میں چاند کو دو دفعہ گرہن لگیگا۔" در رسالہ حشریہ نوشتہ
علامتِ ایں قصہ آنست۔ کہ پیش ازیں کہ ماہ رمضان گذشتہ
باشد در وے دو کسوف و خسوف شمس و قمر شدہ باشد۔[1]" یعنی
ایکدفعہ سورج چاند گرہن ہونے سے پہلے بھی رمضان میں سورج
اور چاند گرہن ہو چکا ہوگا۔ گویا دو دفعہ یہ واقعہ ہوگا۔ چنانچہ ۱۳۱۱ھ
میں ممالک شرقیہ میں گرہن کے بعد دوسرے سال انہی تاریخوں
میں رمضان ۱۳۱۲ھ میں ملک امریکہ میں گرہن ہوا۔ اور یہ
نشان بھی پورا ہوا۔

اب مَیں ان متفرق علامات کو ذکر کرتا ہوں۔ جو آنیوالے
موعود کے بارہمیں مختلف کتب میں درج ہیں۔

۱۔ بوقت دعوی آنیوالے موعود کی عمر چالیس سالہ ہوگی۔ اور وفات قریباً اسی برس میں ہوگی

۲۶۰ "عمر اُن کی چالیس برس کی
ہوگی۔ ایک روایت میں ہے
تیس چالیس کے بیچ میں ہوگی"
(اقتراب الساعہ ص۶۳) ایک
۲۶۱ روایت میں ٹھہرنا مہدی کا چالیس برس تک آیا ہے۔" (اقتراب
الساعہ ص۹۹) "ان کی عمر ظہور کے وقت چالیس برس ہوگی۔ یہ

[1] حجج الکرامہ ص۳۴۳۔

مجدّدِ دین ہیں۔ اسلئے نکلنا اُن کا شروع صدی یا آخر صدی پر ٢٦٢
خیال کیا گیا ہے۔ دس بیس برس تک آغاز صدی پر اطلاق
رأس مائۃ کا ہو سکتا ہے۔" (حدیث الغاشیہ صفحہ ٣٤٥)

اسی طرح مسیح موعودؑ کے بارے میں جو روایات ہیں اُن میں
بھی یہی ہے "ثُمَّ يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً"[1] ٢٦٣
یعنے عیسٰے علیہ السلام زمین پر چالیس برس قیام کرینگے۔"[2]

بحار الانوار جلد ١٣ صفحہ ١٩ پر لکھا ہے "قَالَ الْمَهْدِي ابْنُ ٢٦٤
أَرْبَعِينَ سَنَةً" یعنے مہدی چالیس سالہ ہوگا۔

حضرت نعمت اللہ ولی فرماتے ہیں ؎

"تا چہل سال اے برادرِ من ٭ دورِ آں شہسوار مے بینم" ٢٦٥

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سب سے پہلا الہام جو ایک
رنگ میں تمام دعاوی پر مشتمل ہے "بادشاہ تیرے کپڑوں
سے برکت ڈھونڈینگے" ١٨٦٨ء یا ١٨٦٩ء کا ہے۔ اور حضور
علیہ السلام کی وفات ١٩٠٨ء میں ہوئی ہے۔ اِس لحاظ سے
دعوئے الہام کے بعد حضورؑ پورے چالیس سال زندہ رہے۔
اور یہ اِن تمام پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔

اِن تمام روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آنیوالا موعودؑ
چالیس برس کی عمر میں دعویٰ کریگا۔ اور چالیس برس ہی زمین
پر رہے گا۔ اور اسی کے لگ بھگ اسکی عمر ہوگی۔ چنانچہ حدیث
الغاشیہ صفحہ ٣٤٦ پر لکھا ہے "نکلنے سے تا وقتِ وفات چالیس ٢٦٦
برس رہینگے۔ اس حساب سے ستر اسی برس کی عمر ہوتی ہے۔"

[1] اقتراب الساعۃ صفحہ ١٥٣ بحوالہ ابن ابی شیبہ و احمد و ابو یعلیٰ وغیرہ [2] اقتراب الساعۃ صفحہ ١٥٣

چنانچہ یہ علامت بھی حضرت میرزا صاحب میں بدرجہ اتم پائی
جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام کی تاریخ پیدائش بروز جمعہ ۱۴؍ شوال
سنہ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۳؍ فروری سنہ ۱۸۳۵ء ہے۔ اور شرف مکالمہ و
مخاطبہ سنہ ۱۲۹۰ھ کو شروع ہوا۔ جیساکہ فرماتے ہیں:"یہ عجیب ٣٦٧
امر ہے اور مَیں اسکو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں۔ کہ
ٹھیک سنہ ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف
مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔" (حقیقۃ الوحی صـ۱۹۹) اور یہ دانیال نبی
کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ مفصّل پیشگوئی گذر چکی ہے۔

"جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے ٣٦٨
مجھے اپنے الہام اور کلام سے مشرف کیا۔" (تریاق القلوب صـ۶۸)
اور حضورؑ کا وصال ۲۴؍ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶؍ مئی
سنہ ۱۹۰۸ء۔ اس لحاظ سے آپؑ کی عمر ۷۵ سال ۶ ماہ دس دن
بنتی ہے۔ جو حضورؑ کی اس پیشگوئی کے بھی مطابق ہے۔ کہ ثَمَانِیْنَ ٣٦٩
حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ۔" (تذکرہ) کہ تیری عمر اسی برس یا
اس کے قریب ہوگی۔ حقیقۃ الوحی صـ۹۶ پر لکھا ہے۔" اسی یا ٣٧٠
اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔" دعوئے مہدویت کے متعلق
حجج الکرامہ صـ۲۹۵ پر لکھا ہے۔" ابو نصر از ابو عبد اللہ جعفر صادق ٣٧١
آوردہ کہ بیروں نیاید مہدی مگر در سالہائے طاق۔ سال یکم
یا سوم یا پنجم یا ہفتم یا نہم۔ گویا عشرہ اولیٰ را اول مائہ
شمردہ اند۔" یعنی مہدی طاق سالوں میں صدی کے پہلے دہاکے
میں پہلے، تیسرے، پانچویں، ساتویں یا نویں سال ظاہر ہوگا۔

حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ مہدویت ۱۳۰۷ھ
کا ہے۔ سبحان اللہ یہ علامت بھی آپ پر بالکل صادق آتی
ہے۔ ایک روایت میں سات سال (مسلم) ایک میں ۱۹ سال چند ۲۷۲
ماہ۔ ایک میں ۲۲ سال۔ ایک میں ۴۰ سال بھی آنیوالے موعودؑ
کی عمر آئی ہے۔ یہ علامتیں بھی آپؑ پر اِس لحاظ سے صادق آتی
ہیں۔ کہ آپؑ کو صریح طور پر نبوت کا انکشاف ۱۹۰۱ء میں ہوا ۲۷۳
اِس لحاظ سے سات سال مدّت بنتی ہے۔ اور آپؑ کا دعویٰ مہدویت
۱۸۹۴ء کا ہے۔ اس لحاظ سے قریبًا ۱۹ سال بنتے ہیں۔ اور ۲۷۴
اعلان بیعت ۱۸۸۹ء ہے۔ اس لحاظ سے ۲۲ سال بنتے ہیں۔ ۲۷۵
اور ابتداء تصنیف براہین احمدیہ کا زمانہ ۱۸۷۹ء ہے۔ اِس لحاظ ۲۷۶
سے آپؑ کی مدت ۴۰ سال بنتی ہے۔ چالیس سال کا ذکر ہوچکا ہے۔ ۲۷۷

آنیوالے موعودؑ کی ایک بیوی کے متعلق ایک عجیب پیشگوئی

حضرت گورو نانک صاحب
فرماتے ہیں:۔ "اِس سمے اِک ۲۷۸
بھگت پرمیشور دی پوجا کریگا۔
اُسدے گھر اک استری بہت چندری ہوویگی۔ اوہ نار جا کے
لوکاں اگے چغلی کریگی۔" (جنم ساکھی کلاں صفہ ۶۶) یعنے فساد عظیم
کے وقت میں ایک خدا کا پیارا عابد و زاہد ہوگا۔ اسکی بڑی
بیوی حق کی مخالف ہوگی اور لوگوں اور شریکوں کے آگے چغلیاں
کیا کریگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی اسی
طرح کی تھی۔

آنیوالے موعودؑ کی خاص شادی اور اولاد کے متعلق پیشگوئی

مسیح موعودؑ

کے متعلق ایک لمبی حدیث آتی ہے۔ جسمیں ہے یَتَزَوَّجُ وَ ۲۷۹
یُوْلَدُ لَہٗ (مشکوٰۃ مجتبائی ص۴۸۰ باب نزول عیسٰے بن مریم) کہ مسیح
موعود نکاح کریگا اور اسکے اولاد ہوگی۔" ایک روایت میں یہ آیا ۲۸۰
ہے۔ کہ وہ اُتر کر بیاہ کرینگے۔ اُن کے اولاد ہوگی۔" (اقتراب الساعۃ ص۱۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔ "کئی برس پہلے ۲۸۱
سے خبر دیگئی تھی۔ یعنی مجھے بشارت دیگئی تھی، کہ تمہاری شادی
خاندان سادات میں ہوگی۔ اور اس میں سے اولاد ہوگی۔ تاکہ
پیشگوئی حدیث یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ پوری ہو جائے۔ یہ حدیث
اشارت کر رہی ہے۔ کہ مسیح موعود کو خاندانِ سیادت سے تعلق
دامادی ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یُوْلَدُ
لَہٗ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو۔ اعلیٰ اور طیب
خاندان سے چاہیئے۔ اور وہ خاندان سادات ہے۔" (اربعین نمبر۲
صفحہ۳ حاشیہ آخری صفحہ) خاص اولاد بالخصوص ایک بیٹے کے
متعلق جو آنیوالے موعود کی یادگار اور اس کا نظیر اور خلیفہ
ہوگا، کے متعلق طالمود میں لکھا ہے :۔

"It is also said that He (The Messiah) shall die and His Kingdom descend to his son and grand son. ۲۸۲

(طالمود بائی جوزف بارکلے۔ باب پنجم ص۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)
یعنی یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح (اپنی آمد ثانی میں) فوت ہوگا اور
اس کا بیٹا اور پوتا اسکی بادشاہت کے وارث ہوں گے۔

اسی طرح حضرت نعمت اللہ ولیؒ کی پیشگوئی میں ہے ؎

"دورِ او چوں شود تمام بکام ٭ پسرش یادگار مے بینم"[۱] ۲۸۳

کہ جب اسکا یعنے مسیح موعودؑ کا دور پورا ہوگا تو اس کا بیٹا اسکی یادگار میں دیکھتا ہوں۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی حضرت اقدسؑ کے حق میں پوری ہو چکی ہے۔ یعنے آپؑ کی خاص شادی بھی خاندانِ سادات میں حضرت اُمّ المومنین نصرت جہان بیگم سے ہوئی اور اور آپؑ کے ہاں نیک اور پاک اولاد بھی ہوئی۔ جن میں سے ایک حسن و احسان میں آپؑ کا نظیر بیٹا بھی ہوا۔ جن کا نامِ نامی و اسمِ گرامی سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد ہے۔ مَتَّعَنَا اللّٰہُ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ۔ جو اِس وقت آپؑ کے سچے جانشین ہیں اور اکنافِ عالم میں اسلام پھیلانے میں کوشاں ہیں۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مثنوی میں کئی مقامات پر آنیوالے موعودؑ اور آپؑ کے خاص فرزند کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ دفتر اول ص۶ پر فرماتے ہیں ؎

"گفت پیغمبرؐ کہ ہست از اُمّتم ٭ کہ بود ہم گوہر و ہم ہمّتم" ۲۸۴

کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ میری اُمّت سے ہے (ہوگا) کیونکہ میرے جیسا وہ میرا ہی بروز ہوگا۔ پھر دفتر چہارم ص۳۱۶ میں آنیوالے موعودؑ کو فارسی الاصل بیان فرمایا ہے۔ فرمایا ؎

"نورِ ایں شمس شموس فارس است ٭ روزِ خاص و عام را او حارس است" ۲۸۵

کہ اس سورجوں کے سورج کا نور فارس ہے۔ وہ خاص و عام کا نگران ہوگا۔

[۱] اربعین فی احوال المہدیین۔

پھر دفتر ششم ص۴۹۵ میں اسے مثیلِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتایا ہے

۲۸۶ "مثل نبود ست لیک آں باشد مثیل ÷ تا کند عقلِ محمد را گسیل"

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مانند کوئی نہیں ہوا۔ لیکن وہ اُسکا مثیل ہوگا یعنے نبی ہوگا۔ تاکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو ترقی دے۔

۲۸۷ پھر دفتر ششم ص۱۵۵ پر آنیوالے موعودؑ کے خاص لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

۲۸۸ "طفلِ نوزادہ شود حبر و فصیح ÷ حکمت بالغ بخواند چوں مسیحؑ"

کہ ایک چھوٹا بچہ عالم و فصیح ہوگا۔ حکمت بالغ اسکی زبان پر جاری ہوگی مسیحؑ کی طرح۔ (نوٹ):۔ جو صاحب مثنوی مولنا رومؒ کی تفصیلی پیشگوئیاں دیکھنی چاہیں۔ وہ مکرمی مولوی گلاب الدین صاحب پنشنر کلانوری کی تصنیف تفہیمات مثنوی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں بھی اپنے

۲۸۹ خاص بیٹے کے متعلق یہی مذکور ہے۔"کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"۔[۵]

چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ میرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی "المصلح الموعود" ہیں۔ اور ان تمام صفات سے متصف ہیں۔ کہ بچپن ہی سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو ذہین و فہیم بنایا اور چھوٹی عمر میں جماعت احمدیہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ دی۔ اور پھر آپ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو ترقی دیکر اکناف عالم میں پھیلا دیا۔ اور آپ کی زبانِ مبارک سے نئے نئے معارف اور

[۵] اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

حقائق بیان کروا کر اس پیشگوئی کا پُورا پُورا مصداق آپ کو ثابت کر دیا۔ اِس بات کی تصدیق ہر شخص آپ کی تصنیفات اور خطبات دیکھ کر خود کر سکتا ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے بارے میں ایک غیر متعصب سکھ کی شہادت

سردار ارجن سنگھ صاحب ایڈیٹر "رنگین" امرتسر بعنوان "ایک حیرت انگیز پیشگوئی" لکھتے ہیں:-

۲۹۰ "مرزا صاحبؑ نے ۱۹۰۱ء میں جبکہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے، یہ پیشگوئی کی تھی سے

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ٭ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دُور اُس ماہ سے اندھیرا ٭ دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا

یہ پیشگوئی بیشک حیرت پیدا کرنیوالی ہے۔ ۱۹۰۱ء میں نہ میرزا بشیر الدین محمود کوئی بڑے عالم و فاضل تھے۔ اور نہ آپ کی سیاسی قابلیت کے جوہر کُھلے تھے۔ اُسوقت یہ کہنا۔ کہ تیرا ایک بیٹا ایسا ایسا ہوگا۔ ضرور کسی رُوحانی قوت کی دلیل ہے ......

جس وقت مرزا صاحبؑ نے مندرجہ بالا اعلان کیا ہے، اُسوقت آپؑ کے تین بیٹے تھے۔ آپؑ تینوں کیلئے دُعائیں بھی کرتے تھے۔ لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک فی الواقع ایسا ثابت ہُوا ہے۔ جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اُس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے۔" (رسالہ خلیفہ قادیان ۱۹۳۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام الہام یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ

الْجَنَّۃَ ۔ اے آدم تو مع اپنی زوجہ کے جنت میں داخل ہو جا ۔ کی
۲۹۱ تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ "اس نے ایک نئے خاندان کیلئے
مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا اور اس الہام
میں اشارہ کیا ۔ کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی ۔ اور تو اس کیلئے
مبارک ہوگا ۔ اور مریم کی طرح اُس سے تجھے پاک اولاد دی جائیگی ۔
سو جیسا کہ وعدہ کیا گیا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا ۔" (تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳۳، ۹۳)
پسر موعود یعنے مصلح موعود کے بارہ میں تفصیلات کیلئے دیکھیں برادرم
مولوی شریف احمد صاحب امینی مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ کی
کتاب "ظہورِ مصلح موعود" ۔

آنیوالے موعود کا ایک خاص وزیر حافظِ قرآن ہوگا

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی کتاب فتوحاتِ مکیہ جلد ۳ کے صفحہ ۳۶۴ و صفحہ ۳۶۵ میں
۲۹۲ وزراء مہدی کے بیان میں لکھا ہے ۔ وَھُمْ مِنَ الْاَعَاجِمِ مَا
فِیْھِمْ عَرَبِیٌّ وَلٰکِنْ لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا بِالْعَرَبِیَّۃِ لَھُمْ
حَافِظٌ لَیْسَ مِنْ جِنْسِھِمْ مَا عَصَی اللّٰہَ قَطُّ ھُوَ اَخَصُّ
الْوُزَرَاءِ وَاَفْضَلُ الْاُمَنَاءِ ۔" کہ وہ سب عجمی ہونگے ۔ اُن میں
سے کوئی عربی نہ ہوگا ۔ لیکن وہ عربی میں کلام کرتے ہونگے ۔ اُن
کے لئے ایک حافظ قرآن ہوگا ۔ جو اُن کی جنس سے نہیں ہوگا ۔
کیونکہ اُس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہوگی ۔ وہ اس موعود
کا خاص وزیر اور بہترین امین ہوگا ۔ نواب صدیق حسن خانصاحب
۲۹۳ بھی اس پیشگوئی کو درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں : "یہ سب عجمی ہونگے

ان میں سے کوئی عربی نہ ہوگا۔ مگر بات عربی زبان میں کرینگے۔ اُن کیلئے ایک حافظ ہوگا۔ جو اُن کی جنس میں سے تو نہیں ہے۔ اُسنے کبھی نافرمانی خدا کی نہ کی ہوگی۔ یہ حافظ اخص وزراء افضل امتؑ ہوگا" (اقتراب الساعہ ص۹۵)

اللہ اکبر! یہ پیشگوئی بھی کس شان اور عظمت سے پُوری ہوئی اوّل۔ آپؑ کے سارے مددگار سب کے سب عجمی یعنے غیر عرب تھے اور دوم ان میں سے قریباً سب کے سب عربی جانتے تھے۔ اور بعض تو بہت بڑے علامہ تھے۔ جیسے حضرتؓ مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی۔ حضرتؓ مولوی سید محمد احسن صاحبؓ امروہی۔ حضرتؓ حکیم مولوی فضل الدین صاحبؓ بھیروی۔ حضرتؓ مولوی بُرہان الدین صاحبؓ (یغفر اللہ لہم) حضرتؓ استاذی المکرم سید محمد سرور شاہ صاحب فاضل دیوبند دام ظلہ۔ حضرتؓ مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرتؓ مولٰنا شیر علی صاحب۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی۔ سوم۔ ایک خاص وزیر حافظ قرآن حضرت حکیم الاُمت علامۃ الدہر، وحید العصر مولٰنا نور الدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو واقعی حافظ قرآن بھی تھے اور ان سب وزیروں کے لئے حافظ بھی تھے یعنے اُنہیں اپنے قرآن سے فائدہ پہنچانیوالے بھی تھے۔ اور انکے نگران بھی تھے۔ اور اِن سب کی جنس سے بلحاظ تقویٰ و طہارت، اخلاص و محبت اور خلافت پر مامور ہونیکے لحاظ سے الگ یعنے ممتاز بھی تھے۔ اول حضرت مسیح موعودؑ کے خاص مددگار تھے۔ چنانچہ حضورؑ خود فرماتے ہیں:۔ "جس نے اللہ ۱۴

مولوی حکیم نور دین صاحب بھیروی ... ان کے مال سے جسقدر مجھے مدد پہنچی ہے۔ مَیں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اسکے مقابل پر بیان کرسکوں ... وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں۔ مگر اِس سلسلہ کے ناصرین میں وہ اوّل درجہ کے نکلے ... انکو خدا تعالےٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور طاقتِ بالا نے خاص اثر اپنا کیا ہے ... مولوی صاحب نے وہ صدق قدم دکھلایا جو مولوی صاحب کی عظمتِ ایمان پر ایک محکم دلیل ہے۔ دل میں ازبس آرزو ہے۔ کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔ مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا ایک نمونہ ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء" (ازالہ اوہام تقطیع کلاں ص۳۱۶ تا ۳۱۸)

ے چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نورِ یقیں بودے

حضرت مولٰنا نورالدّین رضی اللہ عنہ ہی وہ عبد منصور ہیں۔ جنکے متعلق ایک حدیث آتی ہے۔ کہ "یَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَآءِ النَّهْرِ ۳۶۵
یُقَالُ لَهٗ حَارِثٌ حَرَّاثٌ وَعَلٰی مُقَدَّمَتِهٖ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ مَنْصُوْرٌ۔ الخ" (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ) "کہ ایک مرد وراء النہر سے نکلیگا۔ اسکو حارث کہینگے۔ وہ کھیتی والا ہوگا۔ اسکے مقدمہ لشکر پر ایک منصور لقب افسر ہوگا (اقتراب الساعۃ ص۴۳)

چنانچہ اِس حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کی بستی سے دعویٰ کیا۔ جو دو دریاؤں اور دو نہروں کے درمیان واقع ہے۔ اور پھر آپ زمیندار بھی تھے۔ اور آپ کے

لشکر میں پہلا اور بہترین شخص وہ تھا جو خدا کی طرف سے ہر حالت میں نصرت یافتہ تھا۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ حضرت مولٰنا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام زندگی خدا کی مدد اور نصرت کا ایک بہترین مرقع ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھو آپکی "سوانح نورالدین"

آنیوالے موعود کے سلسلہ کا نام سلسلہ احمدیہ ہوگا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں :۔ "وَاَقُوْلُ قَوْلاً عَجَبًا لَمْ یَسْمَعْہُ اَحَدٌ ۲۹۱
وَمَا اَخْبَرَ بِہٖ مُخْبِرٌ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالیٰ اِیَایَ وَ
بِفَضْلِہٖ وَکَرَمِہٖ۔ آنچہ بعد از ہزار و چند سال از زمانِ رحلتِ آنسرور علیہ و آلہ الصلوٰت والتحیات زمانے میآید کہ حقیقتِ محمدی از مقامِ خود عروج فرماید و بمقام حقیقتِ کعبہ متحد گردد۔ و ایں زمان حقیقتِ محمدی حقیقت احمدی نام یابد۔ و منظہرِ ذاتِ احد جلّ سبحانہٗ گردد۔" (رسالہ مبداء معاد صفحہ ۵۸)

یعنے مَیں ایک عجیب بات خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اسکے خبر دینے سے بتاتا ہوں جسے کسی نے نہیں سُنا۔ اور نہ آجتک کسی خبر دینے والے نے اُس کے متعلق خبر دی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ایکہزار چند سال بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے۔ جبکہ حقیقتِ محمدی اپنے مقام سے عروج کرکے حقیقت کعبہ سے متحد ہو جائیگی۔ یعنے حقیقت محمدیت جو اپنے اندر جلالی رنگ رکھتی ہے۔ حقیقت کعبہ سے جو مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ امن اور سلامتی کی وجہ سے جمالِ الٰہی کا مظہر

ہے، متحد ہو جائیگی۔ یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مکّی زندگی جو جمالی زندگی ہے کیطرف لوٹینگے۔ اور وہی اصل زندگی ہے۔ کیونکہ اس زندگی پر دشمن کا کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ اعتراض صرف جلالی زندگی پر ہے جو مدنی زندگی ہے۔ اسوقت حقیقتِ محمدی حقیقت احمدی کے نام سے موسوم ہوگی۔ اور احمدیت خدا کی صفتِ احد کا مظہر ہوگی۔

اِس حوالہ سے صاف ثابت ہے۔ کہ اوّل۔ اُمتِ محمدیہ میں ایک ایسے سلسلہ کا قیام ہوگا جو احمدیت کے نام سے موسوم ہوگا۔ دوم۔ یہ سلسلہ ایک ہزار برس گذرنے کے بعد قائم ہوگا۔ سوم۔ ایسے زمانہ میں قائم ہوگا جب کہ خدا کی صفتِ احدیت پر تثلیث پرستی کی ظلمت چھا رہی ہوگی۔ تب تثلیث پرستی جو صلیبی مذہب ہے کے زور کو توڑ کر اور اُسکی ظلمت کو وحدانیت کے نور سے پاش پاش کرکے خدائے قدوس و برتر کی توحید دُنیا میں جلوہ گر ہوگی۔ چونکہ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ میں صلیب توڑنا مسیح موعودؑ کا کام ہے۔ اس میں اسی صلیب پرستی کے توڑنے کی طرف اشارہ ہے۔ سو الحمد للہ یہ بات بھی پوری ہو چکی ہے۔ حضرت میرزا صاحب فرماتے ہیں۔" اور وہ نام جو اِس سلسلہ کے لئے موزون ہے۔ جسکو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے۔ اور جائز ہے، کہ اسکو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے بھی پکاریں۔" (تریاق القلوب صہ ۴۲۹) ۳۹۷

یہ نام تجویز کرنیکی وجہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں "اور اِس ۳۸۲
فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اسلیئے رکھا گیا ہے۔ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کی سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کیساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس کا یہ مطلب تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا میں آشتی اور صُلح پھیلائینگے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح تقسیم کی۔ کہ اوّل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئینگی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا۔ کہ اِس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے۔ تا اِس نام کو سُنکر ہر ایک شخص سمجھ لے۔ کہ یہ فرقہ دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اِس فرقہ کو کچھ سروکار

نہیں۔ سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو۔ اور ہر ایک کو جو امن اور صلح کا طالب ہے۔ یہ فرقہ بشارت دیتا ہے نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اِس مبارک فرقہ کی خبر دیگئی ہے اور اسکے ظہور کے لیئے بہت سے اشارات ہیں زیادہ کیا لکھا جائے خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام رُوئے زمین کے مسلمان اِسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں۔ تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی ان کے دلوں سے نکل جائے۔ اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔ آمین۔ (ضمیمہ نمبر۵ تریاق القلوب ص ۴۳۱ ۴؍ نومبر ۱۹۰۰ء)

اُوپر کے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آنیوالے موعودؑ کے فرقہ کا نام احمدیہ فرقہ ہے۔ اور وہ صلح و امن پھیلانیوالا ہے اور خونریزی اور ظلم سے کوسوں دور ہے اور تمام دُنیا کیلئے اس کا پیغام امن کا پیغام ہے۔ جیسا کہ حضرت بُدھ کی پیشگوئی میں جو پہلے دی جا چکی ہے کہ آنیوالے کا نام "میتریہ" یعنے مجسّم مہربانی بیان ہوا ہے۔ اور بائیبل میں حزقیل نبی کی کتاب باب ۳۴ میں آنیوالے داؤد کا یہی نشان قرار دیا گیا ہے۔ کہ "اور مَیں اس سے صُلح کا عہد باندھونگا۔۔۔ (آیت ۲۵) وہ بیابان میں سلامتی سے رہا کرینگے۔ اور جنگلوں میں سوئینگے" (آیت ۲۶)۔ چونکہ آپ کا آسمانی نام داؤد بھی ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ
۴۸۴ نے حضورؑ کو الہاماً فرمایا۔ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (تذکرہ)، کہ اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا۔

آپؑ فرماتے ہیں ؎ "مَیں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار"۔ پھر فرماتے ہیں ؎ "اک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے"۔ پس یہ پیشگوئی بھی آپؑ کی ذات بابرکات سے کامل طور پر پوری ہوگئی۔ اِس میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ جس طرح حضرت داؤدؑ کے جانشین ان کے اولو العزم بیٹے حضرت سلیمانؑ تھے، اسی طرح آپؑ کے جانشین آپؑ کے اولو العزم بیٹے ہونگے۔ اور وہ حضرت **محمود** مصلح موعودؓ ہیں۔

اگر یہود اِس داؤد کی طرف رجوع کریں تو ان کے متعلق آگے
یہ خوشخبریاں لکھی ہیں :- "اور مَیں اُنہیں اور اُن کے مکانوں کو ۲۸۵
جو میرے پہاڑ کے آس پاس ہیں برکت دونگا۔ ... اور وہ سلامتی کے ساتھ اپنی سر زمین میں رہینگے۔ اور جانینگے کہ مَیں خداوند ہوں۔ جب مَیں اُن کے جُوئے بندھن توڑونگا ... اور وہ آگے کو غیر قوموں کا شکار نہ ہونگے ... اس طرح وہ جانینگے کہ مَیں خداوند انکا خدا انکے ساتھ ہوں۔ اور کہ وہ یعنی اسرائیل میرے لوگ ہیں"۔ (حزقیل باب ۳۴۔ آیت ۲۷ تا ۳۱)

آنیوالے موعودؑ کے پاس نہ ظاہری کوئی ہتھیار ہوگا اور نہ وہ جنگ و جدل کرے گا۔

حدیث بخاری میں يَضَعُ الْجِزْيَةَ وَ يَضَعُ الْحَرْبَ کے الفاظ آئے ہیں وہ یہی مفہوم ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ لڑائی نہیں کریگا۔ صلح اور امن کی تعلیم دیگا۔ کیونکہ جزیہ لینا موقوف ہے۔ لڑائی کرکے کافروں کو زیر کرنے اور پھر ان کو

ذمی بنانے پر - مگر یہاں تو یہ ہے - کہ آنیوالا موعود سرے سے لڑائی ہی بند کر دیگا - تو پھر جزیہ کس سے لیگا - یہ نہیں ہے - کہ وہ جزیہ کا اسلامی حکم منسوخ کر دیگا - اس طرح تو شریعت اسلامیہ کا نسخ لازم آتا ہے - جو ہر مسلمان کے نزدیک ممتنع ہے - جیساکہ آنیوالے موعود نے کہا ہے

"اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال + دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ وقتال
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر + کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ ! + عیسےٰ مسیح کر دیگا جنگوں کا التواء"

۳۸۶ چنانچہ پارسی مذہب کی کتاب جاماسپ نامہ میں بھی لکھا ہے - "جور و آشوب از جہاں برخیزد چنانچہ فراموش کنند کہ چوں سلاح باید داشتن" (امام مہدی کے انصار و فرائض مصنفہ خواجہ حسن نظامی صاحب صفحہ ۳۲) یعنے آنیوالے موعود کے ذریعہ دنیا سے ظلم وستم اُٹھ جائیگا - اور لوگ ہتھیار اُٹھانا بھی بھول

۳۸۷ جائینگے - وید میں بھی لکھا ہے - "یُوْ آچَا وِدَا چومری دَھْرد آچَا پُرُوا سَہَسْرَا آشِوا جَگَھانْ تَتْ تَتْیاتْ اَسِیُو پَوْنُسِیَمْ گَرِی نِیَمْ سِیْ پِتْیُوْ یَسْتُوِیْشِیَمْ وَادِرْدُھے شَوَہ (آنیوالا رشی وہ ہے ، جو اپنے کلام سے گند اُچھالنے والوں ہزارہا بروں کو تباہ کریگا[۵]

یہ تمام کام ہم اسکی بہادری ہی شمار کرتے ہیں - جو اپنے (روحانی) باپ کی طرح روحانیت کی چمک کو بڑھاتا ہوگا -

احادیث میں جو مسیح موعود کے متعلق لکھا ہے - کہ اُس کے

[۵] اتھرو وید کانڈ ۲۰ - سوکت ۹۳ - منتر ۶ -

سانس سے کافر مرینگے۔ اس کا بھی یہی مفہوم ہے ، کہ وہ اپنے کلام یعنے دلائل اور براہین سے یا بد دعا سے بُروں کو تباہ کریگا۔ چنانچہ ڈاکٹر ڈوئی امریکہ میں۔ عبداللہ آتھم۔ پنڈت لیکھرام ہند میں۔ اسی طرح چراغدین جمونی۔ الٰہی بخش اکونٹنٹ۔ غلام دستگیر قصوری۔ یہ سب لوگ قریبًا آپکی پیشگوئیوں سے ہلاک ہوئے۔

اس میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوگا جبکہ امن و امان والی سلطنت ہوگی۔ چنانچہ گورنمنٹ انگلشیہ میں باقی ملکوں کی نسبت بہت زیادہ امن ہے۔ اور مذہبی آزادی ہے۔

۲۸۸ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی لکھا ہے۔ کہ "نہ کلنکی کی طاقتیں غیبی ہوں گی۔ طاقت میں ، بینظیر عقلمندی میں یکتائے روزگار یوں تو نہ کوئی ہتھیار پاس ہوگا۔ (لڑائی کا اوزار) مگر ایک اشارے میں سب کچھ موجود ہو جائیگا۔ ذاتِ مبارک دھرم کو ازسرِ نو زندہ کریگی۔ بدکردار راجے لقمۂ تیغِ اجل ہوں گے دھرم کی خلاف ورزی عذاب میں سمجھی جائے گی"۔ (مہا بھارت بن پرب صفحہ ۶۹۰)

آنیوالے موعود کے زمانہ کا ایک نشان مال کثرت سے بانٹنا ہے۔

۲۸۹ "وَ یُفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ" (بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۹)

اور وہ ایسا مال بانٹے گا کہ اسے کوئی قبول نہ کر سکے گا۔ مسلم میں ہے۔ وَلَیَدْعُوَنَّ اِلَی الْمَالِ فَلَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ۔ اور مسیح زور شور سے خاص مال کی طرف بُلائیگا۔ جسے کوئی قبول نہ

کریگا۔ ان دونوں حدیثوں کا مفہوم واضح ہے کہ مسیح موعودؑ انعامی چیلنج دیگا۔ جسے قبول کرنیکی کسی میں طاقت نہ ہوگی۔ چنانچہ حضرت میرزا صاحبؑ نے تمام قوموں کیلئے مختلف انعامات مقرر کئے۔ مگر کوئی انہیں حاصل نہ کر سکا۔ جیسا کہ آپؑ نے ہر قوم کو انعامی چیلنج دیئے اور وہ آجتک حاصل نہیں کر سکے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :۔

نمبرشمار	چیلنج	انعامی رقم
۱	براہین احمدیہ کا جواب لکھنے پر	دس ہزار۔ ۱۰۰۰۰ روپیہ انعام لے
۲	لفظ توَفّی۔ خدا فاعل ہو ذی رُوح مفعول ہو باب تفعّل ہو کے معنے سوائے قبض رُوح کے قبض جسم ثابت کرنیوالے کو	ایک ہزار۔ ۱۰۰۰ روپیہ انعام
۳	ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کو قسم کھانے پر کہ وہ پیشگوئی سے خوفزدہ نہیں ہوُا اور اس نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا ہے۔ پہلے ایک ہزار پھر دو پھر تین اور پھر	چار ہزار۔ ۴۰۰۰ روپیہ انعام
۴	کرامات الصادقین جیسا رسالہ شایع کرنے والے کو	ایک ہزار۔ ۱۰۰۰ روپیہ انعام
۵	پہلی رات کے چاند کیلئے قمر عربی زبان میں مستعمل دکھانے والے کو	ایک ہزار۔ ۱۰۰۰ روپیہ انعام
۶	پادری عمادُ الدین کو چیلنج۔ کہ اگر وہ کتاب نورالحق حصہ اوّل کا جواب دو ماہ کے اندر ویسی ہی فصیح و بلیغ عربی میں دے۔ تو	پانچہزار۔ ۵۰۰۰ روپیہ انعام لے

نمبر شمار	چیلنج	انعامی رقم
۷	نور الحق کے دوسرے حصہ کے جواب کے متعلق چیلنج مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور انکے اعوان و انصار کو بشمولیت پادری عماد الدین	پانچہزار - ۵۰۰۰ روپیہ انعام
۸	آریہ اگر سنسکرت زبان کو اُمّ الالسنہ ثابت کریں - تو	پانچہزار - ۵۰۰۰ روپیہ انعام لیں
۹	پنڈت دیا نند صاحب نے خاوند والی عورت کا غیر سے ہمبستر ہونا اولاد حاصل کرنے کے لئے جائز قرار دیا ہے - اگر یہ بات خلافِ واقعہ نکلے - تو -	یکصد - ۱۰۰ روپیہ انعام
۱۰	مسیح محمدی کے معجزات کے مقابلہ میں اگر کوئی یسوع انجیلی کے معجزات فوق العادت قوت ثبوت اور کثرت تعداد میں ثابت کرے - تو	ایک ہزار - ۱۰۰۰ روپیہ انعام لے اشتہار ۲۸ جولائی ۱۸۹۷ء
۱۱	راجندر سنگھ کو انعامی چیلنج - کہ اگر وہ حضرت بابا نانک صاحب کے متعلق یہ ثابت کر دے کہ وہ دین اسلام سے بیزار تھے اور نعوذ باللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا سمجھتے تھے - اور اس پر قسم کھا لیں - تو	پانصد - ۵۰۰ روپیہ انعام لیں اشتہار ۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء
۱۲	جو شخص کوئی ایسی حدیث مرفوع متصل پیش کرے جس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بجسد عنصری آسمان پر چڑھنا اور پھر زمین کی طرف اُترنا بیان ہو - تو ایسے شخص کو	بیس ہزار - ۲۰۰۰۰ روپیہ تاوان ملیگا کتاب البریہ صـ ۱۹۳

نمبر شمار	چیلنج	انعامی رقم
۱۳	ایک اور اعلان حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر بجسدِ عنصری چڑھنے اور زمین کی طرف اُترنے کو صحیح حدیث سے ثابت کرنیوالے کو	ایکہزار ۔ ۱۰۰۰ روپیہ انعام ملیگا اشتہار منارۃ المسیح ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء
۱۴	"ارواح بے انتہا ہیں اور پرمیشور کو انکی تعداد معلوم نہیں" یہ بات اگر کوئی آریہ ثابت کر دے۔ تو	پانچسو ۔ ۵۰۰ روپیہ انعام لے سفیر ہند ۹ فروری ۱۸۷۸ء
۱۵	اعجاز احمدی کا جواب بیس یوم میں لکھنے پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور اُن کے اعوان و انصار کے لئے	دس ہزار ۔ ۱۰۰۰۰ روپیہ انعام اعجاز احمدی
۱۶	اعجاز المسیح کا جواب لکھنے والے کو	پانچسو ۔ ۵۰۰ روپیہ انعام اعجاز المسیح
	کل میزان	چونسٹھ ہزار ایکسو ۔ ۶۴۱۰۰

ان کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے انعامات اور تاوان ہیں جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے ۔ وہ بخوفِ طوالت چھوڑ دیئے ہیں ۔ چنانچہ کوئی شخص شدید مخالفت اور حرصِ مال و دولت کے باوجود اِن انعامی مقابلوں میں پورا نہیں اُترا ۔ اور نہ ہی انعام حاصل کر سکا ۔ اور یہ نشان بھی نہایت نمایاں طور پر آپؑ کی ذات میں پورا ہوا ۔

۳۰	آنیوالے موعود کی بعض دوسری علامات ۔ کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر	بخاری شریف میں آتا ہے ۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ - (بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۹)

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ ضرور عنقریب تم میں ابن مریمؑ اُتریگا اس حال میں کہ وہ سچا فیصلہ کرنیوالا ہوگا۔ پس وہ صلیب کو توڑیگا۔ اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ اُٹھا دیگا۔ اور مال اس طور پر دیگا کہ کوئی اسے قبول نہ کریگا۔ اس حدیث میں تین علامات حکماً عدلاً۔ کسر صلیب اور قتل خنزیر قابلِ حل رہ گئی ہیں۔ باقی علامات گذشتہ صفحات میں حل کردی گئی ہیں۔

سب سے پہلے حکماً عدلاً قابلِ غور ہے۔ حکماً کے معنے ہیں۔ وہ صاحب الحکم ہونگے۔ یعنے خلیفۃ اللہ ہونگے۔ اپنی طرف سے تمام جھگڑوں کا جو اُسوقت قوموں میں برپا ہونگے سچا فیصلہ کر دینگے۔ آگے ماننا نہ ماننا اُنکا کام ہوگا۔ عدلاً۔ ان کا فیصلہ درست اور صحیح ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر مذاہب کے مقابلہ میں یہ فیصلہ کیا۔ کہ ؎

آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ✦ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
ہم نے خود اسلام کو تجربہ کر کے دیکھا ✦ نُور ہے نُور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

پھر آپ نے تمام مسلمان فرقوں کے درمیان انکی چھوٹی

باتوں کے متعلق بھی فیصلے کئے۔ جو آپ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔
وَيُكْسِرُ الصَّلِيبَ۔ اور وہ صلیب کو توڑیگا۔ مسلمانوں کے
تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ کسرِ صلیب سے مُراد
ظاہری صلیب (جسکی یہ ✝ شکل ہے) مُراد نہیں۔ بلکہ صلیبی
۳۹۱ عقائد کا توڑنا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :۔ "يَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَقِيلَ
مَعْنٰى يَكْسِرُ الصَّلِيبَ يُبْطِلُ اَمْرَهٗ۔ مِنْ قَوْلِهِمْ كَسَرَ
حُجَّتَهٗ"۔ (سنوسی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۹۶) کہ یکسر الصلیب سے مُراد
اسکے امر کو باطل کرنا ہے۔ اور یہ عرب کے مشہور قول کَسَرَ
حُجَّتَهٗ اسکی حجت کو توڑا کی بناء پر ہے۔

۳۹۲ شیعوں کی مشہور کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے "يَكْسِرُ
الصَّلِيبَ يُرِيدُ اِبْطَالَ النَّصْرَانِيَّةِ وَيَحْكُمُ بِشَرْعِ الْاِسْلَامِ
(جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۶) کہ کسرِ صلیب سے مراد مذہب عیسویت کا بطلان
اور شریعتِ اسلامیہ سے فیصلہ کرنا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے مذہب اسلام کو قائم کیا اور عیسائیت
کی ایسے رنگ میں تردید کی ہے۔ کہ جس بُنیاد یعنی کفارہ مسیح
پر عیسائیت کی عمارت کھڑی تھی وہ دھڑام سے گر گئی ہے۔
وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا۔

جاننا چاہیئے۔ کہ صلیب کے بارے میں چار عقیدے دُنیا
میں پائے جاتے ہیں۔ اوّل۔ یہود کا عقیدہ۔ جو یہ ہے۔ کہ
مسیحؑ صلیب دیئے گئے اور صلیب پر مر گئے۔ گویا صلیب نے
حضرت مسیحؑ کو توڑ دیا۔ دوم۔ عیسائیوں کا عقیدہ۔ جو یہود

سے ملتا جلتا ہے۔ یعنی واقعی حضرت مسیحؑ صلیب پر مارے گئے اور وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔ سوم۔ عام مسلمانوں کا عقیدہ کہ حضرت مسیحؑ سرے سے صلیب پر چڑھے ہی نہیں، وہ سیدھے آسمان پر اُٹھائے گئے۔ گویا اُن کے نزدیک صلیب کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ چہارم۔ احمدیوں کا عقیدہ۔ کہ حضرت مسیحؑ بیشک صلیب پر چڑھائے گئے مگر وہ اس سے زندہ اُتار لئے گئے اور صلیب مُنہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ اور یہی عقیدہ عقل و نقل کی رُو سے درست اور صحیح ہے۔

عام مسلمانوں کا عقیدہ چونکہ عیسائی اور یہودی دُنیا کے لئے ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ کا صلیب پر چڑھایا جانا ان کے تواتر قومی سے ثابت ہے۔ اور کسی قوم کے تواتر کو بلا کسی قوی حجت یا اتنے ہی قوی تواتر پیش کئے بغیر اُس کا انکار کرنا اس قوم کو اپنے اوپر ہنسی کا موقعہ دینا بلکہ اسے متنفر کرنیوالی بات ہے۔ جو مذہب اسلام جیسے فطرتی مذہب کے بالکل منافی ہے۔ اسلئے قرآن حکیم میں خداوند علیم نے وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا فرمایا۔ کہ انہوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا۔ لیکن "وَمَا صَلَبُوْهُ يَقِيْنًا" نہیں فرمایا۔ ہاں صلیبی موت کی نفی ضرور کی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ اور نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ صلیب پر اُس کی ہڈیاں توڑیں۔ ہاں وہ ان کے لئے مشابہ

بالمقتول ضرور کیا گیا۔ خط کشیدہ معانی ہم نے تحقیق لغوی کی
۲۹۴ بناء پر لکھے ہیں۔ چنانچہ صَلَب کے معنے ہیں اَلْقَدِیْدُ الَّذِیْ
یَسِیْلُ مِنَ الْمَیِّتِ۔ یعنی وہ مخ یا پیپ جو مُردہ جسم سے
۲۹۵ بہ نکلتی ہے۔ وَالصَّلَبُ ھٰذِہِ الْقِتْلَۃُ الْمَعْرُوْفَۃُ مُشْتَقٌّ
مِنْ ذٰلِکَ لِاَنَّ وَدَکَہٗ وَ صَدِیْدَہٗ یَسِیْلُ (لسان العرب)
یعنے صلب قتل کرنیکا وہ مشہور طریقہ ہے جو اس سے مشتق ہے۔
کیونکہ اسکی مخ یا پیپ (بدن توڑنے سے) بہ نکلتی ہے۔ پس اس
جگہ اِس بات کی نفی ہے۔ کہ قتل کے عام طریقوں میں سے صلیبی
طریقہ سے موت اُن پر وارد نہیں ہوئی۔ نہ یہ کہ سرے سے
وہ کاٹھ پر لٹکائے ہی نہیں گئے۔ لٹکائے گئے۔ اسپر بیہوش
ہوئے۔ اور اسی بیہوشی کی وجہ سے وہ مشابہ بالمقتول ہوئے
وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ میں اسی طرف اشارہ فرمایا۔ ای شُبِّہَ
لَھُمْ الْمَسِیْحُ بِالْمَقْتُوْلِ ~~لَھُمْ~~۔ لَھُمْ کی ضمیر اہل کتاب یعنی
بنی اسرائیل کی طرف پھرتی ہے۔ مُراد یہ ہے۔ کہ ان کے فائدہ
کے لئے حضرت مسیحؑ مشابہ بالمقتول ہوئے۔ یعنی اِس لعنتی موت
سے اسلئے بچائے گئے تاکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں تک اپنی
تبلیغ پہنچا سکیں۔ کیونکہ آپؑ کے ذمہ بنی اسرائیل کے تمام قبائل
تک اپنی تبلیغ پہنچانی تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَرَسُوْلًا
اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔ آپؑ تمام بنی اسرائیل کی طرف پیغامبر
ہوکر آئے تھے۔ صرف یروشلم میں بسنے والے ایک دو قبائل
کے لئے نہیں، بلکہ بخت نصر کے ظالمانہ عہدِ حکومت سے تمام

قبائل جو تتر بتر ہو چکے تھے۔ کئی قبائل کشمیر میں آباد تھے۔ اور کئی افغانستان میں آباد تھے۔ جیساکہ تاریخ سے ثابت ہے ان سب کو حضرت مسیح نے اپنی رسالت پہنچانی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔ "میری اور بھی بھیڑیں ہیں۔ جو اس ۳۹۶
بھیڑ خانے کی نہیں۔ مجھے ان کا بھی لانا ضروری ہے۔ اور وہ میری آواز سنیں گی۔" (یوحنا ۱۰/۱۶) اور اگر غیر احمدیوں کا نقطۂ نگاہ مانا جائے۔ تو پھر حضرت مسیح کی رسالت باطل ہو جاتی ہے۔ اور یہود نامسعود جو محض آپ کی رسالت کے ہی دشمن تھے۔ جیسے انہوں نے کہا اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللهِ ۔ ہم نے عیسے مسیح کو جو رسالت کا مدعی تھا قتل کر دیا۔ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف وہ مسیح پر غالب آتے ہیں بلکہ آسمان پر اُٹھائے جانے کی صورت میں نعوذ باللہ خدا پر بھی غالب سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ماننا پڑیگا۔ کہ زمین پر کہیں بھی یہود کے خوف سے حضرت مسیح کی جان محفوظ نہ تھی۔ اسی لئے آسمان انکا ٹھکانا تجویز ہوا۔ حالانکہ خدا کا فرمان ہے۔ كَتَبَ اللهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ. کہ میں اور میرے رسول ہی ضرور غالب رہیں گے۔ اور پھر یہ بات خدا کی سُنت کے بھی خلاف ہے۔

انبیاءؑ سے ہمیشہ دشمنی ہوئی۔ اور بہت شدید دشمنی ہوئی۔ حتٰی کہ بعض کو آگ میں ڈالا گیا۔ بعض کو وطن سے نکالا گیا۔ بعض کو غاروں میں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ اور بعض کو قتل

بھی کر دیا گیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے کسی کو آسمان پر نہ اُٹھایا۔ اور
ابتداء سے آخر تک یہی سنّت اللہ مقرر ہوئی۔ فَلَنْ تَجِدَ
۲۹۷ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا۔
تو ہرگز خدا کی سنّت کو تبدیل اور تحویل شدہ نہ پائے گا۔
یعنی کسی کے لئے کچھ ہو اور کسی کے لئے کچھ اور ہو۔

خود قرآن مجید نے فیصلہ کیا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔
کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو اپنی جناب سے رفعت عطا
فرمائی یعنی دوسری جگہ ان کی قبولیت پھیلائی اور صلیبی موت
سے بچاکر جو یہود کے نزدیک بلکہ بائیبل کی رُو سے لعنتی موت
تھی اُنہیں اپنا مقرب ثابت کیا۔ "لسان العرب" جلد ۹ ص ۴۸۸
۲۹۸ میں لکھا ہے۔ فِيْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلرَّافِعُ هُوَ الَّذِيْ
يَرْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِيَاءَهٗ بِالتَّقْرِيْبِ"
یعنے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام رافع ہے۔ جسکے
معنے یہ ہیں کہ وہ خدا مومنوں کو سعادت اور اپنے دوستوں کو
اپنے قرب سے بلندی عطا فرماتا ہے۔

۲۹۹ تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۶۹۱ پر لفظ رَافِعُكَ کی بحث میں لکھا
ہے۔ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ هُوَ الرِّفْعَةُ بِالدَّرَجَةِ۔ یعنی یہ رفعت
۳۰۰ درجہ کی ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں دوسری جگہ فرمایا۔ يَرْفَعِ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (مجادلہ رکوع ۲) یعنے
اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنوں اور علم والوں کا رفع درجات سے کرتا
۳۰۱ ہے۔ دوسری جگہ اس کی تفصیل یوں فرمائی۔ وَاٰوَيْنٰهُمَا

إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ ۔ کہ ہم نے ان دونوں (مریمؑ اور ابن مریمؑ) کو پناہ دی ایسی جگہ میں جو سطح مرتفع والی، ٹھہرنے کے قابل۔ اور چشموں والی جگہ تھی۔ اور وہ دنیا کے تمام خطوں میں خطۂ کشمیر ہی بدرجۂ اولےٰ ان تمام صفات سے متصف ہے۔ چنانچہ جامعہ ملیہ دہلی نے بھی حال ہی میں ایک کتاب "نبیوں کے قصے" شائع کی ہے۔ اس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے خلاف یہودیوں کی مخالفانہ تدابیر اور آپؑ سے اللہ تعالےٰ کے وعدے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"دشمنوں کے جواب میں اللہ تعالےٰ کی تدبیر یہ تھی کہ حضرت ۲۰۲
عیسےٰؑ اور اُن کی والدہ مریمؑ کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی۔ جو رہنے کے لائق اور شاداب تھی۔ وہ دونو اللہ کی نشانی تھے۔"
(نبیوں کے قصے ص۷۹ مصنفہ خواجہ عبدالحی صاحب۔ شائع کردہ مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی)

اس عبارت میں بالکل مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ دیا ہے۔ اور اسی عقیدہ کو ظاہر کیا ہے، جو جماعت احمدیہ کا ہے۔
فجزاہم اللہ احسن الجزاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے تردید کرکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتر آئے کسرِ صلیب کر دی ہے۔ کیونکہ صلیب پر حضرت مسیحؑ کا مرنا ہی عیسائی عمارت کا ستون ہے۔ جب آپؑ نے یہ ثابت کردیا کہ

حضرت مسیحؑ صلیب پر نہیں مرے ۔ تو اب عیسائیت کی ساری
عمارت گر کر ایک ملبہ کا ڈھیر بنکر رہ گئی ہے ۔ وہ تمام دلائل
جو آپؑ نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں خود اناجیل کی رُو
سے بیان فرمائے ہیں ۔ جو عیسائیوں پر اتمام حُجت ہیں ۔ مثلاً
حضرت مسیحؑ کی پسلیوں سے نیزہ مارنے پر زندہ خون نکلنا ۔ ۴۰۲
(یوحنا باب ۱۹ ۔ آیت ۳۱ تا ۳۴) پھر حضرت مسیحؑ کا لوگوں کو یونسؑ نبی
کا سا نشان دکھانیکا وعدہ کرنا ۔ یعنی آپکا فرمانا کہ :۔ "اِس زمانہ ۴۰۳
کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں ۔ مگر یونس
نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائیگا ۔
کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے
ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا"[1]

سب عیسائی مانتے ہیں ۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام زندہ
مچھلی کے پیٹ میں رہے ۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ بھی زندہ
ہی قبر میں داخل ہوئے ۔ اگر عیسائی اس کا انکار کریں تو حضرت مسیحؑ
کی خدائی اور نشان نمائی کو جواب دیں ۔ ایک ہی نشان دکھایا
اور وہ بھی غلط ہوا ۔ پس عیسائیوں کے لئے سوا اس کے کوئی
چارہ نہیں ۔ کہ وہ اپنے مسلّمات کی رُو سے حضرت مسیحؑ کا زندہ
صلیب سے اُترنا مانیں ۔ اور یہی صحیح اور درست ہے ۔

پھر آپؑ نے وفات مسیحؑ ثابت کرکے عیسائی دُنیا کے لئے
اسلام میں داخل ہونیکا ایک دروازہ کھول دیا ۔ گو بعض نام نہاد
علماء اسلام کے ٹکڑے کھا کر اسلام کے اس دروازہ کو اپنی طرف

[1] متی باب ۱۲ ۔ آیت ۳۹ ۔ ۴۰ ۔

بند کرنے کے درپے ہیں۔ اور عیسائیت کے مُردہ خدا کو زندہ ثابت کرنے کے لئے اُن کے ہمنوا ہو کر ہاتھ پیر مار رہے ہیں مگر جسے خدا نے مار دیا، اس کا جلانا کسی کا بس نہیں۔ مُردہ مُردہ ہی ہے۔ کسی کے کہنے سُننے، پراپیگنڈا کرنے یا شور و غُل مچانے سے وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔

پھر عیسائی آسمان پر زندہ بٹھا کر حضرت مسیح کی تمام انبیاءؑ پر فضیلت ثابت کرتے تھے۔ اور اپنے باطل صلیبی عقیدہ کو اس سے تقویت دیتے تھے۔ اس کا بھی آپؑ نے اعلان کرتے ہوئے فرمایا ؎

"ابن مریم مرگیا حق کی قسم ✦ داخلِ جنّت ہوا وہ محترم"

پھر آپؑ نے بدلائل تاریخی ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کشمیر ہندوستان میں آئے۔ اور کشمیر میں ایک عرصہ رہنے کے بعد ۱۲۰ برس عمر پاکر جیسا کہ حدیث میں آتا ہے

إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ سَنَةٍ۔ ۴۰۵

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸) کہ عیسٰی علیہ السلام ایکسو بیس برس زندہ رہے آپؑ نے وفات پائی۔ اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں آپؑ کی قبر ہے۔ آپؑ نے ان تمام امور کو اپنی کتابوں میں بار بار بدلائل بیان فرمایا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اب عیسائیت کا طلسم دُھواں بنکر اُڑ چکا ہے۔ اور دجّالیت کا سارا زور ختم ہو چکا ہے۔ وہ نمک کی طرح اندر ہی اندر پگل رہا ہے۔ اور آخر کار اپنی موت آپ ہی مر جائیگا۔ چنانچہ آپؑ نے یہ

۴۰۶ پُر زور اعلان بھی کر دیا ہے۔ کہ " صلیب کی شکست میں کیا
کوئی کسر باقی ہے۔ موت مسیحؑ کے مسئلہ نے ہی صلیب کو
پاش پاش کر دیا ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیحؑ
صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں
آکر مرا ہے۔ تو کوئی عقلمند ہمیں یہ بتائے۔ کہ اس سے صلیب
کا کیا باقی رہتا ہے۔ ... ایک عیسائی کو بھی یہ اقرار کرنا پڑیگا
کہ اس مسئلہ سے عیسائی دین کا سارا تار و پود اُدھڑ جاتا
ہے۔ (تبلیغ حق صـــ ۱۶)

ہندوستان کے مشہور شاعر علامہ ڈاکٹر سر محمدؐ اقبال صاحب
کو بھی سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کے باوجود مجبوراً اس بات
۴۰۷ کی معقولیت کا اعلان کرنا پڑا۔ لکھتے ہیں :۔ "جہانتک میں
اس تحریک کا مطلب سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ مرزائیوں
کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک فانی انسان کی
مانند جامِ مرگ نوش فرما چکے ہیں۔ نیز یہ کہ اُن کے دوبارہ ظہور
کا مقصد یہ ہے۔ کہ روحانی اعتبار سے اُنکا ایک مثیل پیدا
ہو گا۔ کسی حد تک معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔"

قتلِ خنزیر سے مُراد ایسے انسانوں کا آنیوالے موعودؑ کی بَد دُعا اور پیشگوئیوں سے قتل ہونا یا
ان سے مباحثات کرنا ہے جو بَد اطوار ہوں اور دیُوثی اور
بے غیرتی کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ یا ایسے مذہب کے
پَیرو ہوں جو بے غیرتی اور دیُوثی سکھاتا ہے۔ علم تعبیر الرؤیا

سنٌ مجاہد ۱۳ر فروری ۱۹۳۵ء

میں لکھا ہے۔ "اَلْخِنْزِیْرُ رَجُلٌ ضَخْمٌ مُوْسِرٌ فَاسِدُ الدِّیْنِ خَبِیْثُ ۴۰۸
الْمَکْسَبِ ... شَدِیْدُ الشَّوْکَۃِ۔ (منتخب الکلام بر
حاشیہ تعطیر الانام جلد ۱ ص۱۵۱) (خواب میں) خنزیر سے مُراد
موٹا، خوشحال، بگڑے ہوئے دین والا، بُری کمائی والا، بہت
طاقت والا شخص ہے۔ اور اسکے قتل سے مُراد یہ ہے ۴۰۹
کہ "وَمَنْ رَاٰی اَنَّہٗ یُقَاتِلُ خِنْزِیْرًا فَاِنَّہٗ یُنَازِعُ رَجُلًا
دَنِیْئًا لَا خَیْرَ فِیْہِ" (کتاب الاشارات بر حاشیہ تعطیر الانام جلد ۲ ص۳۰۳)

اور جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ خنزیر سے قتال کرتا ہے تو وہ ایک ایسے کمینہ آدمی سے مباحثہ کریگا جس میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے بہت سے آدمیوں سے مباحثات کئے۔ اور آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق بہت سے آدمی فوق العادت طور پر مارے گئے۔ یا آپ سے مباہلہ کر کے طاعون اور مصائب میں مبتلا ہو کر اپنے کیفرِ کردار کو پہنچے۔ جنکے نام تفصیلات کے ساتھ آپ کی مختلف کتب بالخصوص حقیقۃ الوحی میں درج ہیں۔ جو شخص تفصیل معلوم کرنا چاہے وہاں سے دیکھ لے۔

اگر غیر احمدی احباب کا مفہوم لیا جائے۔ کہ حضرت مسیح خنزیر مارتا پھریگا۔ اور الخنزیر پر الف لام استغراق یا جنس کا سمجھ لیں تو سارے جہان کے خنزیر تیں چالیس سال چھوڑ کبھی سینکڑوں سالوں میں بھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اور سوروں کا مارنا تو سانسیوں۔ چوہڑوں اور خاکروبوں یا آوارہ لوگوں کا

کام ہے اور انہیں کے مناسب حال ہے۔ مگر ایک نبی کے شان کے تو ہرگز شایاں نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کیا کوئی مولوی صاحب مفت نہیں تنخواہ لیکر یہ کام کرنے کیلئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو پھر اس حدیث کے وہ معنے کیوں نہیں لیتے جو خدا کے نبی کی شان کے مناسب حال ہیں۔

قتل خنزیر کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ سؤر کی حرمت کا اعلان کرینگے۔ اِس صورت میں مفہوم یہ ہوگا، کہ آنیوالا موعودؑ ایسی شریعت کو دُنیا کے سامنے پیش کریگا اور اُن سے منوائے گا جو سؤر کو مطلقاً حرام قرار دیتی ہے۔ اور بعض متقدمین نے اِس مفہوم کو بھی پیش کیا ہے۔

لکھا ہے:۔ "وَ مَعْنٰی قَتْلَ الْخِنْزِیْرِ تَحْرِیْمُ اِقْتِنَائِہٖ ۲۱۰
وَ اَکْلِہٖ وَ اِبَاحَۃِ قَتْلِہٖ" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹) یعنے قتل خنزیر کے معنے یہ ہیں کہ اس کے پالنے اور کھانے کو حرام اور اُس کے مارنے کو جائز قرار دیگا۔ اور یہ کام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ کہ اُن ہزارہا عیسائیوں سے جو انگلینڈ، امریکہ اور افریقہ سے آپؑ کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں سؤر کھانا چھڑوا دیا ہے۔

قتلِ دجال

آنیوالے موعودؑ کا ایک کام قتلِ دجال بھی ہے۔ پہلے دجال کی حقیقت معلوم کر لینی ضروری ہے۔ پھر اُسکے قتل کا مفہوم خود بخود واضح ہو جائیگا۔

دجال کے معنے

دَجَّال۔ دَجَلَ سے مبالغہ کا وزن ہے۔ اور دَجَلَ الشَّیْءَ کے معنے ہیں غطاہٗ۔ اسے ڈھانپ دیا۔ (لسان العرب) ڈھانپنے کا مفہوم کئی لحاظ سے دجال پر چسپاں ہوتا ہے۔ (۱) کَذَّابٌ۔ بڑا جھوٹا۔ کیونکہ وہ سچ پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ یَسْتُرُ الْحَقَّ بِکَذِبِہٖ۔ (۲) حق پر باطل کا پردہ ڈالکر اسے مشتبہ بنا دیگا۔ اَلْمُمَوِّہُ۔ یعنی ملمع سازی کریگا۔ (۳) اپنی کثرت سے زمین کو ڈھانپ دیگا چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے:۔

دجال سے مراد ایک بڑا گروہ ہے

۲۱ "اَلدَّجَّالُ وَالدَّجَّالَۃُ الرُّفْقَۃُ الْعَظِیْمَۃُ۔ تُغَطِّی الْاَرْضَ بِکَثْرَۃِ اَھْلِھَا وَ قِیْلَ ھِیَ الرُّفْقَۃُ تَحْمِلُ الْمَتَاعَ لِلتِّجَارَۃِ۔ (لسان العرب جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۱) یعنے دجال دجالہ کے معنے ایک بڑے گروہ کے ہیں۔ جو اپنے آدمیوں کی کثرت سے زمین پر چھا جائیگا۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ وہ ایک گروہ ہوگا جو تجارت کا سامان لئے پھریگا۔

دجال کی علامات قرآن مجید سے

قرآن مجید میں دجال کا صراحتًا کہیں ذکر نہیں۔ حالانکہ اتنے بڑے عظیم الشان فتنہ کا ضرور قرآنمجید میں ذکر ہوتا جو دجال کے ذریعہ سے ساری دنیا میں پیدا ہونیوالا تھا۔ اور جس سے تمام انبیاءؑ ڈراتے چلے آئے تھے جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے ثُمَّ ذَکَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ ۲۲

اُنْذِرُکُمُوْہُ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَہٗ" (مشکوٰۃ باب قصۃ ابن صیاد ص۴۷۸) یعنی پھر حضور نے دجّال کا ذکر کیا۔ فرمایا۔ مَیں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اُس سے ڈرایا ہے۔

دجّال کے فتنہ سے بچنے کا علاج بتاتے ہوئے فرماتے
ہیں:۔ فَمَنْ اَدْرَکَہٗ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ فَوَاتِحَ سُوْرَۃِ ۲۱۳
الْکَہْفِ۔ (مشکوٰۃ باب ذکر الدجال ص۴۷۳) ایک اور حدیث
میں ہے۔ مَنْ قَرَأَ عَشَرَ اٰیَاتٍ مِنْ اٰخِرِھَا ثُمَّ خَرَجَ ۲۱۴
الدَّجَّالُ لَمْ یُسَلَّطْ عَلَیْہِ (کنز العمال جلد ۱ ص۱۴۴) جو شخص اُسے پائے تو اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ اور جو شخص سورہ کہف کی دس پچھلی آیات پڑھتا رہا۔ پھر دجّال جب نکلیگا تو اُس پر مسلّط نہیں ہو سکیگا۔

قرآن مجید چونکہ کوئی جنتر منتر کی کتاب نہیں اس لئے سورہ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات بتانا کسی خاص اہم مقصد کی بناء پر ہے۔ اور وہ اہم مقصد یہ ہے۔ کہ سورہ کہف کی ابتداء میں دجّالی عقیدہ کا ذکر ہے اور پچھلی آیات میں اسکی صنعت وحرفت اور سیاست کا ذکر ہے۔ جسے دوسرے لفظوں میں یاجوج ماجوج کہا ہے۔ پس جو شخص بھی اُس کے عقیدہ اور دُنیاوی کاموں سے واقف ہو جائیگا وہ اُس کی علامات سے فوراً اُس کو پہچان لیگا اور پھر اُس کی دجّالیت کا کبھی شکار نہیں ہو گا۔ سورۂ کہف کی ابتداء میں

فرمایا:- وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُولُونَ اِلَّا كَذِبًا ۝[1]

اور وہ (نبی) ڈرائے اُن لوگوں کو جنہوں نے کہا کہ خدا نے بیٹا بنایا ہے۔ اُن کے پاس اور نہ اُن کے بڑوں باپ دادوں کے پاس اس کے بارے میں کوئی حقیقی علم ہے۔ یہ بہت بڑی خوفناک بات ہے جو اُن کے مُونہوں سے نکلتی ہے۔ (اصل بات یہ ہے) وہ سوائے جھوٹ کے اور کچھ کہتے ہی نہیں۔

اب اِن آیات پر غور کریئے ہر عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے، کہ دجالیت عیسائیت ہی کا نام ہے۔ بالخصوص پادری لوگ جنہوں نے ابن اللہ کا عقیدہ ایجاد کیا جو سراسر عقل اور نقل کے خلاف ہے۔ جیسے وہ دجل اور فریب سے پھیلانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید نے ایک ننگی تلوار سے ان کے دجل کے پردوں کو تار تار کر کے انہیں بے نقاب کر دیا ہے۔ پادریوں کے موجودہ عقائد کو اصل مذہب عیسوی سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح کو جو ایک فانی انسان کی طرح جامِ مرگ نوش فرما چکے ہیں خدا کا بیٹا بلکہ خدا بنانا موجودہ محرف و مبدل شدہ بائیبل کی رُو سے بھی باطل ہے اور عقل کے لحاظ سے بھی باطل ہے۔ عقل کے لحاظ سے اس طرح کہ بیٹا اُسی چیز کا ہوتا ہے جو فنا

[1] کہف رکوع ۱۔

ہونیوالی ہو۔ ہم دُنیا میں روز مرہ موت فوت اور پیدائش
کا سلسلہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور خدا کے لئے چونکہ موت نہیں
اور عیسائیوں کو بھی یہ مسلّم ہے تو پھر خدا کا بیٹا کیا؟ نیز کسی
چیز کا بیٹا اُس کی ہم جنس مادہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً گھوڑے کا
بچہ گھوڑی سے، اونٹ کا اونٹنی سے، ہاتھی کا ہتھنی سے۔
انسان کا عورت سے۔ اسی طرح خدا کا بیٹا بھی کسی ایسی مادہ
سے ہونا چاہئے جو اس کی ہم جنس (خداونی) ہو انسان کی جنس
سے نہ ہو۔ اور عیسائی کسی (خداونی) کے قائل ہی نہیں۔ اسلئے
قرآن مجید نے فرمایا۔ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ ۲۱۶
لَّہٗ صَاحِبَۃٌ۔ اے عیسائیو! خدا کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے
حالانکہ اُس کی ہم جنس خداونی تو کوئی ہے نہیں۔ پھر بائیبل
بھی اس عقیدہ کو دھکے دیتی ہے۔ کیونکہ بائیبل میں صرف
حضرت مسیحؑ کو ہی خدا کا بیٹا نہیں کہا گیا، بلکہ اور بھی
بہت سے لوگوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ جو صرف برگزیدہ
اور راستباز کے معنوں میں ہے۔ (۱) "خداوند نے یوں فرمایا ۲۱۷
ہے۔ کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے" (خروج باب ۴
آیت ۲۲) "سلیمان خدا کا بیٹا ہے" (تواریخ ۱۔ باب ۲۲۔ آیت ۱۹) ۲۱۸
"قاضی، مغنی خدا کے بیٹے ہیں" "میں نے تو کہا کہ تم اِلٰہ ہو
اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو" (زبور ۸۲ آیت ۷)
متی باب ۵ آیت ۴۵ میں نیکی کے کام بتانے اور اُن پر عمل
کرنے کی تاکید کرتے ہوئے لکھا ہے "تاکہ تم اپنے باپ ۲۱۹

کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔"

پس اگر یہ تمام راستباز خدا کے حقیقی بیٹے نہیں بن گئے۔ تو حضرت مسیح کس طرح بن سکتے ہیں؟ پھر حضرت مسیح کا اپنا فیصلہ اِس بارے میں واضح ہے۔ فرماتے ہیں۔ "اور ہمیشہ ٤٢٠
کی زندگی یہ ہے۔ کہ تجھ خدا واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔" (یوحنا باب ١٧۔ آیت ٣)

انجیل کی یہ آیت گویا حضرت مسیح کا کلمہ ہے۔ جس کا پہلا جزو لا الٰہ الا اللہ ہے اور دوسرا جزو عیسےٰ رسول اللہ ہے۔ مگر پادری صاحبان اِسکے بالکل اُلٹ اُنہیں خدا کا بیٹا بلکہ خود خدا بتاتے ہیں۔ اور اس طرح حقیقت پر پردہ ڈالکر ساری دُنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہیں۔ گویا اُن کا خدا اُن کی اپنی ایجاد ہے۔ اسی لئے دجال کے متعلق یہ کہا گیا کہ وہ خدائی کا دعوےٰ کریگا۔ پس ان کا دعوےٰ گو اپنے متعلق تو خدائی کا نہیں مگر ایک اچھے بھلے فانی انسان کے متعلق خدائی کا دعوےٰ ضرور ہے جو انکی دجالیت پر دال ہے۔ اور مذہب کے لحاظ سے یہی وہ آنکھ ہے جو بالکل بند ہے۔ چنانچہ احادیث میں ہے اَنَّہٗ اَعْوَرُ۔ کہ دجال کانا ہوگا۔ اور اسکا ٹینٹ اُبھرا ہوا ہوگا۔ یعنی ان کا کانا پن بالکل واضح ہوگا۔

ایک تاریخی لطیفہ بھی اِسجگہ بیان کے لائق ہے۔ کہ آخری غسانی بادشاہ جبلہ بن الایہم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مسلمان ہوا۔ تو حضرت عمرؓ کے ساتھ ١٦ھ میں

حج کے لئے مکہ گیا۔ وہاں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ کہ فزارہ قبیلے کے ایک شخص کا پاؤں اسکے تہ بند پر پڑ گیا۔ اسپر اس نے ایک تھپیڑ مار کر اس کی ناک کو توڑ دیا۔ اُس فزاری نے حضرت عمرؓ کے پاس استغاثہ دائر کیا۔ حضرت عمرؓ نے جبلہ سے فرمایا۔ اس کا فدیہ ادا کر ورنہ میں اِس فزاری کو تجھے تھپیڑ مارنے کا حکم دونگا۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اَنَا مَلِكٌ وَّهُوَ سُوْقَةٌ۔ میں بادشاہ ہوں اور یہ معمولی آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اِنَّ الْاِسْلَامَ جَمَعَكُمَا وَسَوّٰى بَيْنَ الْمَلِكِ وَالسُّوْقَةِ فِي الْحَدِّ۔ کہ اسلام نے تم دونو کو جمع کر دیا ہے اور شرعی حد (سزا) بادشاہ اور معمولی انسان میں برابری رکھتی ہے۔ جبلہ نے کہا۔ یہ بات ہے تو میں عیسائی ہو جاؤنگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اگر اب تو اِس وجہ سے عیسائی ہوا۔ تو میں تیری گردن اُڑا دوں گا۔ اسپر اُس نے ایک رات کی مہلت مانگی اور پھر راتوں رات اپنے نوکروں چاکروں اور سپاہیوں سمیت شام کو بھاگ گیا۔ اور وہاں جاکر دوبارہ عیسائی ہو گیا۔ ہرقل اسپر بڑا خوش ہوا اور انکی تعظیم و تکریم کی۔ مگر بالآخر جبلہ بہت پشیمان ہوا اور اس نے یہ شعر کہے

ھ تَنَصَّرَتِ الْاَشْرَافُ مِنْ عَارِ لَطْمَةٍ ۴۲۱
وَمَا كَانَ فِيْهَا لَوْ صَبَرْتُ لَهَا ضَرَرٌ
تَكَنَّفَنِيْ فِيْهَا لَجَاجٌ وَّ نَخْوَةٌ
وَبِعْتُ لَهَا الْعَيْنَ الصَّحِيْحَةَ بِالْعَوَرِ

فَيَا لَيْتَ اُمِّیْ لَمْ تَلِدْنِیْ وَلَيْتَنِیْ
رَجَعْتُ اِلَى الْقَوْلِ الَّذِیْ قَالَهٗ عُمَرُ[۱]

یعنی ایک تھپڑ کھانے کی شرم سے قوم کے اشراف عیسائی بن گئے۔ اگر میں برداشت کر لیتا تو میرے لئے کوئی نقصان نہ تھا۔ مجھ پر عناد اور نخوت اس معاملہ میں غالب آ گئی، اور میں نے از راہِ تکبر اپنی بینا آنکھ کو کانی آنکھ کے بدلے میں بیچ دیا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ اور ہائے میں اس بات کو مان لیتا جو حضرت عمرؓ نے کہی تھی۔

اِن اشعار میں جبلہ نے بینا آنکھ اسلام کو قرار دیا ہے اور کانی آنکھ عیسائیت کو کہا ہے۔ پس یہ تاریخی لطیفہ بھی ہماری تائید میں ہے۔ کہ ایک عیسائی نے آج سے قریباً ایک ہزار تین سو سال پہلے عیسائیت کو کانی آنکھ کہا۔ اور یہی آج ہم کہتے ہیں۔ پھر دجال کی یہ نشانی کہ اسکے ماتھے پر
۳۲۲ ک ف ر لکھا ہوگا جسے پڑھا ہوا اور اَن پڑھ ہر ایک پڑھ لیگا۔ اس کا بھی یہی مفہوم ہے۔ کہ اُن کا یہ کفریہ عقیدہ ایسا واضح ہوگا کہ اَن پڑھ بھی اِس بات کو سمجھ سکیگا۔ کہ خدا تین نہیں ایک ہے۔ اور اس کا کوئی بیٹا ہُوا نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے۔
۳۲۳ اور دجال کی یہ نشانی کہ وہ جزیرہ سے نکلیگا اور گرجا میں جکڑا ہُوا دیکھا گیا۔ جیسا کہ تمیم داری کے مکاشفہ میں مذکور ہے۔ یہ دونو علامتیں بھی عیسائیت پر اور پادریوں پر صادق آتی ہیں۔

[۱] لباب المختار ص۲۱۵

ایک یوریین کی شہادت کہ پوپ کا سلسلہ دجالیت ہے

مسٹر ٹامس وٹس اپنی مشہور کتاب The Unvailing Daughters of an aged Mather (ایک بوڑھی ماں کے بیٹوں کا بے نقاب کرنا مطبوعہ لنڈن ۱۹۰۱ء)

اس کتاب میں تمام عیسائی فرقوں کو دجال کہا ہے۔ بالخصوص پوپ کے کاروبار کے متعلق لکھتے ہیں:۔

۲۲۴ The Great Antichrist is Popery in the Church of Rome. ص۲۴

یعنی رومن کیتھلک چرچ میں پوپ کا کاروبار ہی بڑا دجال ہے۔

ایک علامت دجال کی یہ بھی لکھی ہے۔ کہ وہ ایک عجیب الخلقت گدھے پر سوار ہوگا۔ جسکے متعلق لکھا ہے:۔ تَحْتَهٗ

۲۲۵ حِمَارٌ اَقْمَرُ طُوْلُ كُلِّ اُذُنٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثَلَاثُوْنَ ذِرَاعًا مَا بَيْنَ حَافِرِ حِمَارِهٖ اِلَى الْحَافِرِ الْاٰخَرِ مَسِيْرَةُ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ تُطْوٰى لَهُ الْاَرْضُ مَنْهَلًا[ٹہ] يَتَنَاوَلُ السَّحَابَ بِيَمِيْنِهٖ وَ يَسْبِقُ الشَّمْسَ اِلَى مَغِيْبِهَا يَخُوْضُ الْبَحْرَ اِلَى كَعْبَيْهِ اَمَامَهٗ جَبَلُ دُخَانٍ وَ خَلْفَهٗ جَبَلٌ اَخْضَرُ يُنَادِيْ بِصَوْتٍ يُسْمِعُ لَهٗ مَا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ اِلَيَّ اَوْلِيَائِيْ اِلَيَّ اَوْلِيَائِيْ اِلَيَّ اَحِبَّائِيْ[لہ]

(ترجمہ) اسکے نیچے ایک سفید گدھا ہوگا۔ جسکے دونو کانوں کے درمیان تیس گز کا فاصلہ ہوگا۔ زمین اس کی سرعت رفتار سے)

ٹہ: اَلْمَنْهَلُ: مَوْضِعُ الَّذِیْ فِیْهِ الشُّرْبُ۔ جَمْعُهٗ مَنَاهِلُ۔ وَ تُسَمّٰی الْمَنَازِلُ الَّتِیْ فِی الْمَفَاوِزِ عَلٰی طُرُقِ السُّفَّارِ۔ (اقرب الموارد) یعنے منہل سے مراد وہ جگہ ہے جس میں پینے کا پانی ہو۔ اسکی جمع مناہل ہے۔ جسکے معنے ان منازل کے ہیں جو جنگلات میں مسافروں کے راستے پر بنی ہوتی ہیں۔ یہاں مراد ریلوے اسٹیشن ہیں۔

لہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۶ اور کچھ بیش الفاظ سے بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳ میں بھی مذکور ہے۔

منزل بمنزل کشتی چلی جائیگی - وہ بادلوں کو اپنے زورِ بازو سے اپنے قابو میں کرلیگا - سورج کو اُسکے غروب ہونیکی جگہ سے پیچھے چھوڑ جائیگا - سمندر میں گھسیگا جو اس کے ٹخنوں تک آئیگا۔ اسکے آگے ایک دھوئیں کا پہاڑ ہوگا - اور پیچھے ایک سرسبز پہاڑ ہوگا - وہ پکار پکار کر ایسی آواز سے جو دونو کناروں سے سُنی جائیگی کہیگا میری طرف آؤ میرے دوستو - ہاں ہاں میری طرف آؤ میرے دوستو - آؤ میری طرف میرے پیارو اور مجھے چاہنے والو -

اِس حدیث میں دجّال کی ایجاد ریل ، ہوائی جہاز ، دُخانی جہاز سب کی کیفیت بیان کر دی ہے - جو اس کا گدھا کہلانے کے مستحق ہیں - یعنے لادنے اور سواری کا کام دیتے ہیں -

پہلی علامت - کہ اسکا گدھا اقمر یعنی سفید رنگ کا ہوگا یہ ریل گاڑی پر دو طرح چسپاں ہوتا ہے - اوّل - یہ کہ اراکینِ حکومت کی گاڑیاں بالکل سفید رنگ کی ہوتی ہیں - دوم - یہ کہ گاڑیوں میں رات کو جو روشنی ہوتی ہے وہ مُراد ہے - یعنے اس کا گدھا روشن ہوگا -

دوسری علامت - تیس گز کا فاصلہ دو کانوں کے درمیان ہے - اور واقعی ریل کے انجن اور گارڈ کے کمرے کے درمیان چھوٹی بڑی گاڑیوں کی مناسبت سے بعض اوقات تیس گز کا فاصلہ ہوتا ہے[۱] - جس طرح کانوں سے سُن کر دوسرے کی بات کی تعمیل کی جاتی ہے - اسی طرح گارڈ کے اشارے پر انجن حرکت

---

[۱] اور بعض احادیث کی رو سے سَبعُونَ بَاعًا (مشکوٰۃ) ستر گز کا فاصلہ ہوتا ہے -

کرتا ہے۔

تیسری علامت۔ دونوں کھروں کے درمیان ۲۴ گھنٹوں کی مسافت ہے۔ یہ بات انجن پر چسپاں ہوتی ہے۔ کہ وہ ایک مقام سے چلکر جہاں دوسرے مقام پر تبدیل ہوتا ہے ان دونو مقاموں کے درمیان ۲۴ گھنٹے کی مسافت کا فاصلہ ہوتا ہے۔

چوتھی علامت یہ ہے۔ کہ زمین اس کے لئے لپیٹ دیجائیگی۔ اس میں کیا شُبہ ہے ریل گاڑی کی وجہ سے زمین لپیٹ دی گئی ہے۔ یعنی ہزارہا میل کا سفر چند گھنٹوں میں بعض گاڑیاں طے کر لیتی ہیں۔ اور اگر گاڑی میں بیٹھا ہوا انسان زمین کی طرف دیکھے تو زمین پیچھے کو سمٹتی لپٹتی ہوئی نظر آتی ہے۔

پانچویں علامت۔ بادلوں کو پکڑنا ہے۔ یعنے بادلوں سے تیزی میں بڑھی ہوئی سواری اس کے پاس ہوگی۔ چنانچہ ریل ایسی ہی ہے۔ پھر ہوائی جہازوں کے ذریعہ تو انسان بادلوں کو بھی جا لیتا ہے۔ بلکہ ان کے بھی اُوپر چلا جاتا ہے۔

چھٹی علامت۔ سورج سے آگے نکل جانا ہے۔ یہ بھی اسکی تیزی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کہیں کا کہیں نکل جائیگا۔ ریل گاڑی بھی ایسی ہے۔ اور پھر آجکل ہوائی جہاز اس قسم کے ایجاد ہوئے ہیں۔ کہ ایک شخص سورج چڑھتے ہی اگر پُرانی دُنیا سے اُڑے تو نئی دُنیا (امریکہ) میں سورج کھڑے کھڑے پہنچ جاتا ہے۔

ساتویں علامت ۔ دجّال کے گدھے کے ٹخنوں تک سمندر کا ہونا ہے ۔ دُخانی جہازوں پر یہ بات صادق آتی ہے ۔ کیونکہ سمندر واقعی ان کے ٹخنوں تک معلوم ہوتا ہے ۔

آٹھویں علامت :۔ سامنے دُھوئیں کا پہاڑ ہونا ہے ۔ چنانچہ ریل گاڑی یا دُخانی جہازوں کے آگے دُھوئیں کا پہاڑ ہی ہوتا ہے ۔ جو انجن کی چمنیوں سے باہر نکلتا ہے ۔

نویں علامت ۔ پیچھے سرسبز پہاڑ کا ہونا ہے ۔ گاڑیوں پر جو لوگ سوار ہوتے ہیں وہ اگر پیچھے کو نظر ماریں تو درخت قطار در قطار پہاڑوں کی طرح سلسلہ وار چکر کھاتے معلوم ہوتے ہیں ۔ اور گارڈ کی سبز جھنڈی اور سبز لالٹیں جو اونچی کرکے ہلائی جاتی ہے وہ بھی اس پر شاہد ہے ۔

دسویں علامت ۔ اُس کا آواز دیکر اپنے ساتھیوں کو بُلانا ہے ۔ یہ بھی ریل گاڑی پر صادق آتا ہے ۔ کیونکہ ریل گاڑی کی سیٹی اسی غرض کے لیئے بجائی جاتی ہے ۔ کہ اس میں سوار ہونے والے اور اس میں سفر کرنا پسند کرنیوالے جلدی سے آجائیں :۔ پس یہ سب علامات ریل گاڑی پر جو دجّال کا گدھا ہے صادق آتی ہیں ۔

مولٰنا ابوالجمال احمدؐ مکرم صاحب عباسی اپنی کتاب "حکمت بالغہ" جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ پر دجّال اور اسکے گدھے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔ "ہمارا دعویٰ ہے ۔ کہ حدیثوں میں دجّال سے کوئی ۴۲۶
فرد خاص مقصود نہیں ۔ نہ یہ کوئی مذموم لفظ ہے بلکہ دجّال

ؔ یہ کتاب مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن کی اجازت سے مطبع دائرۃ المعارف حیدرآباد میں ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوئی ۔

سے دجّال صفت لوگ مُراد ہیں اور دجّال کی جو صفت بیان
کی گئی ہے وہ بالکل اہلِ یورپ اور پادریوں پر صادق آتی
ہے۔" پھر مسیح الدجال کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
۳۲۷ "حدیث شریف میں دجّال کو مسیح کہا گیا ہے۔ مسیح مشتق
ہے مساحت سے اور مساحت کے معنے ہیں "زمین ناپنا" تو
دجّال کو مسیح کا لقب اسی مناسبت سے دیا گیا کہ وہ تمام
کُرّۂ ارض کو ناپ ڈالیگا۔۔۔۔ دجّال کی یہ تعریف بھی اہلِ
یورپ اور اُن کے پادریوں پر ہو بہو منطبق ہو جاتی ہے۔
جنہوں نے زمین کا چپہ چپہ ناپ ڈالا اور جہان بھر کو چھان
مارا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو بھی اسی مناسبت سے
مسیح کہا گیا ہے۔ کہ وہ ایک جگہ جم کر سکونت گزیں نہیں
رہے۔ بلکہ جب تک زندہ رہے کبھی یہود کے خوف سے
کبھی کسی وجہ سے ہر طرف پھرا کرتے تھے۔" (حکمت بالغہ ص۱۳۳ جلد ۲)
۳۲۸ دجّال کے گدھے کی بابت فرماتے ہیں "صحابہؓ نے پُوچھا یا
رسول اللہ دجّال زمین میں کتنا جلد چلیگا۔ فرمایا۔ اُس مینہہ کی
طرح جسکے پیچھے ہوا آتی ہے۔ اِس سے مقصود ریل ہے۔ اور
یہ پیشگوئی بالکل مطابق واقع اُتری ہے۔ کیونکہ ریل کی سُرعتِ
رفتار ایسی ہی ہے۔ اور تیزیٔ حرکت کی وجہ سے اس کے پیچھے
ہوا کا آنا نہایت صحیح بیان ہے۔" (حکمت بالغہ جلد ۲ ص۱۳۴)
۳۲۹ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:- "پھر دجّال نے زبانِ حال سے
بیان کیا۔ کہ میں مکہ اور مدینہ میں نہ جا سکونگا۔ اور دیکھا جاتا

ہے۔ کہ اہل یورپ باوجود اس کے کہ کرۂ ارض پر اُن کا سکہ چل رہا ہے۔ ایک عالم پر ان کی دھاک بیٹھی ہے۔ مگر ان (مکہ و مدینہ) دو متبرک مقامات کی طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھتے۔ یا بہ تسلط چہ رسد (حکمتِ بالغہ جلد ۲ صـ ۱۳۹)

بالآخر لکھتے ہیں "اگر دجّال سے اہلِ یورپ کو مُراد نہ لیں ۴۳۰
تو یہ پیشینگوئی بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔" (صـ ۱۴۰)

باقی اور بھی چھوٹی چھوٹی علامات ہیں جو بالکل اہلِ یورپ اور پادریوں پر منطبق ہوتی ہیں بخوفِ طوالت انکو چھوڑ دیا گیا ہے۔ پھر اِنہیں سواریوں ریلوں، موٹروں وغیرہ کی ایجاد کے لئے ہی حدیث اور قرآن مجید میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۔ کہ جب دس مہینہ کی گابھن اونٹنی بیکار سمجھی جائیگی۔ اور حدیث شریف میں اس کی تشریح یوں کی گئی ہے وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا (مسلم) کہ اُونٹ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ پس اُن سے جلدی تیز رفتاری کا کام نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی ہر جگہ عموماً اور عرب، مصر، عراق، شام میں خصوصاً موٹروں اور ریلوں کی ایجاد سے پوری ہو چکی ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں فلسطین میں موٹروں کی جب عام ہڑتال ہوئی تو اس پر جریدہ فلسطین نے اپنی اشاعت ۷ر نومبر ۱۹۳۱ء میں لکھا:۔

"لَقَدْ نَزَحَتِ الْجِمَالُ اِلٰى اَقْلَهَا اِلَى الصَّحْرَاءِ ۴۳۱
مُنْذُ رَاَتْ وَجْهُ السَّيَّارَاتِ فَلْتَسْتَرْ ذُهَا لَنَا

اَلْحُکُوْمَۃُ اِذَا شَاءَتْ اَنْ یَّسْتَمِرَّ الْاَحْزَابُ وَ اَنْ لَّا یُخَرَّبَ الْبَلَدُ" کہ جب سے موٹریں آئی ہیں اونٹ قریباً سب مکے سب صحرا میں چلے گئے ہیں۔ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ شہر ویران نہ ہوں تو پھر ان اونٹوں کو واپس لائے۔ یہ ہڑتال ۱۱ر نومبر ۳۱ء کو ختم ہو گئی۔ گویا اونٹوں کا بیکار ہونا بھی پورا ہو چکا ہے۔

قتلِ دجال کی حقیقت

اب میں قتلِ دجال کی حقیقت کو لیتا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ مسیح موعودؑ دجال کو قتل کریگا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

فَلَا یَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ مِنْ رِیْحِ نَفَسِہٖ اِلَّا مَاتَ ۴۲۲
وَ نَفَسُہٗ یَنْتَہِیْ حَیْثُ یَنْتَہِیْ طَرْفُہٗ فَیَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُدْرِکَہٗ بِبَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُہٗ (مشکوٰۃ باب.... ذکر الدجال صـ۴۷۳)

کہ کسی کافر کے لئے حلال نہیں ہوگا۔ کہ اُس کے سانس کی ہوا پائے مگر زندہ رہے۔ یعنی فوراً مر جائیگا۔ اور اُس کا سانس وہاں تک پہنچیگا جہاں تک اس کی نظر کام کریگی۔ پس مسیح موعودؑ دجال کی تلاش کریگا۔ یہاں تک کہ اُسے باب لُد میں پکڑ لیگا۔ پھر اُسے قتل کر دیگا۔

اس حدیث نے قتلِ دجال کی ساری حقیقت واضح کر دی ہے۔ اوّل اسکے سانس کی ہوا سے کافروں کا مرنا بیان کیا ہے۔ دجال بھی چونکہ کافر ہے اس لئے اسے بھی مسیح کے سانس کی ہوا سے مرنا چاہیئے۔ سانس کی ہوا سے مرنے

کے معنے اس کی تبلیغ ، مباحثات اور بد دُعا سے مرنا ہے
ظاہری سانس سے مرنا مُراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر سانس
سے کافر مرتے چلے گئے تو پھر ایمان کون لائے گا۔ اور مسیح
اسلام کن میں پھیلائے گا۔ دوم لکھا ہے۔ کہ اس کی تلاش
میں رہے گا اور اُسے باب لُد پر پکڑ لیگا۔ قرآن مجید نے
عیسائیوں کو قَوْمًا لُدًّا (مریم رکوع ۶) یعنی سخت جھگڑالو
قوم کہا ہے۔ لُدّ کے معنے لُغت میں لکھے ہیں۔ لَدَّهٗ۔ حَیَّرَهٗ ۲۲۳
لَدَّ بِهٖ صَرَّحَ بِعُیُوْبِهٖ وَ شَهَّرَهَا (منجد) اور اقرب الموارد
میں ہے۔ لَدَّ بِهٖ۔ لَدَّهٗ وَحَیَّرَهٗ وَ خَاصَمَهٗ۔

لَدَّهٗ اسے حیران کر دیا۔ اور لَدَّ بِهٖ اُسکے عیوب کو
خوب ظاہر کیا۔ اور انکو مشتہر کیا۔ اور اسے بھگایا۔ اُس
سے جھگڑا کیا۔ پس باب لُد پر قتل کرنیکے معنے یہ ہوئے۔
کہ وہ جھگڑے ، مباحثے وغیرہ کی رُو سے دجالیت کا پردہ
فاش کریگا اور ان کے بد عقائد کی قلعی کھول کر رکھ دیگا اور
اپنے زورِ دلائل سے انہیں دم بخود کر کے بھگا دیگا۔ اور یہی
حقیقی قتل ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں بھی وارد ہے لِیَهْلِكَ ۲۲۴
مَنْ هَلَكَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ۔ جس
نے ہلاک ہونا ہے وہ دلائل کی تلوار سے ہلاک ہو اور جس
نے زندہ رہنا ہے وہ بزورِ دلائلِ حقہ زندہ رہے۔ (انفال ع ۵)

دوسری حدیث میں اِس مفہوم کو یَذُوْبُ كَمَا یَذُوْبُ
الْمِلْحُ کہ مسیح کو دیکھکر وہ نمک کی طرح پگل جائیگا کے

الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔

سیّدنا حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں ایسے ایسے دلائل عیسائیت کی تردید میں لکھے ہیں اور اُن کے خدا کو مُردہ ثابت کیا ہے۔ کہ ناممکن ہے عیسائیت پھر سر اُٹھا سکے۔ ہر شخص آپؑ کی کتابیں پڑھ کر خود معلوم کر سکتا ہے اور دراصل اُن کے خدا کی مَوت ہی اُن کی مَوت کا پیغام ہے۔ اب اگر انہیں زندگی نصیب ہوگی تو پھر اسلام میں آکر ہوگی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا قتلِ دجّال اتنا واضح ہے۔ کہ آپؑ کے ایک مخالف بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں ۲۲۵
کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں.... ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے عیسائی کی یہ مجال نہ تھی۔ کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا ہو۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے ردّ میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے انکا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا۔" (اخبار کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء مضمون مرزا حیرت دہلوی)

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ جب عیسائی دجّال

ہیں تو پھر ان کی اطاعت احمدی کیوں کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ مذہبی لحاظ سے ہم قائلِ دجّال ہیں۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ دجّال اور اُس کی ساری ذریت کو مسلمان بناکر چھوڑینگے لیکن سیاسی لحاظ سے ہم اس گورنمنٹ کی رعایا ہیں اسلئے ہمارا مذہبی فرض ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کریں۔ بالخصوص ایسی محسن اور امن پسند گورنمنٹ کی جسے مذہبی آزادی دے رکھی ہے ، سیاسی امور میں اطاعت ایک مذہبی فریضہ سمجھکر کرتے ہیں اور یہ بات قابلِ اعتراض نہیں۔

یاجوج ماجوج

کا نکلنا بھی مسیح موعود کے زمانہ میں بیان ہوُا ہے ۔ یاجوج ماجوج سے مراد ایسی قومیں ہیں جو آگ سے کام لیتی ہیں۔ آگ کی جنگ لڑتی ہیں۔ اور پھر آگ کی سی رنگت والی ہیں ۔ یہ بھی تمام یورپین اقوام ہیں۔ دجّال اُن کا نام مذہبی لحاظ سے ہے۔ اور سیاسی اعتبار سے انہیں یاجوج ماجوج کہا گیا ہے۔ ان کی صفت میں حدیث میں آتا ہے۔ کہ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ (مشکوۃ باب ذکرالدجال صفحہ ۴۷۳ ۴۳۶ ....) کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ اور قرآن مجید نے ان کے متعلق فرمایا ہے۔ وَھُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ٥ ہر اونچی جگہ یا لہروں پر سے پھاندتے چلے آئینگے۔ چنانچہ یہ اقوام سمندری راستوں سے جہازوں کے ذریعہ تمام دُنیا میں پھیل چکی ہیں۔ اور ان سے مقابلہ کی کِسی میں طاقت نہیں۔ ان کا انجام بائیبل اور قرآن کی رُو

۴۲۷ سے یہ ہے۔ کہ "جب ہزار برس پورے ہو چکینگے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا۔ اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہونگی۔ یعنے یاجوج ماجوج کو گمراہ کرکے لڑائی کے لئے جمع کرنیکو نکلیگا" (مکاشفات ۲۰/۸-۷)

یہاں پر ہزار برس سے مراد سنہ ہجری کے ہزار برس ہیں۔ یعنے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزار برس بعد شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ۱۶۱۱ء میں ہندوستان میں مغربی اقوام کے قدم جم گئے اور یاجوج کی ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ اور پھر اب ان کی ترقی انتہاء کو پہنچکر قرآن مجید کے فرمان کے مطابق یَمُوجُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ۔ آپس میں موجیں مارینگے۔ یعنی آپس میں لڑتے مرتے رہیں گے۔ جیساکہ آجکل ہو رہا ہے۔ پس خروج یاجوج اور ماجوج کی علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔ اور اُن کی لڑائیاں بھی ہو رہی ہیں۔

طاعون پھر ایک نشان مسیح موعودؑ کے زمانہ میں طاعون کا پھُوٹنا
۴۲۸ بھی ہے۔ بائیبل میں لکھا ہے "وَ تَكُوْنُ مَجَاعَاتٌ وَ اَوْبِئَةٌ[1] وَ زَلَازِلُ فِيْ اَمَاكِنَ" (بائیبل عربی متی باب ۲۴۔ آیت ۷)

[1] اَوْبِئَةٌ۔ وَبَاءٌ کی جمع ہے۔ صراح میں مرگ وبار کے معنے لکھے ہیں "طاعون مرگ وبار" صفحہ ۱۵۰۔ پھر منجد میں ہے:۔ "اَلطَّاعُوْنُ الْوَبَاءُ الْمَعْهُوْدُ اَوِالْمَوْتُ مِنَ الْوَبَاءِ"۔ طاعون مشہور وبار ہے۔ یا وبا سے مرنا طاعون ہے۔

اور جگہ جگہ کال، وبائیں اور بھونچال آئینگے۔ عربی حوالہ اسجگہ
اس لئے دیا ہے کہ عیسائیوں نے اپنی دیرینہ منحوس عادت
تحریف کے ماتحت اُردو بائیبلوں سے متی کے اس حوالہ سے
لفظ "وبائیں" اُڑا دیا ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ خزینۃ الاسرار
تفسیر متی مصنفہ پادری عمادالدین صاحب کے اسی باب میں
لفظ "وبائیں" لکھا ہوا موجود ہے۔ پورا حوالہ یہ ہے "کیونکہ ۴۳۹
قوم پر قوم اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھیگی اور کال اور
وبائیں اور جگہ جگہ زلزلے ہونگے" (خزینۃ الاسرار صفحہ ۴۱۲ متی باب ۲۴
آیت ۷)، لوقا میں لکھا ہے "پھر اس نے ان سے کہا کہ قوم پر ۴۴۰
قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریگی اور بڑے بڑے
بھونچال آئینگے اور جابجا کال اور مری پڑیگی۔ اور آسمان پر بڑی
بڑی دہشت ناک باتیں اور نشانیاں ظاہر ہونگی" (لوقا باب ۲۱ آیت ۱۰-۱۱)
اور انگریزی بائیبل میں لفظ "مری" کا ترجمہ جو زکریا ۱۴/۱۲ میں موجود
ہے پلیگ سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"And the shall be the Plague."

اور پلیگ کا ترجمہ طاعون ہے۔ ملاحظہ ہو انگریزی عربی ڈکشنری
موسوم بہ القاموس العصری انگلیزی عربی مؤلفہ الیاس انطون الیاس صفحہ ۴۹۹

قرآن وحدیث میں طاعون کی پیشگوئی

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا ۴۴۱
لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
لَا يُوْقِنُوْنَ ० (نمل رکوع ۶)، اور جب اُن پر فرد جرم لگ جائیگا

یا اتمامِ حُجّت ہو جائیگا۔ تو ہم ان کے لئے ایک کیڑا زمین سے نکالیں گے۔ جو ان کو کاٹیگا۔ کیونکہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہ رکھتے ہونگے۔ تُکَلِّمُھُمْ کے معنے یہاں "کاٹیگا" کے ہیں۔ جو لغت کے لحاظ سے بالکل درست ہیں "کَلَمَهٗ تَکْلِیْمًا۔ جَرَحَهٗ (المنجد) یعنے کَلَّمَهٗ تَکْلِیْمًا کے معنے ہیں اُسے زخمی کیا۔ چنانچہ طاعون ایک زمینی کیڑے کے کاٹنے ہی سے ایک گلٹی اور پھوڑے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

۴۴۲ "عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ قُدَّامَ الْقَائِمِ مَوْتَانِ مَوْتٌ اَحْمَرُ وَ مَوْتٌ اَبْیَضُ حَتّٰی یَذْھَبَ مِنْ کُلِّ سَبْعَةٍ خَمْسَةٌ اَلْمَوْتُ الْاَحْمَرُ السَّیْفُ وَالْمَوْتُ الْاَبْیَضُ الطَّاعُوْنُ"۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۲)

سلیمان بن خالد سے روایت ہے۔ کہ مَیں نے حضرت ابو عبداللہ (امام حسین رضی اللہ عنہ) سے فرماتے سُنا۔ کہ مہدی معہود کے سامنے (اُن کے زمانہ میں) دو موتیں (کثرت سے) ہونگی۔ سُرخ موت اور سفید موت۔ یہاں تک کہ ہر سات آدمیوں میں سے پانچ مرجائینگے سُرخ موت سے مُراد تلوار (کی موت) ہے۔ اور سفید موت سے طاعون (کی موت) ہے۔ چنانچہ یہ طاعون کا نشان بھی پورا ہوا اور اسکے بارہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت لوگوں کو اطلاع دی۔ اِس طرح یہ نشان آپؑ کی صداقت میں ڈبل طور پر پورا ہوا۔ آپؑ نے ۶ر فروری ۱۸۹۶ء کو باعلام الٰہی طاعون کے پھوٹنے کے متعلق اعلان کیا۔ کہ "آج جو ۶ر فروری ۱۸۹۶ء

روز یکشنبہ ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے
ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے
لگا رہے ہیں۔ اور درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور
خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانیوالوں سے
پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون
کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے
پر یہ امر مشتبہ رہا۔ کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ
مرض بہت پھیلیگا۔ یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے
گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔ اور مجھے اس
سے پہلے طاعون کے بارہ میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔

اس پیشگوئی اور الہامی کتب اور مقدسوں کی پیشگوئیوں کے
عین مطابق ۱۸۹۶ء کے آخر میں پنجاب میں بڑے زور شور سے
طاعون پھیلی اور کوئی بستی اور شہر باقی نہ رہا جس میں یہ وبا
نہ پہنچی ہو۔ سینکڑوں دیہات اُجڑ گئے۔ ہزاروں خاندان مٹ
گئے۔ لکھوکھا جانیں تلف ہوئیں اور سالہا سال تک یہ وبا قہر
خدا کی شکل میں لوگوں پر مسلط رہی۔

ایک نشان غلبۂ دینِ اسلام بھی ہے

جو آنیوالے موعود کے
ذریعہ سے مذہب اسلام
کی رُو سے ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ ۴۴۳

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (صف رکوع)
کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور
دینِ حق دیکر اس لئے بھیجا تاکہ وہ سچے دین کو تمام دینوں پر
غالب کرے۔ یہ پیشگوئی مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ
میں مانی گئی ہے۔ تفسیر جامع البیان ص۲۹ میں اس آیت کی تفسیر
۴۴۴ میں لکھا ہے۔ "وَذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ" یہ غلبہ
دین عیسیٰ ابن مریم (مسیح موعود) کے زمانہ میں ہوگا۔

۴۴۵ بحار الانوار میں لکھا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ ...... الخ
إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْقَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْإِمَامُ الَّذِيْ
يُظْهِرُهُ اللّٰهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَ
عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا۔" (بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۲) یعنی
آیت هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ ... الخ قائم آل محمد (مہدی)
کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ وہی امام ہے جسے اللہ تعالیٰ تمام
ادیان پر غلبہ عطا فرمائیگا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے
بھر دیگا۔ جیسے وہ ظلم اور بے انصافی سے بھری ہوئی ہوگی۔ چنانچہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی یہ پیشگوئی
بھی پوری ہوچکی ہے۔ مختصراً اس کی کیفیت یہ ہے۔

اسلام کا پہلا غلبہ

ادیانِ باطلہ عاطلہ پر آپ کی کتاب
"براہین احمدیہ" کے ذریعہ ۱۸۸۰ء میں ہوا
جس میں دس ہزار روپیہ کا انعام بھی آپ نے اسلام کا مقابلہ
کرنیوالوں کے لئے رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے

ہیں :- "حقیقت میں یہ کتاب طالبانِ حق کو ایک بشارت اور ۴۴۶
منکرانِ دینِ اسلام پر ایک حجتِ الٰہی ہے۔ کہ جس کا جواب
قیامت تک اُن سے میسر نہیں آسکتا۔ اور اسی وجہ سے اُسکے
ساتھ ایک اشتہار بھی انعامی دس ہزار روپیہ کا شامل کیا گیا
ہے۔ کہ تا ہر یک منکر و معاند پر جو اسلام کی حقیقت سے انکاری
ہے اتمام حُجت ہو اور اپنے باطل خیال اور جھوٹے اعتقاد پر
مغرور اور فریفتہ نہ رہے" (مقدمہ براہین احمدیہ ص۹۳۵) مگر کوئی
وہ انعام حاصل نہ کر سکا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رئیس
المعاندین والمکذبین براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-
"مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے۔ ۴۴۷
اور مخالفینِ اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ص۱۰)

اسلام کا دوسرا غلبہ ادیانِ باطلہ پر معجزات اور نشانات سے
ہے جو آپؑ کے ذریعہ ظہور میں آئے۔ ایسے
وقت میں جبکہ نام کے مسلمان علی الاعلان یہ کہہ رہے تھے۔ "کہ اُمتِ ۴۴۸
محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے۔ بیشک وارث انبیاء ولی تھے۔ وہ کرامت
رکھتے اور برکات رکھتے تھے۔ لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیرِ زمین
ہو گئے۔ آج اسلام ان کرامت والوں سے خالی ہے۔ اور ہم کو
گذشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ ہم نہیں دکھا سکتے"۱
لیکن اس کے برعکس آپؑ نے اعلان فرمایا ؎
کرامت گرچہ بے نام و نشان است ✤ بیا بنگر زغلمانِ محمد
"میں علانیہ کہتا ہوں۔ کہ اسلام کے سوائے باقی مذاہب مُردہ ۴۴۹

ہیں۔ صرف اسلام زندہ مذہب ہے۔ جو اپنے اندر خوارق اور نشان ساتھ رکھتا ہے۔ جو چاہے دیکھ لے۔ اگر میں نہ دکھا سکوں تو جو سزا چاہیں مجھے دیں۔" (تقریر جلسہ مذاہب اعظم دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بہت سے افراد بہت سی قوموں، بہت سے ملکوں میں نشانات ظاہر ہوئے تفصیل کے لئے دیکھیں آپؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی و سراج منیر و نزول المسیح۔

اسلام کا تیسرا غلبہ جو نہایت ہی شاندار ہے۔ اور اسلام کے غلبہ کا عملی ثبوت ہے۔ وہ جلسہ مذاہب اعظم لاہور میں آپؑ کی تقریر کا جو اسلام کی تعلیمی خوبیوں پر مشتمل تھی تمام ادیان کے علماء کی تقاریر پر غالب آنا ہے۔

غلبۂ اسلام کا ایک عظیم الشان نظارہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں بمقام لاہور بعض معززین کی رائے سے ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں پانچ سوال ایسے رکھے گئے جو انسان کے خدا تک پہنچنے اور اسکے انجام کے متعلق اپنے اپنے مذاہب کی رُو سے جواب دینے تھے۔ جسمیں ہندو، عیسائی سکھ، آریہ، یہودی اور اسلام وغیرہ کے نمائندے اپنے اپنے مذہب کے مطابق اِن سوالات کا جواب دینے کے لئے شامل ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے ایک مضمون لکھا۔ جسے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے تمام مجمع میں پڑھ کر سُنایا۔ جسے بالاتفاق پسند کیا گیا اور جسکے

غلبہ کا اعتراف کیا گیا۔ آپ نے اس کے متعلق پہلے سے مندرجہ
ذیل پیشگوئی کردی تھی۔

"سچائی کے طالبوں کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری! ۲۵۰

"جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اس میں اِس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائیگا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اسکی تائید سے لکھا گیا ہے۔ ... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے۔ کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئیگا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہو جائینگی۔ اور ہرگز اور ہرگز قادر نہ ہونگے کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلاسکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ آریہ، خواہ سناتن دہرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ کہ اِس روز اُس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو...."
اب مَیں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا خرچ کرکے بھی اِن معارف کے سُننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں۔ کہ اُن کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہونگے کہ وہ گمان نہیں کرسکتے ہوں گے۔
والسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

خاکسار۔ غلام احمدؐ از قادیان ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء

یہ زبردست پیشگوئی ایک عظیم الشان اور چمکتا ہوا نشان تھا جو اسلام کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بموجب آیت قرآنی لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے ظاہر ہوا۔ باطل رَوندا گیا اور حق چمک اُٹھا۔

ذیل میں چند شہادات درج کیجاتی ہیں جس سے ناظرین کرام خود ہی اندازہ لگا سکیں گے کہ یہ عظیم الشان پیشگوئی کس شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔

شہادت اوّل پریذیڈنٹ صاحب جلسہ مذاہب اعظم لاہور۔ ۳۵۱

"پنڈت گوردھن داس کی تقریر کے بعد نصف گھنٹے کا وقفہ تھا۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی (وکیل) اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اسلئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت تھا۔ کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا۔ اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان بھر گیا۔ اس وقت کوئی سات آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا۔ مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے۔ اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونیکے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے رؤسا، عمائدِ پنجاب، علماء فضلا، بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، ایکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر، غرض کہ اعلیٰ طبقے کے آدمی موجود تھے۔ نہایت صبر و تحمل کیساتھ جوش

سے برابر چار پانچ گھنٹے اسوقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنا پڑا۔ اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی۔ کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی۔ کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جائے ان کا ایسا فرمانا عین اہلِ جلسہ اور حاضرینِ جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا۔ کیونکہ جب وقت گذرنے پر مولوی مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کیلئے دیا حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ یہ مضمون شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولات اپنے ساتھ رکھتا تھا۔" (رپورٹ صہ ۷۹)

شہادت دوم سول ملٹری گزٹ لاہور ۲۹- دسمبر ۱۸۹۶ء

۴۰۲ (ترجمہ) "جلسۂ مذاہب لاہور ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے مندرجہ ذیل پانچ سوالوں کا جواب دیا۔ اوّل۔ انسان کے جسمانی، روحانی، اخلاقی حالتوں، دوم۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔ سوم۔ دُنیا میں انسان کی اصل غرض اور اسکی تکمیل کے اسباب۔ چہارم۔ کرم یعنی اعمال دُنیا اور عاقبت میں۔ پنجم۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع اور وسیلے۔

اِس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمدؐ

صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت اور حفاظت کے کامل ماسٹر ہیں۔ اس لیکچر کے سننے کے واسطے دور و نزدیک سے لوگوں کا ایک جم غفیر ہو رہا تھا۔ اور چونکہ مرزا صاحب خود تشریف نہیں لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر اُن کے ایک لائق شاگرد منشی عبدالکریم فصیح سیالکوٹی نے پڑھکر سنایا۔ ۲۷ر تاریخ کو یہ لیکچر ساڑھے تین گھنٹہ تک ہوتا رہا اور عوام الناس نے نہایت ہی خوشی اور توجہ سے اسکو سنا۔ لیکن ابھی صرف ایک سوال ختم ہوا۔ مولوی عبدالکریم نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی کا بھی سنا دونگا اسیئے ایگزکٹو کمیٹی نے یہ تجویز کر لی ہے۔ کہ ۲۹ر تاریخ کا دن بڑھا دیا جائے۔"

اِس مضمون کو جو اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے شائع شدہ ہے پڑھکر ہی انسان اسکی عظمت اور اسلام کی قوت و شوکت کا اندازہ کر سکتا ہے۔

اسلام کے کامل غلبہ کی پیشگوئی

اسلام کے کامل غلبہ کے
۲۵۲ متعلق فرماتے ہیں۔ "اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہوگی۔ کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اِس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے۔ اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخمریزی کرنیکے لئے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور وہ بڑھیگا اور پھولیگا۔ اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

باب ہشتم

آنیوالے موعود کے بارے میں تمام قوموں کی غلطیوں کی اصلاح خدائی فیصلہ سے

۱۔ "موعود اقوام عالم" کے بارے میں تمام قوموں کو مندرجۂ ذیل غلطیاں لگی ہوئی تھیں۔ اور اب بھی ہیں۔ جو یہ ہیں:-
پہلی غلطی سب قوموں کو یہ لگی ہے۔ کہ آنیوالا آسمان سے آئیگا
دوسری غلطی یہ ہے۔ کہ آنیوالا ظاہری شان و شوکت سے آئیگا۔ اور تلوار کے زور سے تمام دُنیا پر غالب آئیگا۔ تیسری غلطی یہ ہے۔ کہ ہر ایک قوم اپنے میں سے الگ الگ موعود کا آنا مانتی ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ مامورِ صادق کی شناخت سے محروم ہیں۔ چنانچہ

اِس بارہ میں یہود کی غلطی یہ رہی ہے۔ کہ وہ ظاہری الفاظ کو پکڑ کر بیٹھ رہے اور انہوں نے ایلیا نبی (ملاکی باب ۴ آیت ۶) کو مسیح سے قبل رتھ سمیت آسمان سے اُترنا دیکھنا چاہا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی اِس تاویل کو قبول نہ کیا۔ کہ حضرت یوحنا (یحیٰ) ہی ایلیا ہیں۔ اسلئے وہ اپنے زمانہ کے مامور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو شناخت نہ کرسکے۔ حتّٰی کہ سردارِ

دو جہاں حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلم کی شناخت سے بھی محروم کر دیئے گئے۔ اور آجتک دیوارِ گریہ کے پاس ایلیا نبی کی انتظار اور اپنے مزعومہ مسیح کے لئے روتے اور اپنا وقت عزیز یوں ہی کھوتے ہیں۔

عیسائیوں کی غلطی

اس بارے میں نہایت ہی افسوسناک ہے اور ایک غلطی نہیں بلکہ دو غلطیاں ہیں۔ اوّل۔ ہو بہو حضرت مسیح ناصریؑ کے واپس آنیکی انتظار۔ دوم۔ ظاہری طور سے آسمان سے اُترنا اور اسے سب لوگوں کا دیکھنا۔ عیسائیوں سے پہلی غلطی سرزد ہونا تو نہایت افسوسناک ہے۔ کیونکہ ان کے سامنے ایک ایسے ہی مقدمہ کا فیصلہ موجود ہے جو ان کے منجی نے کیا ہے۔ کہ آسمان سے ایلیا نہیں آویگا بلکہ یوحنا جو آچکا ہے یہی ایلیا ہے۔ (متی ۱۷/۱۲) لیکن افسوس! عیسائیوں نے اسکے باوجود یہود کی طرح آسمان کیطرف ٹکٹکی لگا رکھی ہے۔ اور ایک فو۔۔ شدہ انسان کے انتظار میں عبث اپنا وقت ضائع کرتے رہے۔

اس سے بڑھکر واضح اعلان آپؑ نے یہ کیا۔ کہ "میں تم سے
۲۵۴ کہتا ہوں۔ کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے۔ جبتک نہ کہو گے
کہ مبارک ہے جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔" (متی باب ۲۳ آیت ۳۹)
۲۵۵ پھر اپنا آنا نئی پیدائش سے بیان کیا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں
کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا

ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح خود نہیں آئینگے۔ بلکہ آنیوالا آپؑ کے نام پر آئیگا۔ یعنے آپؑ کا مثیل ہوگا

۱؎ متی باب ۱۵۔ آیت ۲۸۔

اور پھر نئی پیدائش میں آئیگا نہ کہ پرانی پیدائش سے ۔ دوسری غلطی عیسائیوں کی مسیحؑ کا ظاہری طور پر آنا ہے ۔ حالانکہ اس کا بھی حضرت مسیح علیہ السلام نے خود فیصلہ کر دیا ہے ۔ فرمایا" لیکن ۴۵۶
یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کونسے پہر آئیگا ۔ تو جاگتا رہتا ..... اسلئے تم بھی تیار رہو ۔ کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائیگا ۔ (متی باب ۲۴ آیت ۴۳-۴۴) ۴۴-۴۴
اسی طرح لوقا باب ۱۲ آیت ۳۹ میں بھی لکھا ہے ۔

پس اس حوالہ میں حضرت مسیحؑ کی آمد کو چور کی آمد کی طرح قرار دیا ہے ۔ جیسے چور بھیس بدلکر آتا ہے اور ایسے وقت میں آتا جبکہ کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا ۔ اسی طرح آنیوالے موعودؑ نے آنا تھا ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی طرز پر آئے ہیں اور آپ نے خدائی فیصلہ عیسائیوں کو آکر سُنا دیا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے " اِنَّا جَعَلْنٰكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۴۵۷
لِاُتِمَّ حُجَّتِیْ عَلٰی قَوْمٍ مُّتَنَصِّرِيْنَ (تذکرہ ص ۲۱۶) یعنے ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے ۔ تاکہ میں نصرانیت اختیار کرنیوالوں پر اپنی حجت پوری کروں ۔

اسی طرح ہندوؤں کی غلطی

یہ تھی ، کہ وہ بھی کرشن جی مہاراج کا آخری زمانہ میں اوتار لینا ہندوؤں میں سے مانتے ہیں ۔ اور ہندو جاتی میں ہی تلاش کرتے ہیں ۔ گو اس کی تردید حضرت گورو بابا نانک صاحب کے اقوال سے گذشتہ ابواب میں ہو چکی ہے ۔ لیکن آپؑ کے ذریعہ

ہے۔ جو خدائی فیصلہ اس بارے میں ہوا ہے یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

۴۵۸ "میں اُن گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریمؑ کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ روحانی حقیقت کی رو سے مَیں وہی ہوں۔ یہ خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے.... یہ خدا کی وحی ہے جسکے اظہار کے بغیر مَیں رہ نہیں سکتا۔" (لیکچر سیالکوٹ)

مسلمانوں کی غلطی بھی یہی ہے۔ کہ وہ بھی عیسائیوں کی طرح حضرت مسیحؑ کا آسمان سے اُترنا مانتے ہیں حالانکہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور خود خدا تعالیٰ نے ان کی زبانی

۴۵۹ یہ اعلان کرا دیا ہے۔ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ) کہ جب تک مَیں اپنی قوم میں رہا تو اُن کا نگران تھا مگر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر تو ہی انکا نگران تھا۔ پھر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ایکسو بیس برس عمر بتائی ہے۔ اِنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ سَنَةٍ۔ تحقیق عیسٰے ابن مریمؑ ایکسو بیس برس

زندہ رہے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۵۔ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ ، مواہب اللدنیا جلد ۱ صفحہ ۴۲ و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۶۰)

پھر سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اُنہیں ٢٦١
مُردہ روحوں میں خود دیکھ آئے ہیں۔ فرمایا یَحْیٰی وَ عِیْسٰی فِی السَّمَآءِ الثَّالِثَۃِ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰) یحیٰؑ اور عیسےٰ تیسرے آسمان پر تھے۔ پھر مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعراج میں لکھا ہے۔
قَالَ اَنَسٌ فَذَکَرَ اَنَّہٗ وَجَدَ فِی السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَ اِدْرِیْسَ ٢٦٢
وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ اِبْرَاهِیْمَ۔ انسؓ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے ذکر کیا کہ آپؐ نے آسمانوں میں آدمؑ، ادریسؑ، موسیٰؑ، عیسےٰؑ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا۔ پس چونکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیحؑ کو بھی مُردوں میں دیکھا یہ ایک عظیم الشان شہادت ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر۔ باقی رہا آپؑ کا نزول سو اسکی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔

حضرت الشیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ "وَجَبَ نُزُوْلُہٗ ٢٦٣
فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقِہٖ بِبَدَنٍ اٰخَرَ۔ (تفسیر عرائس البیان صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ مطبع نولکشور) یعنے آخری زمانہ میں آپؑ کا نزول دوسرے بدن کے تعلق سے ہونا ضروری ہے۔

شیعہ صاحبان کا عقیدہ امام مہدیؑ کے متعلق کہ وہ غار میں چھپ بیٹھے ہیں اور کسی وقت جب ان کے انصار کی کثرت ہوگی ظاہر ہونگے۔ محض ظنی باطل ہے۔ اس کی حقیقت بجز اس کے کچھ نہیں۔ کہ شیعہ علماء اس عقیدہ سے عوام شیعہ کو مامورِ صادق

کی شناخت سے محروم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا مامور تمام قوموں کی
٤٦٤ طرف بھیجدیا ہے۔ جیساکہ آپ کو وحی الٰہی سے اطلاع بخشی گئی جَرِیُّ اللّٰہِ
فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ (تذکرہ) خدا کا پہلوان تمام انبیاء کے حلّوں میں۔ پس آپ
ہی تمام قوموں کے موعود ہیں۔ باقی رہی یہ غلطی کہ وہ ظاہری شان
و شوکت سے آئیگا۔ اور تمام دُنیا پر دین اسلام یا ہر قوم کے مذہب
کو انکے خیال کے مطابق) بزورِ شمشیر پھیلائیگا۔ اور تمام قومیں انکو آتے
ہی قبول کر لینگی۔ یہ خیال محض دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ کیونکہ سنّت اللہ اور
منہاج نبوّت اور فطرت صحیحہ کے بالکل مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین
کے بارہمیں کبھی جبر جائز نہیں رکھا اور نہ آئندہ رکھیگا۔ یہ اسکا اٹل
٤٦٥ فیصلہ ہے۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ) دین میں کوئی جبر نہیں۔
پس قرآن مجید کی رُو سے دین میں مطلقاً جبر جائز نہیں۔ خود تلوار
سے قتل کے شائقین بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جبر سے دین پھیلانا فطرت
٤٦٦ کے خلاف ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "اس (خدا) نے انسان کو اپنے افعال میں
فاعل مختار بنایا ہے۔ وہ اسطرح مجبور نہیں۔ اگر ایسا کرتا تو دُنیا میں کوئی
کافر و مشرک نہ ہوتا۔ جو کفر کرتا اسکو ہلاک کر دیتا۔ یا اسکو اسباب ہی
نہ دیتا۔ موقعہ ہی نہ دیتا۔ اور اس صورت میں صریح جبر لازم آتا"[1]

آنیوالا موعود دکھ اُٹھائیگا یہ خیال بھی سراسر غلط ہے کہ آتے ہی اُسے
٤٦٧ تمام قومیں تسلیم کر لینگی۔ انجیل میں لکھا ہے:۔ "پر مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ
ایلیا تو آچکا اور انہوں نے اسکو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اسکے ساتھ کیا اسی طرح
انسان کا بیٹا بھی ان سے دُکھ اُٹھائیگا"[2] اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے
٤٦٨ پادری عماد الدین صاحب لکھتے ہیں:۔ (الیاہ تو آچکا) یہ بھید کی بات ہے

[1] العراد السوئی صاد الحق ۔ [2] متی باب ۱۷۔ آیت ۱۲

جو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ وہ الیاس جو مسیح کی آمد اولیٰ کے پیشتر آیا اور
جس نے اس پیشگوئی کو ایک طور پر پورا کیا۔ اور آنیوالے الیاس کا عکس
دکھلایا۔ وہ الیاس تو آچکا (اور انہوں نے اسکو نہیں پہچانا) بلکہ ... اسکا سر
کاٹ لیا اور اسے شہید کیا ... (اسی طرح انسان کا بیٹا بھی ان سے دکھ
اٹھاویگا) یہ آمد مسیح کی دکھ اٹھانے کیلئے ہے۔" (انجیل متی کی تفسیر صفحہ ۳۰)

قرآن مجید انبیاء کی مخالفت کے واقعات سے بھرا پڑا ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:۔ وَ اِذَا خَرَجَ هٰذَا الْاِمَامُ الْمَهْدِيُّ ۲۶۹
فَلَيْسَ لَهٗ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اِلَّا الْفُقَهَاءُ خَاصَّةً[1] کہ جب امام مہدی نکل کھڑے
ہونگے تو سوائے علماء کے انکا کوئی کھلم کھلا دشمن نہیں ہوگا۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳
میں لکھا ہے۔" علماءِ وقت کہ خوگرِ تقلید و اقتداءِ آباءِ خود باشند گویند ایں ۲۷۰
مرد خانہ برانداز دین و ملت ما است و بمخالفت برخیزند و بحسبِ عادتِ خود
حکم بتکفیر و تضلیلِ وے کنند۔" یعنی علماء وقت اسکی مخالفت پر کھڑے ہو
جائینگے اور اسپر کفر اور گمراہ ہونیکے فتوے دینگے اور کہینگے کہ یہ شخص ہمارے
مذہب و ملت کو تباہ کرنیوالا ہے۔ الصراط السوی صفحہ ۵۰۳ پر لکھا ہے۔" علماء ۲۷۱
اسکے قتل کے فتوے دینگے اور بعض اہلِ دول اسکے قتل کیلئے فوجیں بھیجینگے
اور یہ تمام نام کے ہی مسلمان ہونگے۔"

پس یہ خیال سراسر باطل ہے کہ امام مہدی یا مسیح کو تمام لوگ
آتے ہی جھٹ پٹ قبول کر لینگے۔

آنیوالا موعود امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا مسلمانوں کے اس خیال
کی تردید بھی ضروری ہے کہ امام مہدی سادات میں سے آئیگا۔ امت محمدیہ
میں سے عام فرد نہ ہوگا۔ اس بات پر شیعہ اور سنیوں کا بڑا زور ہے بیشک

[1] فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۶

یہ درست ہے۔ کہ ایسی احادیث موجود ہیں جن میں امام مہدی کا فاطمی ہونا بیان کیا گیا ہے۔ مگر اسکے برعکس ایسی بھی احادیث موجود ہیں جنمیں انکا
۴۷۲ عام اُمتِ محمدیہ میں سے ہونا بیان ہوا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ (۱) "یَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یَقُوْلُ بِسُنَّتِیْ"۔ (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۱۲) کہ ایک عظیم الشان انسان (مہدی) میری اُمت سے مبعوث ہوگا۔ اور وہ میری سُنت کو چلائیگا
(۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ
۴۷۳ قَالَ یَکُوْنُ مِنْ اُمَّتِی الْمَہْدِیُّ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اُمت میں سے ہوگا۔ ایک اور حدیث میں یہانتک لکھا ہے۔ کہ اہلبیت سے مراد اُمت میں سے کسی فرد کا مہدی ہونا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ ابو سعیدؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ
۴۷۴ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ "قَالَ الْمَہْدِیُّ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ"۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی ہمارے اہلبیت میں سے ہے جو میری اُمت میں سے ایک شخص ہوگا۔ اس حدیث میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی کو اپنے اہلبیت میں داخل فرمایا
۴۷۵ ہے۔ جیسے حضورؐ نے حضرت سلمان فارسی کو یہ کہکر کہ "سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ"۔ اپنے اہلبیت میں داخل فرمایا تھا۔ پس اہلبیت کا مفہوم بھی کھلگیا۔

ایک عجیب لطیفہ اس بارہ میں یہ بھی ہے کہ خود شیعہ اصحاب کی کتب میں لکھا ہے۔ کہ لوگ مہدی پر اعتراض کرینگے۔ کہ تو فاطمی نہیں ہے۔ "عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ یعنی تَکْذِیْبَہٗ بِقَائِمِ اٰلِ مُحَمَّدٍ اِذَا یَقُوْلُ لَہٗ لَسْنَا نَعْرِفُکَ وَلَسْتَ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَۃَ کَمَا قَالَ الْمُشْرِکُوْنَ لِمُحَمَّدٍ"۔ حضرت ابو عبد اللہ

۱؎ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۶۹ ۔ ۲؎ غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ ۔ ۳؎ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۱

دعیینؓ) فرماتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی آیت وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ... الخ کا
مطلب یہ ہے کہ لوگ قائم آل محمدؐ (مہدی) سے کہینگے۔ کہ ہم تجھے نہیں پہچانتے
اور تو فاطمی نہیں ہے۔ جیسا کہ مشرکوں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا۔
پس یہ نشان بھی پورا ہو چکا ہے کہ مخالفین آپؑ پر بھی یہ اعتراض
کرتے ہیں۔ بالخصوص شیعہ اصحاب یہی کہتے ہیں کہ آنیوالا تو سید ہوگا نہ کہ مرزا۔
علاوہ ازیں محمدؐ بن عبداللہ نفس زکیہ ملقب بالمہدی حضرت امام حسنؓ ٤٧٦
کے پڑپوتے پر مہدی کے فاطمی اور اس کا باپ عبد اللہ ہونیوالی حدیث
صادق آچکی ہے۔ (دیکھو "ابن خلدون")

مہدی کی ایک عجیب علامت شیعہ اصحاب کی کتب میں یہ بھی لکھی
ہے۔ کہ حضرت صادقؓ آل محمدؐ نے فرمایا۔ صاحب الامر (مہدی) میں ٤٧٧
انبیاء کی سنتیں ہیں۔ موسیٰؑ و عیسےٰؑ و یوسف کی اور حضرت محمد مصطفےٰؐ کی
سنت موسیٰؑ خوف و انتظار اور سنت عیسوی اختلاف مردم"۔ وَ اَمَّا ٤٧٨
سُنَّۃُ یُوْسُفَ فَالسِّتْرُ یَجْعَلُ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ الْخَلْقِ حِجَابًا
یَرَوْنَہٗ وَ لَا یَعْرِفُوْنَہٗ" یعنے سنت یوسفی ستر ہے۔ کہ خدا انکے اور
خلق کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیگا۔ کہ اسے دیکھینگے اور نہ پہچانینگے
اور سنت محمدی یہ ہے کہ وہ انکی راہ پر چلینگے۔ اور انکی سیرت پر عمل
کرینگے۔ اللہ اکبر! یہ علامت بھی کس طرح واضح رنگ میں آپؑ کے
وجود باجود کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے۔ پس آپؑ کے مہدیٔ برحق ہونے
میں کیا شبہ ہے۔ شیعہ صاحبان سے التماس ہے۔ کہ وہ اس علامت پر
خاص طور پر غور کریں۔ اور مہدیٔ برحق امام الزمان حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی صداقت کے قائل ہوں۔

لہ الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ ۴۰

بابِ نہم

حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے بارہ میں بعض بزرگوں کی شہادات

پہلی شہادت حضرت پیر رشید الدین صاحب صاحب العلم (جھنڈے والے) سندھ کی ہے۔ (از جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب بمبئی)

"سیٹھ اسمٰعیل آدم (صاحب) نے اردو اخبارات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ دیکھکر اپنے پیر (جھنڈے والے) کو ۱۸۹۵ء کے آخر یا ۱۸۹۶ء کے اوائل میں ایک خط بزبان فارسی لکھا کہ "ہم تو دُنیا دار ہیں۔ اور روحانی آنکھوں سے اندھے ہیں اور آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور رہنما ہیں، صاحبِ بصیرت ہیں۔ لہٰذا آپ حلفاً جواب دیں کہ یہ مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی مدعیٔ مہدویت و مسیحیت اپنے دعوٰی میں صادق ہیں یا کاذب؟ اگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ سچے ہیں اور ہم ہدایت سے محروم رہ گئے تو آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک اسکے ذمہ وار ہیں اور اگر وہ جھوٹے ہیں اور ہمنے نادانی سے انکو مان لیا تو ہماری گمراہی کا وبال بھی آپکے سر ہوگا۔ اس کا جواب بعد القاب آداب سوال مستفسرہ کیبابت انہوں نے مجھے لکھا:۔ (۱) ہمارے سلسلہ کا دستور ہے کہ مابین نماز ۴۷۹
مغرب و عشاء ہم اپنے مریدوں کیساتھ حلقہ کرکے ذکر الٰہی کیا کرتے ہیں۔ ایکروز اِس حلقہ میں بحالتِ کشف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمنے

دیکھا - تو ہمنے آپؐ سے سوال کیا کہ یا حضرت ! یہ شخص مرزا غلام احمدؐ کون ہے ؟ تو آپؐ نے جوابدیا "از ما است" (یعنی ہماری طرف سے ہے)

(۲) ہمارے خاندان کا وطیرہ ہے - کہ بعد از نماز عشاء ہم کسی سے کلام ۴۸۰
نہیں کرتے اور سو جاتے ہیں - یہی سُنّتِ رسولؐ ہے - ایک دن خواب میں ہمنے آنحضرت صلعم کو دیکھا - تو ہمنے سوال کیا کہ حضور ! مولویوں نے اِس شخص پر کفر کے فتوے لگائے ہیں اور اسکو جھٹلاتے ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا - "در عشق ما دیوانہ شدہ است" (ہمارے عشق میں دیوانہ ہے)

(۳) ہمارا سلسلہ اور خاندان تہجد گذار ہے اسلئے ہم روزانہ رات کو ۴۸۱
تین بجے کے بعد اُٹھتے ہیں اور بعد از نماز تہجد کروٹ پر لیٹے رہتے ہیں، اور اسی وضوء سے صبح کی نماز پڑھتے ہیں کہ یہ بھی سُنّت رسولؐ ہے ایک دن اسی کروٹ لینے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوئی اور آنحضرت تشریف فرما ہوئے تو ہمنے آپکا دامن پکڑ لیا اور عرض کی - یا رسول اللہ ! اب تو سارا ہندوستان چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دیدیئے ہیں تو آپؐ نے بڑے جلال میں تین بار دوہرا کر کہا - ھُوَ صَادِقٌ (وہ سچا ہے)، ھُوَ صَادِقٌ (وہ سچا ہے) ھُوَ صَادِقٌ (وہ سچا ہے) یہ ہے سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے - ہم آپکی قسم سے سبکدوش ہو گئے، ماننا نہ ماننا آپکا کام ہے۔" (راقم رشید الدین پیر صاحب العلم)

اسکے بعد جولائی یا اگست ۱۸۹۶ء میں میںنے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی[۱]

دوسری شہادت حضرت سید پیر المعروف بہ پیر کوٹھے والے کی ہے جو اُن کے خاص مرید گلزار خانصاحب و حافظ نور محمدؐ صاحب نے بواسطہ مولوی حکیم محمدؐ یحیٰی صاحب دیگرانی خلف الرشید خلیفہ حضرت

[۱] الفضل نمبر ۶۶ جلد ۱۹ مورخہ کم دسمبر ۱۹۳۱ء

کوٹھے والے نے بیان کی۔ مولوی صاحب موصوف اپنے ایک خط
٣٨٢ میں لکھتے ہیں کہ "ایک صاحب حافظِ قرآن نور محمدؐ نام اصل متوطن
گڑھی امازئی حال مقیم کوٹھہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت (کوٹھہ والے)
ایکدن وضو کرتے تھے اور میں اوپر بیٹھا تھا۔ فرمانے لگے۔ کہ "ہم اب
کسی اور کے زمانہ میں ہیں"۔ ... ایک بندہ تجدید دین کیلئے مبعوث
ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہماری باری چلی گئی۔ اسلئے میں کہتا
ہوں کہ ہم غیر کے زمانہ میں ہیں۔ ... دوسرے صاحب جنکا نام
گلزار خان ہے جو ساکن بڈابیر علاقہ پشاور ہیں ... انہوں نے قسم
کھا کر کہا۔ کہ ایک دن حضرت صاحب عام مجلس میں بیٹھے ہوئے
تھے اور طبیعت اسوقت بہت خوش و خرم تھی۔ فرمانے لگے۔ کہ میرے
٣٨٣ بعض آشنا مہدی آخر الزمان کو اپنی آنکھوں سے دیکھینگے۔ (اشارہ
یہ تھا کہ اسی ملک کے قریب مہدی ہوگا۔ جسکو دیکھ سکینگے) اور پھر فرمایا
کہ اسکی باتیں کانوں سے سنینگے۔ فقط ... واللہ ثم تاللہ کہ ان دونوں
شخصوں نے اسی طرح گواہی دی ہے۔ (محمدؐ یحیٰی از دیگران ۲۳ جنوری
١٩٠٠ء۔ خط مطبوعہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۵٦ تا ص۵۸)

دوسری روایت مولوی حمید اللہ صاحب سوات کی بزبان فارسی
بذریعہ خط ہے جس کا ترجمہ اُردو ذیل میں درج ہے۔

"بخدمت شریف کاشفِ رموزِ نہانی واقفِ علومِ ربانی جناب
مرزا صاحبؐ۔ عرضداشت یہ ہے۔ کہ ... میں بحکم آیت وَلَا تَكْتُمُوا
الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ خدا تعالیٰ کی قسم
کھا کر کہتا ہوں۔ کہ حضرت صاحب کوٹھہ والے ایک دو سال اپنی وفات

سے پہلے یعنی ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ میں اپنے چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہر ایک باب سے معارف اور اسرار میں گفتگو شروع تھی۔ ناگاہ مہدی معہود کا تذکرہ درمیان آگیا۔ فرمانے لگے کہ مہدی معہود پیدا ہوگیا ہے مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور قسم بخدا کہ ۲۸۴
یہی انکے کلمات تھے۔ اور میں نے سچ سچ بیان کیا ہے نہ ہوائے نفس سے اور بجز اظہار حق اور کوئی غرض درمیان نہیں۔ ان کے یہ الفاظ افغانی زبان میں نکلے تھے۔ "چہ مہدی پیدا شوے دے او وقت وظہور نہ دے" یعنی مہدی موعود پیدا ہوگیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ بعد اسکے حضرت موصوف نے سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری میں وفات پائی۔"

تیسری شہادت حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ثم امرتسریؒ کی ہے:۔

"تیسرے بزرگ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ہیں جو حضرت پیر صاحب کوٹھہ والے کے مرید رشید تھے۔ یہ بزرگ احیاء سنت خیر الانام کے حامی تھے۔ اسلئے غزنی سے امیر کابل کے حکم سے بعد تکلیف بسیار جلاوطن کئے گئے۔ ... انہوں نے بہت موقعوں حضرت مرزا صاحب کی تصدیق کی۔ ہم انکے ایک مرید کی شہادت یہاں درج کرتے ہیں۔ "حافظ نور محمد صاحب فلعدار نہر جو بظاہر ثقہ آدمی تھے اور وہ حضرت عبداللہ صاحب اول درجہ کے رفیق اور مخلص تھے بمقام قادیان شروع ۱۸۹۱ء میں آئے اور اثناء گفتگو میں بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے کشف سے ایک پیشگوئی کی تھی" کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ۲۸۵
ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔ (ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۷۰۲-۷۰۳)

چوتھی شہادت حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ چاچڑاں شریف والے کی ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کی ایک شہادت حدیث کدعہ کے متعلق درج کیجا چکی ہے۔

دوسری شہادت درج ذیل ہے۔ ایکدفعہ ایک حافظ گموں نامی شخص کے حضرت مرزا صاحبؑ کو کچھ برا بھلا کہنے پر خواجہ صاحبؒ نے اس پر ناراض ہوتے ہوئے فرمایا۔ کہ:۔

"اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہاں ہستند۔ آنچناں نیستند کہ در دلہائے مردم نشستہ است ۲۸۶

[illegible] صفحہ ۵۹۵ حاشیہ۔

چہ عجب کہ ہمیں مرزا صاحب قادیانی مہدی باشد۔ چہ در حدیث آمدہ کہ دوازدہ دجّال اند۔ پس چنداں مہدی اند۔ و در حدیثے وارد شدہ است کہ عیسیٰ و مہدی یکے است ... پس اگر مرزا صاحبؒ مہدی باشد کدام امر مانع است؟"

یعنے مہدی کی صفات پوشیدہ ہیں۔ وہ نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ہی مہدی ہوں۔ کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے بارہ دجّال ہیں۔ پس اتنے ہی مہدی ہیں اور ایک حدیث میں لکھا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہیں۔ ... پس اگر مرزا صاحب مہدی ہوں تو کونسا امر مانع ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ صاحبؒ نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صدقِ مقال و صدقِ حال کی تصدیق کی۔ بلکہ اپنے ایک خط میں یہانتک لکھا کہ "وَاِنِّیْ اُطْلِعُ لَکَ بِاَنِّیْ مُعْتَرِفٌ بِصَلَاحِ حَالِکَ بِلَا ارْتِیَابٍ وَمُوْقِنٌ بِاَنَّکَ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ وَفِیْ سَعْیِکَ مَشْکُوْرٌ مُثَابٌ" (خط مرقوم ۲۷ رجب ۱۳۱۴ھ مطبوعہ انجام آتھم صفحہ ۲۹ ضمیمہ) اور اب میں آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں بلا شبہ آپ کے نیک حال کا معترف ہوں اور اِس یقین پر پختہ طور پر قائم ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ بندوں میں سے ہیں۔ اور آپ کی دین اسلام کے بارہ میں کوشش عنداللہ مقبول و ماجور ہے۔

حضرات! یہ چار شہادات جو ہندوستان کے چار مختلف خطوں کے چار بزرگوں کی ہیں اس بات کی کافی شہادت ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی موعودِ اقوامِ عالم ہیں۔ اور آپؑ اپنے دعوٰی میں صادق اور راستباز ہیں۔ وَھُوَ الْمُرَادُ +

باب دہم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی معلوم کرنیکا آسان طریق

اب ہم ذیل میں وہ طریق لکھتے ہیں جن سے ہر ایک شخص آپ کی صداقت بذریعہ کشف، خواب یا الہام اللہ تعالےٰ سے خود معلوم کرسکتا ہے۔ اور جسکے ذریعہ سے سینکڑوں انسان موعود زمانہ کی شناخت سے مشرف ہوکر شکوک و شبہات کی دلدلوں سے نکل چکے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔ "اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اسکی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک صورت رفع شک کی بتاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اول توبہ نصوح کرکے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جسکی پہلی رکعت میں سورہ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورہ اخلاص ہو اور پھر بعد اسکے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت

ہونیکا دعویٰ کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنیسے ہم گمراہ نہ ہوں۔ اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اسکے انکار اور اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا۔ اور ہر ایک قوت تجھکو ہی ہے۔ آمین

پھر فرماتے ہیں کہ "یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں ... لیکن اپنے تئیں بکلی خالی النفس کرکے دونو پہلوؤں بغض و محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگیں کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کریگا۔ جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو! اِن مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو اُٹھو اور کچھ مجاہدہ کرکے اس قوی اور قدیر اور ہادیٔ مطلق سے مدد چاہو" (نشان آسمانی ص ۱۳۸)

اسی طرح امام جماعت احمدیہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی بمقام گورداسپور مسلم و غیر مسلم اصحاب کے ایک بڑے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے احمدیت کی صداقت مندرجہ ذیل طریق سے معلوم کرنے کا اعلان فرما دیا ہے۔ فرمایا:-

"وہ لوگ جو سلسلہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ اگر خالی الذہن ہو کر صدقِ نیت اور صفائی قلب کیساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ اور چالیس روز تک۔ اسکے حضور یہ عاجزانہ دعا مانگیں کہ وہ سچی راہ اُنپر کھولدے تو مجھے یقین ہے کہ خدا انکی رہبری کریگا۔ اور احمدیت کی سچائی اُنپر ظاہر کردیگا۔ اے میرے علیم و خبیر خدا تو لوگوں کے دلوں کو سلسلہ حقہ کی قبولیت کے لئے کھولدے تا وہ ہدایت کو پاکر تیری رضا حاصل کریں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۳۵ء)

شریمد بھاگوت کلاں اردو	مہرشی وید ویاس جی	مطبوعہ منظوعام الیکٹرک پریس لاہور
بھگوت گیتا	ملفوظات حضرت کرشن جی مہاراج	گیتا پبلشنگ کمپنی لاہور

کتب سکھ ازم

گرنتھ صاحب اردو	مترجمہ بھائی جوہر سنگھ گیانی	مطبوعہ سنہ ۱۹۰۶ء لاہور
تواریخ گورو خالصہ	مصنفہ بھائی گیان سنگھ گیانی	" سنہ ۱۸۹۶ء وزیر ہند امرتسر
جنم ساکھی کلاں	بھائی بالا والی	" مفید عام پریس

بعض کتب فقہائے اسلام

قرآن مجید، صحاح ستہ اور کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا گیا:-

تفسیر عرائس البیان	حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	
فتوحات مکیۃ۔ جلد ۳	" " " "	مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۷۲ھ
فصوص الحکم	" " " "	" کانپور سنہ ۱۳۰۹ھ
کنز العمال۔ جلد ۷	للشیخ علاء الدین علی الہندی برہان فوری	" حیدرآباد سنہ ۱۳۱۴ھ
دار قطنی	للامام الحافظ علی بن عمر دار قطنی	" دہلی سنہ ۱۳۱۰ھ
حجج الکرامہ واقتراب الساعہ	نواب صدیق حسن خانصاحب	" بھوپال سنہ ۱۲۹۱ھ
حدیث الغاشیہ	میر سید عبد الحی صاحب	" الہ آباد سنہ ۱۳۰۱ھ
علامات قیامت اردو	مولانا شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ	" دہلی سنہ ۱۹۲۷ء
اربعین فی احوال المہدیین	سید اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ	" کلکتہ سنہ ۱۲۶۸ھ
النجم الثاقب۔ جلد ۲	مولوی عبد الغفور صاحب	" پٹنہ سنہ ۱۳۱۳ھ
بحار الانوار۔ جلد ۱۳	ملا باقر صاحب مجلسی شیعہ	" سنہ ۱۳۰۴ھ
اکمال الدین		
غایۃ المقصود۔ جلد ۲	سید علی حائری لاہور	" لاہور سنہ ۱۳۱۸ھ
الصراط السوی فی احوال المہدیین	مولوی سید محمد سبطین صاحب	" لاہور سنہ ۱۳۳۶ھ
حجت بالغہ	مولوی ابو الجمال احمد مکرم صاحب عباسی	" حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۳۲ھ
اشارات فریدی	ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید صاحب	" آگرہ سنہ ۱۳۲۱ھ
لباب الخیار فی سیرۃ المختار		
مہدی کے انصار اور [illegible]	خواجہ حسن نظامی صاحب	

ان کے علاوہ عسل مصفّٰی، مجدد اعظم، احمدیہ پاکٹ بک، تشحیذ الاذہان، ریویو، بدر کا بھی مطالعہ کیا گیا۔

التجائے مؤلّف بدرگاہِ ربّ العزّت

اے میرے علیم و خبیر خدا! مَیں نے تیرے بندوں تک ہر قوم کے مقدسوں کی باتیں جو تیرے مامور و مُرسل سیدنا حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں مجھے معلوم ہوئیں اپنی سمجھ کے مطابق پہنچا دی ہیں۔ اگر مَیں نے اِن باتوں کے سمجھنے یا سمجھانے میں کوئی ٹھوکر یا غلطی کھائی ہے تو مجھے معاف فرما۔ اور اِس کتاب کے پڑھنے والوں کو اس کے بد نتیجہ سے محفوظ رکھ۔ اور جتنی باتیں اس میں درست ہیں ان کے اعلیٰ نتائج و ثمرات سے مجھے اور میری اولاد کو پشت در پشت تک متمتع فرما۔ اور جو لوگ اِس کتاب کو دیکھیں، پڑھیں یا سُنیں انہیں اُن کے فوائد سے مالا مال کر۔ میرے مولا! میری طاقت میں جو تھا وہ مَیں نے کر دیا اب تو ہم سب سے اپنی بے پایاں قدرت اور رحمت اور اپنے بے انتہا فضل و کرم کے موافق سلوک فرما۔ میری اِس ناچیز سعی اور محنت میں برکت ڈال۔ اور اسے بارآور کر۔ کیونکہ سب طاقتیں تجھی کو ہیں۔ آمین یا ربّ العٰلمین

خاکسار:۔ عبدالرحمٰن مبشر۔ مولوی فاضل

شکریہ اِس کتاب کیلئے خاکی کاغذ چھ رِم کنٹرول ریٹ پر مسٹر جے دیال صاحب کپور گنپت روڈ لاہور نے دیئے۔ (شکریہ)

پبلشر برادرم عبدالرزاق خاں نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر بشاراتِ رحمانیہ ریلوے روڈ قادیان سے شائع کیا۔

(نورالدین خوشنویس قادیان گورداسپور)

قیمت:- کاغذ دیسی خاکی عہ - کاغذ چائنہ سفید عمر - کاغذ اعلیٰ گلابی و سفید بینک پیپر عا